Cat by F. C

Cut by F. C.

Coll by F. C

راستی موجبِ رضائے خداست

سیرِ افریقہ

المشہور

نظارۂ افریقہ

ملنے کا پتہ
جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز پبلشرز و تاجرانِ کتب مسجد بلڈنگ لاہور

عنوان

سیر افریقہ

جہاں یورپ اور ایشیا کئی ایک مہذب قومیں پیش کر سکتا ہے وہاں افریقہ صرف دو ہی ایسی قومیں دکھا سکتا ہے جس پر کہ وہ ناز کر سکے ایک اہل مصر اور دوسری اہل کارتھیج - کسی زمانہ میں یہ دونوں جگہ اہل اسلام کی فتوحات کا مقام رہ چکی ہیں بلکہ آجکل بھی بدوؤں کی کوششوں اور جدوجہد کا تماشہ گاہ بنی ہوئی ہیں اور اس وقت اہل یورپ کشش و کوشش کر رہے ہیں کہ وہ دین اسلام کی مستحکم اشاعت کے مقابلے میں اپنا رسوخ جمائیں اور خوب اقتدار و قدرت حاصل کریں +

مصر کو چھوڑ کر ایک زرخیز وادی اور ڈلٹا ہے باقی تمام جنگل ہی جنگل ہے اس میں شک نہیں کہ یہ زرخیز علاقہ نہایت ہی قدیم زمانے میں آباد ہو گیا تھا - مگر ساتھ ہی اس کے اس میں بھی کلام نہیں کہ اب تک ایسی شہادتیں اس کثرت سے دستیاب نہیں ہوتیں جن سے دعوے پایہ ثبوت کو پہنچے کہ یہ آبادی زمانہ تاریخ سے پہلے کی ہے اور جو کچھ معلوم بھی ہوا ہے وہ صرف یا تو نئی طرح کے الفاظ ہیں یا صیقل شدہ پتھر کے نمونے - لیکن یہ ضرور ہے کہ ڈلٹا کی بنیاد اس وقت سے بھی پہلے کی ہے جب کہ مصر کی شائستگی پورے طور سے نشو و نما پا چکی تھی +

زمانہ سلف کی شائستگی] یہ کہنا ناممکن ہے کہ جہاں کی شائستگی

اور تہذیب بھی مصر ہی سے پیدا ہو کر بلوغت کو پہنچی یا کہیں باہر سے آئی
کہیں پتھر کے ستونوں زمانہ قدیم کی یادگاروں اور یہاں کی قدیمی
سلطنت کے حالات سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کی
بالکل ہی ایک علیحدہ قوم تھی - جن کے سر لمبے - رنگ سرخی مائل
بھورا - فراخ پیشانی اُبھرے ہوئے نتھنے - بڑا منہ اور صاف ملائم
بال ہوتے تھے یہ لوگ نہ تو حبشیوں سے ہی ملتے تھے نہ اہل عرب سے
اکثر محققوں کی رائے ہے کہ قدیمی مصر کے لوگ کیشی نسل سے ہیں لیکن
بعض انہیں نسل حام سے بتاتے ہیں +

می نیز یہ تو اغلب ہے کہ مصر کی تہذیب اُن تمام تہذیبوں میں
سب سے پرانی ہے جن کی شہادتیں ہم کو مینا دول
کے مقبروں سے ملتی ہیں - گو یہ مشکل ہے کہ ہم ان کا عہد بتا سکیں -
لیکن میرینٹ کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ میم فیز کی بنیاد حضرت
مسیح سے پانچ ہزار چار سو برس پہلے کی ہے - اس کے بعد جب
شاعرانہ کتابوں یا اُس خطے کے اون دلدادوں کے کارناموں پر
غور کریں کہ جب یہاں کی حکومت دیوتاؤں یا دیویوں کے ہاتھ میں
تھی، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا سب سے پہلا بادشاہ
جس نے متحدہ سلطنت پر حکومت کی وہ می نیز تھا - جس نے بالائی
حصہ میں شمال کی جانب تھین نامی جگہ سے اپنے علاقہ کی وسعت
بڑھانی شروع کی اور سیفیکس کے قریب دارالسلطنت کی بنیاد
ڈالکر اُس کا نام میم فیس رکھا - غالباً سیفیکس بھی اسی زمانہ کے
قریب نیل کے ڈیپٹ کے کونہ پر بنا ہوگا - جس کا کچھ حصہ اسی
می نیز نے کوشش کے بند سے دریائے نیل سے علیحدہ کر کے
اپنی مقبوضات میں شامل کر لیا تھا +

ارکان اعظم کی چوتھے خاندان سے قدیمی مصر کا سنہ تعمیرات شروع ہوتا ہے۔ خوفی نے میم فیس کے قریب ایک بڑا استون تعمیر کیا اور خافرا اور مینکارا نے جو اس کے بعد جانشین ہوئے ایسے ہی دو بڑے بڑے ستون تیار کرائے۔ رمایا ئیں سے کئی دولت مندروں کے عالیشان مقبرے وغیرہ تاحال محفوظ ہیں۔ یہاں کے سلطانین نے غریبوں کے اس زور بازو اور دستکاری کو اپنی ناموری کا ایک آلہ بنایا جس کی یادگار آج تک باقی ہے۔ لیکن یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس زمانہ میں کچھ بہت سی خونریز لڑائیاں ہوئیں تھیں یہ چوتھے خاندان ہیں جسکی تاریخ میریٹ نے ۳۹۵۱ سنہ سے ۳۷۰۳ سنہ قبل مسیح تک قرار دی ہے۔ فہیا قاٹپ خلف شاہ ٹٹ کار آسا کا نہایت قدیمی فرمان لکھا گیا تھا۔ اگرچہ اس سے بھی قدیم زمانے کے نسخہ جات ملتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ یہ سب سے قدیمی ہے۔ اس کا مصنف اوسیرس نامی دیوتا کہا جاتا ہے جس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک دیوتا کے ضرور معتقد تھے۔ جس کا فلسفہ عجیب ہی قسم کا ہے جو اس میں لکھا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس پہلے انسانی روح کی کیا حالت تھی +

سب سے قدیمی تحریر کی سب سے قدیمی تحریر جو ایک قسم کے کاغذ پر ملی ہے اوسی کا ترجمہ پروفیسر ساگیس یوں کرتے ہیں۔ اگر تو ادنےٰ حالت کے بعد اعلےٰ حالت پر پہنچ گیا ہے یا افلاس کرتے بعد بہت سی دولت اکھٹی کر کے کسی شہر کا حاکم ہو گیا ہے۔ تیری دولت خوب ظاہر ہو گئی ہے اور تو بڑا رئیس ہو گیا ہے تو چاہیے کہ تو اس

مال و دولت کے باعث پھول نہ جائے - کیونکہ اس منصب کا دینے والا خدا ہے اُس شخص سے تو نفرت نہ کر جو اس حال میں ہے کہ جس میں تو پہلے تھا - بلکہ تو اس کے ساتھ اس طرح پیش آ جیسے کہ اپنے برابر والے +

مصری فتوحات } چھٹے خاندان میں آ کر سلاطین مصر ملک گیری کرنے لگے اور انہوں نے (حبش کے باشندوں جنوبی مشرقی ایشیا کے لوگوں پر حملے بھی کئے اور ان (جو کہ پہلے ہی سے ان کی قلمرو بھی تھا) کو اپنی فوجوں میں بھرتی کر لیا - ملکہ نیٹوکرس کے ساتھ اس خاندان کا بھی خاتمہ ہوا - وہی ملکہ ہے جس نے کہ تیسرا بڑا مینار جسے من کارا کا مینار کہتے ہیں تعمیر کرایا تھا - یہی ملکہ کئی ملکی روایتوں اور شاعرانہ افسانوں کی مرکز ہے - اس کے بعد مصری تاریخ میں تاریکی چھا جاتی ہے +

سلاطین تھیبس } اس کے بعد جو معتبر تاریخ ملتی ہے وہ گیارہویں خاندان کی بابت ہے جس کی تاریخ سنہ ۳۰۶۴ برس قبل مسیح ہے یہ خاندان جنوب کی تھیبس میں حکمران تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل ایک دوسری قوم کی حکومت تھی - قاہرہ کے قریب والے مینار کی تعمیر - دوسرے آثار کے جنوب کی طرف کچھ پینتیس میل کے فاصلہ پر جا کر سیم نا اور کمنہ قلعوں مصر کی جنوبی حدود کا قائم کرنا اور مصنوعی آبپاشی کی غرض سے نیل کا نالے ڈیلٹا کے مغرب میں جھیل موایرس کا تیار کرانا بارہویں خاندان کے بڑے بڑے کارنامے ہیں - ان کے سلاطین کو ایم وے نے اینینٹ اور یوسرٹیسن کہتے ہیں +

شاہ یوسرٹیسن کے سنہ جلوس کے چھٹے سال میں ایک باختیار

نامی قوم یہان وارد ہوئی اور انہوں نے اس پادشاہ کی اجازت سے وہاں بود و باش اختیار کی۔ چنانچہ اب تک اُن کی نسلیں پائی جاتی ہیں جن کے سیاہ بال۔ مڑی ہوئی ٹانگیں ہیں۔ اور مختلف رنگون کے کپڑے پہنتے ہین۔ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پہنا کرتے تھے اس کے بعد اسی قوم کے لوگ آہستہ آہستہ اور آنے شروع ہو گئے حتی کہ یہان اُن کا پورا تسلط ہو گیا +

ہائیک سوس کے اس قوم کے سلاطین کو ہائیک ساس کہتے ہیں جس کے معنے گڈریئے کے ہیں قریباً پانچ سو برس تک یہاں ان کا دور دورہ رہا۔ پندرہوان سولہوان اور سترہوان خاندان انہیں سلاطین کا تھا۔ ان لوگوں نے بالکل مصری تہذیب اختیار کر لی مینار وغیرہ بنانے میں بڑی قابلیت دکھائی۔ غالباً یہ انہیں سلاطین کے زمانہ میں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں آئے تھے۔ آخر کار یہ خاندان یہاں سے نکالا گیا اور اس کی جگہ اٹھارہوان خاندان فرمانبردا ہوا جس کا بانی اتھیمز نامی ہوا ہے +

تھامیز اول کے اٹھارہویں اور اُنیسوین خاندان مین مصر کیا بہ لحاظ میناروں اور کیا بہ لحاظ دیگر کتبات کے پورے عروج پر تھا۔ اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے کہ اہل مصر نے فتوحات تعمیرات وغیرہ مین بڑی ترقی کی تھامیز اول نے وِنیشیا اور شام کی طرف بڑھ کر علاقہ سوڈان کو بھی مصر میں شامل کر لیا اسی بادشاہ نے ایمن را کے عظیم الشان مندر کی بنیاد (جس کی تعمیر کہ اسکے بعد اس کی بہن ہتاسو نے جاری رکھی) ڈالی تھی۔ علاوہ اس مندر کے کارنگ کا مشہور مینار بھی اسی پادشاہ کی یادگار ہے تھامیز سوم جس نے کہ

یہاں تریسٹھ سال تک سلطنت کی جنوب مشرقی ایشیا سے بڑی بھاری لڑائی کی اور دوران جنگ نینیتو اپر قبضہ کر کے اپنے اپنی حکومت میں شامل کر لیا اس کے بعد تھیبز میں میم نان اور ڈیبے سس کے بتوں کا بانی ایم نافیس سوم گذرا ہے ۔

سیٹی اول ١٤٦٢ قبل مسیح میں ریمسس اول نے انیسویں خاندان کی بنیاد ڈالی اس کے بعد اس کا بیٹا سیٹی اوّل جانشین ہوا اس نے کارنک میں ستونوں کا بڑا ہال بنوایا اور ابی ڈاس کے عظیم الشان مندر کی تعمیر کرائی علاوہ اس کے فینیشیں پر چڑھائی کر کے ہٹی ٹیز قوم کو مغلوب کیا اور لائی بن کو جن نے کہ مغرب کی طرف سے مصر پر حملہ کیا تھا ۔ مطیع کر لیا ۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ریمسس ثانی تخت پر بیٹھا یہ بادشاہ بڑا مشہور گذرا ہے اور اس نے قریباً ٦٧ برس تک حکومت کی اور تمام گرد و نواح کی سلطنتوں پر حملے کئے جن کے مختلف نتائج تھے لیکن فی الجملہ مصر کے حق میں کوئی بھی برا نتیجہ نہ ہوا ۔

اس بادشاہ کے جابجا بُت بنائے گئے ایک ایسی عالیشان عمارتیں ہیں جو کہ اس بادشاہ کی یادگار ہیں ۔ نوبیا میں بھی اس نے ایک بڑا مندر تیار کروایا جس کے دروازہ پر چار بڑے بڑے قوی ہیکل بُت بطور دربان کے کھڑے کر دئے ۔

بنی اسرائیل کا اخراج یہ یقینی طور سے نہیں کہا جا سکتا کہ بنی اسرائیل نے کس زمانہ میں مصر کو چھوڑا لیکن یہ ضرور ہے کہ ان پر جو کچھ جور و تعدی ہوا وہ ریمسس ثانی کے زمانے میں ہوا ۔ اور یہ خیال اس بات سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ خروج مذکور انیسویں صدی کے خاتمہ میں اور

یہ شاید یہی بیٹاہ عہد سلطنت میں واقع ہوا تھا جو کہ شاہ ریمیز ثانی کا لڑکا اور جانشین تھا +

ریمیز سوم نے اس وقت مصر کی عنان حکومت اوسی وقت سنبھالی کہ جب اُس کے تحت سے غیر ممالک کے کل مقبوضات نکل گئے تھے۔ اِس کے عہد میں فونیشین اہل یونان لی بین اور حبشیوں نے اس ملک پر حملے کئے لیکن یہ سب یہاں کے بادشاہ کے حق میں مفید ہوئی کیونکہ اُنہوں نے دشمنوں کی مال و زر لوٹ کر ایک دفعہ پھر مصر کو تر و تازہ کر دیا اور اہل ملک کے دلوں میں بحری دلچسپی اور کانوں کے متعلق شوق بھی پیدا کر دیا۔ ان سے کئی ایک محل اور عالیشان مندر بھی بطور یادگار کے بنوائے +

مصر کا زوال اگرچہ یہ سب کچھ تھا مگر مصر کی بنیادیں کھوکھلی ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ بائیسوں خاندان کے سلاطین نے فیطلین کو ایک دفعہ پھر عروج پر پہنچانے کی بہت کچھ کوشش کی۔ چنانچہ اس نے بہت سے حبشی اور ممالک کے لوگ بھی یہاں لاکر آباد کئے مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد اہل شام نے اِسے شکست دی جس سے سلطنت کئی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گئی۔ چھبیسویں خاندان نے ایک دفعہ پھر مصر کا پہلا دور تازہ کر دیا۔ پہلے مندروں پر قبضہ کیا اور پھر نئے مندر تعمیر کرائے اس کے لئے نیسکو ثانی نے دریائے نیل اور بحیرہ احمر کے درمیان ایک نہر بھی بنانے کی کوشش کی۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حکم سے فونیشیا کے تاجروں نے اس کے حکم سے سولھویں صدی قبل مسیح میں افریقہ کے گرد ایک بحری سفر بھی کیا تھا +

اہل فارس کی فتوحات لئے اس نے یوسٹیا شاہ جو ڈا سے لڑکر برا سے قتل کر دیا۔ لیکن جب یہ بادشاہ اس طرح ترقی کر رہا تھا ہنو کہ تعبیر سیلاب کو روک دیا اور مصر کو فتح ہی کر لیا۔ گو اپنے قبضے میں نہ رکھ سکا۔ بارہ برس قبل مسیح میں سا برس شاہ ایران کے لڑکے کیمبے سس نے مصر کو فتح کر کے یہاں کے بادشاہ کا طور و طریق اختیار کر لیا۔ مگر اس نے مندروں وغیرہ پر خوب غصہ نکالا ✦

سنہ ۳۰ برس قبل مسیح میں مصر کچھ یوں ہی سا عروج دکھا کر ایسا زوال پذیر ہوا کہ پھر کوئی اہل روم۔ عرب وغیرہ نے یہاں باری باری حملے کئے اور جو کوئی یہاں آیا اسی نے اس ملک کو اپنی جاگیر اور یہاں کے باشندوں کو اپنا غلام بنا لیا۔ سنہ ۱۸۸۲ء میں جب تک کہ سرکار انگریزی نے اس کو اپنی سرپرستی میں نہ لے لیا یہاں کے لوگوں کو نہ جانیں امن میں اور نہ ان کے کاروبار۔ حال ہی میں جو سوڈان تھوڑے عرصہ کے لئے شامل کیا گیا تھا اس میں ناکامیابی ہوئی مگر مصر خود کچھ ایسا مضبوط نہ تھا۔ اور نہ اس میں اتنی طاقت تھی کہ عرب کی ناخوش رعایا کو اطاعت میں رکھے ✦

جسمانی حالت لئے قدیم شاہی زمانہ اور بیناروں کے عہد کے مصری لوگ پرانے مصری لوگوں سے بہت کچھ مختلف ہے۔ ان کے چہرے بیضوی اور سر گول چھوٹی پیشانی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں لمبی سیدھی ناک کسی قدر بھرے ہوئے ہونٹ۔ چھوٹی ٹھوڑی اور سیاہ گھونگھریلے لمبے بال ہوتے تھے۔ عورتیں کسی قدر کھلے رنگ کی ہوتی تھیں۔

لباس } یہ لوگ گھٹنوں تک کے لمبے چوغے پہنے تھے جس پر ایک پیٹی بندھی ہوتی تھی۔ اور بعض اوقات اس چوغہ پر ایک ایک لمبا نفیس ململ کا اور چوغہ بھی ہوتا تھا۔ بعض اوقات چپلی بھی پہنتے تھے مگر مرد اکثر برہنہ پا رہتے تھے چھوٹی ذات کے لوگ چہرہ اور سر منڈواتے تھے۔ عورتیں صرف پوشاک سے ممیز نہ ہوتی تھیں ان کا چوغہ ذرا زیادہ چست ہوتا تھا۔ اور ادنے درجہ کے لوگ صرف ایک قمیض ہی پر کفایت کرتے تھے *

اہل مصر کا مذہب } ان کا مذہب توحید اور جانور وغیرہ کی پرستش کا ایک مجموعہ رہ چکا ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں ابتداً کونسا مذہب تھا۔ اور ثانیاً کونسا۔ ان کے بہت سے دیوتا ایسے ہوئے ہیں جن کے دھڑ تو آدمی کے اور سر جانور کے ہوتے تھے۔ ہر ایک شہر کا دیوتا علیحدہ ہوتا تھا۔ جن میں بالاتر سورج تھا۔ ان ہی کی شہروں کے مختلف مندروں میں پرستش ہوتی تھی۔ لنگور اور بیل اُن دیوتاؤں کا نمونہ ہیں جو جانور رہتے تھے۔ ان کے منہ میں افسانے اسقدر پیچیدہ ہیں کہ ان کا بیان خالی از وقت۔ مگر بعد میں آکر کچھ ایسے معقول ترجمے شروع ہو گئے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی ذات کی مختلف طاقتوں کے نام ہیں *

مقتدائے مذہبی } جسطرح ہر ایک مذہب میں پایا جاتا ہے یہاں بھی مقتدائے مذہبی فرقہ طاقت پکڑ گیا حتے کہ سلطنت کے کاموں میں بھی ایسے خوب دخل ہو گیا ان مقتداؤں نے یہ عقیدہ پھیلایا کہ جو شخص ان

کے سامنے دنیاوی چال چلن کے لحاظ سے سرخرو ہو گیا اوس نے ابدی خوشی حاصل کر لی انہوں نے یہ درجہ ہر ایسے شخص کو دینا شروع کر دیا جو کہ جادو تعویذ اور مردوں میں نہایت اچھی طرح مصالح بھرنے کے لئے دے سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ مردے ایک مرتبہ پھر زندہ کیئے جاتے ہیں اس کا ثبوت ان کے مقبرے سے چلتا ہے ؀

علم تعمیر دنیا بھر میں اغلباً مصر کا علم تعمیر یونان سے دوسرے درجہ پر ہے بڑی خوبی حجم اور پایداری ہے۔ اس سے اُتر کر قدرت سے مطابقت اور قوت منتخبہ ہے۔ یہ لوگ رنگ کی کچھ ایسی قدر نہ کرتے تھے۔ اور نقاشی کا وہ پہلو جس سے نیز اور دوری کی وبیشی ظاہر ہو ان کے مطالعہ سے خارج تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو معبد درمیانی سلطنت کے عہد میں تیار ہوئے وہ صرف جلوس کی غرض سے تھے ان کی اندرونی دیواروں پر تمام نقاشی اور سنگ موسے کا نہایت نفیس کام کیا ہوا ہے ؀۔

تدفین اور مردوں میں مصالحہ بھرنیکا طریق یہ آخرت کی زندگی

کے خیال کی بدولت ہی ہے کہ ہر شخص بالخصوص سلطان اپنے لئے عمدہ عمدہ مقبرے تعمیر کراتے تھے۔ عرصہ تک ان کا یہ طریق رہا ہے کہ مردہ میں مصالح وغیرہ بھر کر رکھتے تھے اور ان مقبروں میں رکھ دیتے تھے یہ مقبرے خاندان بھر کے کام آتے تھے۔ اس تدفین کے بعد سال میں چند

وغیرہ لاش کے آگے کئی خاص چیزیں رکھ دینی جاتی تھیں تو

مُردہ کی کتاب } اہل مصر کی موت کتاب ہے جس کو یہ در مُردہ کی کتاب" کہتے تھے ان کی

رسومات تدفین کا بہت کچھ حال معلوم ہوتا ہے اس کتاب

مین مفصلاً لکھا ہوا ہے کہ موت کے بعد روح کو کیا کیا مراحلے

طے کرنے پڑتے ہیں جسے کہ وہ آیات بھی درج ہیں جو کہ اس

دنیا کی تکالیف اور عذاب سے بچنے کے لئے پڑھنی چاہیئے ہو

زبان } اہل مصر کا علم ادب بہت ہی کم ہے - تاریخیں مدح سرائے سے بھری ہوئی ہیں اور بس -

ہیروگلیفکس } ہیروگلیفکس ایک قسم کی تحریر کا نام ہے جو کہ شاہ مینز کے زمانہ مین خوب

زور پر تھی - اس کے حروف نہیں ہوتے تھے بلکہ محض

تصویریں ہوتی تھیں +

مثلاً جہان انگوٹھی کے معنے لئے حکومت جاتے تھے

اور پھول کے معنے باغ کے اس زبان میں جو خاص بات ہی

یہ ہے کہ ایک حرف سے کئی مراد لے لی جاتی تھی - مگر آخر

میں اس طرز تحریر سے ہر زود تو لیسی بھی شروع ہو گئی +

ہنر اور سائنس } اہل مصر نے دستکاری میں بہت ہی ترقی کی - خاص کر یہاں کا

وہ کپڑا جو سن سے تیار ہوتا تھا نہایت ہی اعلےٰ درجہ کا

نفیس ہوتا تھا - شیشے - مٹی - دھات اور گھر کا آرائشی

سامان بناتے ہیں یہ لوگ بڑے ہی اوستاد ہوتے

تھے انہوں نے جو کچھ ترقی سائنس میں کی ہے وہ بھی نہایت

قابلِ تعریف ہے۔ علم نجوم اور اقلیدس میں یہ نہایت ہی ماہر تھے اور جو کچھ دانائی انہوں نے بڑے بڑے پتھروں وغیرہ کے چیرنے اور راستوں میں ہٹانے کے لئے برتی وہ بالکل عقدۂ لاینحل ہے۔ درمیانی عہد میں علم طب کو بھی پوری تکمیل پر پہنچا دیا تھا۔ کئی ایک سخت امراض کا علاج بذریعہ سفوف یا آبلہ ڈالنے یا عرق وغیرہ سے کیا جاتا تھا۔ جب بعد میں اور ترکیبیں جاری ہو گئیں تو طبیب اس دعوے سے علاج کرتے تھے کہ اگر بیمار مر گیا تو ہم اس کی جان دیدینگے۔ گانے بجانے کے ساز بھی بہت ایسے ہیں جو جلوسوں اور دیگر موقعوں پر یہ بجتے تھے ؁

موجودہ ملک مصر

دریائے نیل کی ضرورت کسی نے خوب کہا ہے کہ

مصر دراصل دریائے نیل ہی ہے۔ قدیم زمانہ میں اس کا نام کیم تھا جس کے معنے سیاہ زمین کے ہیں۔ اور یہ لفظ کیم اس زمین کی سیاہی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو دریائے نیل میں طوفان آنے سے پیدا ہو جاتی تھی آبشار اول کے شمال کی جانب مشکل سے چھ ہزار مربع میل قابلِ زراعت ہے جس پر کہ یہاں کی کل تجارت صنعت و حرفت ہائیس اور اس وسیع سلطنت کے عروج کا انحصار تھا۔ مصر کے عروج کے زمانے میں یہاں آبادی آج کل کی آبادی سے بیشک زیادہ

ہوگئی اور باوجود کشت وخون اور بے شمار لڑائیون کے یہان
کی آبادی بدستور باقی رہی - آج کل اس مین جو کمی واقعہ ہوئی
ہے اس کے باعث ہمارے نزدیک ترک ہین - کیونکہ
ان کی یہ فطرت ہی ہے کہ جہان کہین یہ ہو کر جاتے ہین
وہان کی خوبیون کو نیست ونابود کر دیتے ہین +

قوم فلاح ممالک غیر کے باشندون کے علاوہ (جن مین کہ ترک - شامی - یونانی اہل آرمینا - یہودی
اہل اطالیہ اہل فرانس انگریز وغیرہ شامل ہیں) مصر مین صرف
دو مذہبون کے آدمی آباد ہین ایک مسلمان اور دوسرے
عیسائی مسلمانون کی تعداد یہان کی آبادی کا ⅘ حصہ ہے یہ ایک
حیرانی کی بات ہے کہ یہ لوگ بہت کچھ قدیمی مصری لوگون
سے مشابہ ہین اور لطف یہ کہ باوجود اس کے کہ اور اور طرح
کے عرب اور سام نسل کے لوگ شامل بھی ہوگئے ہین -
ان کی اس مشابہت مین فرق نہین آیا - یہان کے اصلی
باشندے زمیندار ہین - یہ لوگ میانہ قد کے ہوتے
ہین اور خوب مضبوط و جفاکش ان کے چہرے بیضوی
فراخ - رنگ بھورا اور چمکیلی آنکھین ہوتی ہین جو روشنی
مین پوری طرح نہیں کھلتین ان کے منہ خوش وضع ہونٹ
بھرے ہوئے اور دانت نہایت خوبصورت ہوتے ہین
ان کی ناک سیدھی اور نتھنے فراخ ہوتے ہیں - یہ لوگ
عموماً سرون کو منڈوا کر چوٹی پر صرف تھوڑے سے بال
رکھتے ہین - ڈاڑھی اور مونچھین باوجود اس کے کہ منڈواتے
بھی نہین بڑی نہین ہوتین +

مصری عورتیں مصر کی عورتیں جلدی سن بلوغ کو پہنچ جاتی ہیں - بلکہ اکثر چودہ برس کی عمر میں مائیں بن جاتی ہیں - مگر جیسے جلدی جوان ہوتی ہیں ویسے ہی جلد ہی بدصورت بھی ہو جاتی ہیں۔ عورتوں کا رنگ مردوں کی نسبت کم سیاہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عموماً دھوپ میں کم نکلتی ہیں اور نقاب اوڑھے رہتی ہیں - لڑکیاں کہتے ہیں کہ سوائے چند کے سب کی آنکھیں نہایت خوبصورت اور پلکیں گھنی ہوتی ہیں۔ بقول مسٹر سٹانی لین پول کے چودہ برس کی ان لڑکیوں سے زیادہ جو کنوئیں سے پانی بھر کر لاتی ہیں شاید ہی خوبصورت ہوتی ہیں اور کیا ممکن ہے کہ پانی کے مٹکے سے ان کی چال ڈھال میں ذرا بھی فرق آجائے - یہ مٹکے کو کچھ اس طرح سر پر دھرتی ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ بے تکلیف قدم اٹھاتی ہیں انہیں اس کی ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ بازو سے اسے سہارا دیں - زیادہ گدنے کیوجہ سے یہ ذرا بدنما ضرور ہو جاتی ہیں - ان کی ٹھوڑی ہاتھ بازو اور پستانوں کے درمیان کی جگہ تمام گدی ہوئی ہوتی ہے وہ جسمانی سجاوٹ کی بڑی شایق ہوتی ہیں - ناک کان میں تمام بالیاں وغیرہ سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں - آنکھوں میں اکثر سرمہ بھی لگائے رہتی ہیں ؛

زمینداروں کا لباس یہاں کی تمام پوشاک ایک سوتی قمیض ہے مگر بہت تھوڑی نیچے ایک قسم کی بنیان بھی پہنتے ہیں - سر پر

ایک رومال سا باندھتے ہیں اور جنہیں میسر ہوتا ہے وہ اوپر سے پگڑی بھی باندھتے ہیں۔ مگر زمینداروں کا قمیض عوام سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور علاوہ قمیض کے ایک سوت کا بنا ہوا پاجامہ اور نقاب بھی ان کا روزانہ پوشاک مین داخل ہے*

خوراک زمینداروں کی خوراک مکی باجرہ۔ دودھ۔ پنیر۔ چھوٹی مچھلی۔ پیاز۔ کھجور۔ کدو۔ لوبیا کھیرا لگکڑی اور موٹھ وغیرہ کی دال ہوتی ہے۔ گوشت شاذ و نادر ہی کہاتے ہین۔ یہان کی عورتین اپنے شوہرون کی تابعداری بہت کرتی ہیں۔ اور ہر قسم کا بوجھ بھی اوٹھانا ہوتا ہے تمام رذیل کام انہیں کے سپرد ہوتے ہین۔

اخلاق

اکثر خاوند کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہین کھاتین۔ اگرچہ زمیندار لوگ انتہا درجہ کے جفاکش ہوتے ہیں۔ لیکن اِن کے اخلاق اور دیانت نہایت ادنے درجہ کی ہوتے ہین۔ ان مین بہت سے بدوی رسومات مروج ہین قبیلوں کے جھگڑے اکثر ان مین چھڑے رہتے ہین۔ جن کا فیصلہ کشت و خون سے ہی ہوتا ہے۔ اگر کوئی عورت بدچلن ثابت ہو تو اسی کی سزا موت ہوتی ہے۔ مسٹر سٹانلی لین پول کہتے ہین۔ زمیندارون کی بہت سی اخلاقی خرابیان محض خدمت گذاری اور فرمانبرداری کی وجہ سے ہیں۔ حکام نے اُن

کو اسقدر روندا کہ وہ سیدھا نہیں کھڑا ہو سکتا کہ وہ لوگ اسقدر حرصوں کی توجہ میں پڑ گئے کہ وہ خود حریص ہو گئے انہوں نے اپنے حاکموں کو اسقدر جھوٹ بولتے دیکھا کہ یہ خیال کرنا شروع کر دیا کہ جھوٹ بولنا کچھ بُرا نہیں۔ لیکن انگریزی تہذیب سے اب وہ ٹیکس وغیرہ کا قاعدہ جس کے کہ زمیدار لوگ دست برد ہوتے تھے اب گھٹ گیا ہے۔ اور بیگار کا کام بھی اون سے اوتنا نہیں لیا جاتا +

کالپٹس یعنی یہاں کے قدیمی تصارےٰ

کالپٹس یعنے قدیمی مصری عیسایوں کی تعداد پندرہ لاکھ سے زیادہ نہیں۔ اگرچہ ابتدائی عیسائی زمانہ میں یہ لوگ بہت کچھ اہل یونان او رہبش سے رل گئے تھے لیکن زمانہ تعمیر مینار ہائے کے مصری لوگوں کی طرح بن گئے ہیں اور خط و خال میں یہ لوگ یہاں کے زمیدار فرقے سے اسقدر اختلاف نہیں رکھتے کہ ضرور ہی پہچان لئے جائیں

فصل دوئم

شمالی افریقہ کے باشندے

اس عنوان میں ہم باشندگان مراکو الجیریا۔ ڈیونس۔ ٹرپلی اور صحرا کا حال درج کرینگے کیونکہ ان سب ممالک کے رسوم مشترک ہیں۔ نیز ان کی نسبت بہت سے عجیب حالات ہمیں معلوم ہیں۔ ان لوگوں اور قوم نومیڈیا مور اور فونیشیا باشندوں کا اہل عرب نے اپنی تاریخ میں بہت سا حصہ لیا ہے گو یہ اقوام ایک زمانہ میں اعلےٰ درجہ پر پہونچے ہوئے تھے۔ لیکن آج کل یہ بیچارے نہایت گری ہوئی حالت پر آ گئے ہیں ؛

یہاں اس قدیم زمانہ میں مراکو الجیریا اور ٹیونس میں ایک قوم آکر بسی تھی جو مردوں کی ٹانگوں کو ٹھوڑی سے ملاکر دفن کرتے تھے ایام زدہ راہ میں ابھی تک کئی ایسے مینار پائے جاتے ہیں جن میں سب سے بڑا بیس فٹ بلند ہے۔ اس امر کا کامل شہادتیں موجود ہیں کہ شمالی افریقہ میں بھی نہایت قدیم زمانہ

یں آبادی تھی ۔ جن کی ہتھیار پتھر وغیرہ کے ہوتے تھے۔

موری ٹینا (یعنی ملک اہل مجرر) اور الجیریا کا کچھ حصہ حکومت روما کے صوبہ موری ٹینا میں شامل تھا۔ غالباً یہ لوگ موجودہ بربر اور تحیہ رنگ قوم کے آباد اجداد تھے۔ اہل روم کو ان کا علم جنگ جوگورتھا۔ جنہوں نے پہلے تو ان کو آزاد رہنے دیا کیس نے ۴۲ء میں اس حصہ ملک کو دو صوبوں میں منقسم کر دیا یہ ملک جب کہ ۴۲۹ء میں ونیڈل نے انہیں فتح نہ کر لیا رومن کے قبضے میں ہی رہے۔ اگرچہ جنرل بیلی سیریس کے ماتحت ۵۳۳ء میں شرقی سلطنت بائی زین ٹین نے اس پر پھر قبضہ کر لیا لیکن قوم بربر کی طرف سے بڑے مقابلے کے بعد عرب پھر اس پر قابض ہو گئے ٭

اسلامی فتوحات اس کے بعد یہ ملک کئی ایک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو گیا حتیٰ کہ دسویں صدی کے ابتدا میں خلیفہ اسلام نے اہل بربر کے ساتھ ملکر اس پر پھر قبضہ کر لیا۔ گیارہویں صدی کے درمیان کے قریب عبداللہ نامی عرب کی سعی و گرم جوشی سے ایک اور خاندان اُٹھ کھڑا ہوا جنہوں نے اسی عبداللہ نامی جنرل کے ماتحت نامی قوم سے ملکر ہسپانیہ اور شمالی مغربی افریقہ پر تسلط کر لیا۔ دوسری صدی میں محمد ابن عبداللہ نے ایک اور خاندان کو پرانگیختہ کر کے خود طاقت حاصل کر لی۔ اس وقت سے لے کر مراکو کی تاریخ میں سوائے خانہ جنگی کے اور کچھ نظر نہیں آتا ٭

اہل ہسپانیہ اور پرتگال پندرہویں اور سولہویں صدی میں اہل پرتگال اور ہسپانیہ یورپ

سے قوم مور کو نکال کر خاص ان کے ملک میں حملے کئے اور ٹیٹے
گیری سوتہ اور کئی دیگر مقامات پر قبضہ کر لیا ۔

مور قوم کی بحری ڈاکہ زنی سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں مور قوم نے
بہت سے کھوئے ہوئے پھر فتح کر لیے اور بحری ڈاکہ زنی غلامی
اور زر فدیہ سے آئے دن اہل یورپ کو ایذا دہی شروع کر دیں
یہ بات یہاں ضرور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اہل پرتگال نے
کیتھرائن آف برگینزا جو کہ شاہ چارلس ثانی کے جہیز میں ہمیں انگریز
کا علاقہ دیدیا تھا لیکن سنہ ۱۶۸۴ء میں یہ پھر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا
اس وقت قوم مراکو میں سلطان کا لقب تھا بلکہ اس سلطان کے
جانشین بھی اس القاب سے ملقب ہے ۔ موجودہ صدی تک
بھی مور اپنی حکمت عملی پر جمے رہے ۔ یہ اور ہمیشہ عبدالقادر
کو فرانس کے خلاف مدد پہنچاتے رہے اور پیہم ان کی کوششوں
کا مقابلہ کرتے رہے چونکہ اہل ہسپانیہ نے اپنے پرانے علاقوں کے
دوبارہ حاصل کرنے میں ا[illegible] ۔

جنگ ٹیوٹن اگرچہ اہل ہسپانیہ کی کوششوں کی اکثر ناکام
رہے لیکن تاہم سنہ ۱۸۶۰ء میں وہ اپنی کوششوں میں کامیاب
ہو گئے ۔ جنرل اوڈانل نے ان پر فتح پائی اور یہاں اہل
ہسپانیہ کا تسلط ہو گیا ۔ بلکہ مزید براں یہاں کی تجارت کیلئے تمام
اہل یورپ کا راستہ بھی صاف ہو گیا ۔

نومیڈیا تاریخ سے یہ اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ ہسپانی
نامی قوم الجیریا کے ابتدائی باشندے تھے
اول الذکر نے سائی فیکس کے زیر کمان ہو کر ہنی بال کو بہت

کچھ مدد دی - لیکن جب پال نے شکست پائی تو یہ دونوں قومیں ہسپانیہ کی ماتحت ہو گئیں اور شاہ نومیڈیا کا لقب اختیار کر لیا - اگرچہ یہ ایک معمولی بات تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے مگر اتنا ضرور تھا کہ یہ امر صوبۂ موری ٹینیا کا دیباچہ تھا - عرصہ تک الجیریا کی حالت بھی مراکو سی رہی - مگر ۱۵۰۹ء میں اہل ہسپانیہ نے الجیریا پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور یہاں کے باشندوں کو نکال دیا - انہوں نے تنگ آ کر ایک یونانی مسلمان باربروسا نامی سے (جو خود کو کہتا تھا) مدد کی درخواست کی ॥

الجیریا میں ترکی حکومت

باربروسا نے آتے ہی اہل ہسپانیہ کو یہاں سے نکال کر خود قابض ہو گیا اس کے بعد اس کا بھائی شاہ روم کی حمایت میں آ گیا چنانچہ یہ اور اس کے جانشین بطور پاشا یا گورنر کے حکمران رہے ॥

الجیریا کی حکمت عملی

اسی زمانہ میں بحیرہ او فیالوس میں بحری ڈاکہ زنی شروع ہو گئی یورپ کی بہت سی طاقتوں نے مل کر اس بد نظمی کو دور کرنا چاہا اور کئی مہمیں بھی بھیجیں مگر اہل الجیر کے سامنے ان کی کچھ پیش نہ گئی ॥

الجیریا کے بحری بیڑے سرداروں کا

۱۷۱۰ء میں یہ ترکی گورنر تخت سے اتارا گیا اور اس کی جگہ جنگی بیڑے کا سردار جس نے کہ عرصہ سے یہاں اقتدار حاصل کر رکھا تھا - قابض ہوا جب برطانیہ ۱۸۱۶ء تک اس بحری ڈاکہ زنی کا پورا قلع قمع نہ ہوا - اگرچہ لارڈ ایکس موتھ کے ماتحت کچھ انگریزی

فوج نے الجیرز کو توپوں سے اڑا دیا۔ اور قریباً ۱۲ سو عیسائیوں کو جن کو کہ ان لوگوں نے غلام بنا رکھا تھا رہائی بھی دلائی۔ اور اس نے الجیریا سے یہ وعدہ بھی لے لیا کہ آئندہ کسی قسم کی ڈاکہ زنی وغیرہ سمندر میں نہیں ہوا کرے۔ لیکن چند ہی دنوں میں ان لوگوں نے معاہدہ کے خلاف پھر آفت مچا دی کہ جس کی آج تک نظیر نہیں ملتی۔

فرانسیسی فتوحات آخرکار سنہ ۱۸۳۰ء میں اہل فرانس نے اس حالت کے رفع کرنے کا بیڑا اٹھایا اور امیر البحر ڈوپ ریرا اور جرنیل بورمونٹ نے آکر الجیریا کو فتح کر کے اور ترکی افواج کو ملک سے بدر کر دیا یہاں سردار نے دیگر کو گرفتار کر کے نیپلز میں بھیج دیا۔

اہل ملک کی سرکشی لیکن بدقسمتی سے اہل فرانس کے پاؤں بھی یہاں پورے پورے نہ جم سکے جس کی وجہ یہ ہوئی انہوں نے یہاں کے مذہب کی کچھ پروا نہ کی اور بہت سی مسجدیں گرا دیں اور کئی قطعات اراضی جو کہ مسجدوں کے لئے وقف تھیں اپنے تصرف میں کر لیا اور ایک بھول جو ان سے اور ہوئی وہ یہ تھی کہ انہوں نے یہاں کی تمام یورپین رسم و رواج مروج کرنا چاہا۔ ان سب باتوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان کو عرصہ تک عرب اور کیبائل قوموں سے لڑنا پڑا۔ جس میں بعض اوقات سخت درجے کے ظالمانہ فرانسیسی وسائل استعمال ہوئے۔

عبد القادر اس فرانسیسی ظلم و تعدی کا آخر یہ انجام ہوا کہ یہاں کے اصل باشندے

ایک عربی سردار عبدالقادر نامی کے ماتحت ہوکر کھلم کھلا فرانسیسیوں کے مقابلے پر آمادہ ہوگئے اگرچہ شروع میں تو یہ لوگ کچھ دبے رہے مگر آخر کار کئی سال کے تجربوں نے ان میں اور لیاقت اور آزادروی کی خو ڈالدی۔ چنانچہ انہوں نے کئی جگہ اپنے مخالفین کو شکست پر شکست دی۔ اگرچہ ۱۸۴۷ء میں عبدالقادر گرفتار ہوگیا لیکن اس کے بعد اکثر اہل فرانس کی عرب اور کبیال نامی قوموں سے لڑائیاں ہوتیں رہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں طرف برابر سخت کشت خون ہوتا رہا۔ آخر کار ۱۸۷۱ء میں اہل فرانس نے یہاں سے فوجیں واپس بلائیں اور اس علاقے کو ایک فرانسیسی مقبوضات خیال کرتے ہے۔ اب بہت سے لوگ یورپ سے آکر یہاں آباد ہوگئے ہیں اور یوروپین آبادی بھی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔

کارتھیج شمالی افریقہ کا دوسرا حصہ جو الجیر کے مشرق میں واقع ہے اور جسے آج کل ٹیونس کہتے ہیں بہت مدت ہوئی کہ کارتھیج کی زیر حکومت تھا۔ یہ سلطنت مدتوں سلطنت روما کی رقیب رہ چکی ہے۔ سولہویں صدی قبل مسیح میں فونی شین لوگوں نے جن کی کہ ساحل پر پہلے بھی بہت سی بستیاں (مثلاً یوٹی کا۔ ٹیونس ہپو وغیرہ) تھیں خلیج ٹیونس پر شہر کارتھیج کی بنیاد ڈالی۔ رفتہ رفتہ یہ نو آباد شہر تمام گردونواح پر مسلط ہوگیا اور یہاں ایک بڑی تجارت گاہ قائم ہوگئی اور سارڈینیا جزایر بیلیرک۔ اور مالٹا کے علاوہ اس کی حد انتہائے جبل الطارق سے لیکر

خلیج سدرا تک پھیل گئی +

فتوحات وعظمت کا اگرچہ اہل کارتھیج نے اُن لوگوں کو کہ جن سے انہیں واسطہ پڑا۔ مغلوب تو ضرور کر لیا لیکن انہیں اپنے ساتھ بشیر وشکر نہ کر سکے اور آخر کار اہل روما کے ہاتھوں جو انہیں زوال نصیب ہوا اس کی وجہ یہی تھی۔ پانچویں صدی قبل از مسیح میں اہل کارتھیج کا دوردورہ کچھ سلطنت سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ اسی صدی کے قریب ان لوگوں نے افریقہ کے عربی ساحل پر بھی بستان بنانے کا ارادہ کیا اور تربہ عنان برطانیہ کے دریافت کرنے کا بھی بیڑا اٹھایا +

سسلی سے بدر ہونا اہل روما نے یہ دیکھ کر کہ کارتھیج کا ارادہ سسلی کے مغلوب کرنے کا ہے ان پر حملہ کر دیا اور ۲۴۲ ء میں انہیں سسلی سے مار کر نکال دیا +

ہنی بال کا سسلی کے بارے میں جب کارتھیج کی کوشش ناکام گئی تو انہوں نے ہسپانیہ کا رخ کیا۔ ہنی بال کا یہ خیال تھا کہ ہسپانیہ کی فتح ان کے واسطے روما کا راستہ دے گی +

کارتھیج کی تباہی کا روما کی لڑائی سے کارتھیج کی فوجی طاقت کا بالکل خاتمہ ہی ہو گیا اور ۱۴۶ سنہ قبل مسیح میں اہل روما نے اس کو خاک کرکے اس پر ہل چلا دیے +

دوبارہ عروج اور زوال - ۲۹ برس قبل مسیح اہل روما

نے پھر اس شہر کی بنیاد رکھی اور پھر یہ یہاں تک مشہور ہو گیا کہ شہر سکندریہ تک بھی اس پر رشک کھانے لگا۔ اور پانچویں صدی میں یہ نو آباد شہر وینڈل کی افریقی سلطنت کا دار الخلافہ ہو گیا مگر ۵۳۴ء میں دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ سے برباد ہوا۔

افسوس کہ وہ شہر جو حقیقتاً امور روما کی شان و شوکت کی برابری کرتا تھا زمانہ کے ہاتھوں سے یوں دوبارہ برباد ہوا اہل روما نے اس شہر سے وہ نفرت دکھائی کہ آج اس کا نشان تک نظر نہیں آتا۔ اور جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ صرف یہ کہ یہاں کی حکومت بالکل امرا کے ہاتھ میں تھی گو کچھ حصہ رعایا کے ہاتھ میں بھی تھا۔ انہوں نے اہل فونیشیا سے کچھ مذہبی عقاید سیکھے تھے۔ میناروں کتبوں اور سکول کی عبارت سے پائے گئے ہیں ممکن ہے کہ آئندہ اس بد نصیب شہر کے کچھ زیادہ حالات معلوم ہو سکیں۔

ٹیونس یہاں کے باشندگان نے شروع ہی میں دین مسیحی اختیار کر لیا تھا۔ چنانچہ ٹرٹولین سپرین اور آگسٹین اسی خطہ زمین میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن ساتویں صدی میں مسلمانوں کے ہاتھوں اس کا ایسا انجام ہوا جو کار تھیج کا اور عیسائی دین یہاں سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔ چند روز کے بعد یہاں ایک خود مختار اسلامی سلطنت قائم ہو گئی مگر ۱۵۷۵ء میں اسی سلطنت عثمانیہ کے تحت میں آنا پڑا اس سلطنت نے ان پر کچھ ظلم و

تعدی نہیں کی اور ایک ... کا خود مختار حاکم بنا رہا۔ ۱۸۸۱ء میں اہل فرانس نے ایک کرومیر نامی سرحدی قوم کو تنبیہ کرنے کے بہانہ سے جو ان کے علاقہ الجیریا پر حملے کرتی رہتی تھی۔ ٹیونس پر چڑھائی کر دی اور وہاں آ کر مقیم ہو گئے۔

ٹرپلی اور کارینیشیا

ٹرپلی اور بارکا جس کا علاقہ ٹیونس اور مصر کا درمیانی حصہ ہے۔ قدیمی کارینیشیا کی نشانی ہے ۶۳۱ برس قبل از مسیح میں جزیرہ تھیرا کے یونانیوں نے یہاں آ کر کائرین کی بنیاد ڈالی پھر آہستہ آہستہ اور شہر بھی آباد کر لئے آباد ہونے کے باعث بیرنائیس بیریس۔ کارین ریپولونیا اور آرسی نوبیا کے آباد ہونے کے باعث اس علاقہ کا نام پینج دہ پڑ گیا اور یہاں کی حکومت ٹائی میز نامی قوم کے ہاتھ میں رہی اس قوم کے آخری جانشین نے اسے اہل روما کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ اس وقت سے یہ روما کا ایک صوبہ قرار پا گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں تجارت کی وجہ سے خوب چمک گیا۔ پھر یہاں بہت سے یہودی آ کر آباد ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ملکر روما کے برخلاف ایک بڑی سرکشی کی بہت سے کشت خون کے بعد یہ سرکشی تو رفع ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی کل شان و شوکت بھی رخصت ہو گئی اور بہت سی وحشی قومیں جو پہلے یہاں آباد تھیں آ کر پھر اپنی زمینوں پر قابض ہو گئیں۔ ساتویں صدی میں اہل عرب نے یہاں قبضہ کر لیا۔ اور اگرچہ بارہویں صدی میں بہت سے عیسائیوں نے راجر ثانی سسلی کے ماتحت ہو کر عرب کے ہاتھوں سے اس علاقہ

کو چھوڑ الیا۔ لیکن اسے سنبھال نہ سکے چنانچہ اہل عرب نے اسے پھر فتح کر لیا اور سنہ ۱۵۱۰ء تک جب کہ اسے شاہ ہسپانیہ نے ان سے نہ چھین لیا یہی یہاں کے فرمانروا رہے۔ سنہ ۱۵۳۰ء میں شہنشاہ چارلس پنجم نے یہ تمام علاقہ اور مالٹا نیڈیٹ جان کے نائٹوں کو دیدیا۔ لیکن سنہ ۱۵۵۱ء میں اس کو ترکوں نے فتح کر لیا۔ چنانچہ ابھی تک انہیں کے قبضے میں ہے اضلاع صحرا جو شمالی افریقہ سے وابستہ ہیں ان کی کوئی تاریخ نہیں ملتی۔

قوم بربر یہ قوم اولاد حام کی ایک شاخ ہے اور غالباً قدیم مصری لوگوں سے ملتی ہے۔ یہ لوگ شمالی افریقہ کے اصلی باشندے ہیں اور ان لوگوں کی یادگار ہیں جو کہ نومیڈین یعنے شبان پیشہ کہلاتے ہیں۔ یہ بربر سے ہی باربیری مشتق ہے جو کہ پہلے شمالی مغربی افریقہ کا نام تھا۔ اکثر صورتوں میں یہ لوگ عربی لوگوں سے ملتے ہیں یہاں دین اسلام پھیلانے کے لئے حملہ آور ہوئے۔ کم از کم دو تہائی یہاں بربری لوگ ہیں اور اگرچہ شمالی وہ لوگ جو شمال میں آباد ہیں اور کیبل کہلاتے ہیں مگر وہ بھی اصل میں یہی ہیں۔ ممکن ہے کہ آئندہ کبھی یہ ثابت ہو جائے کہ یہ لوگ شمالی افریقہ عہد اولین کی اولاد ہیں کئی فرقوں میں منقسم ہیں جو ہمیشہ آپس میں لڑتے بھڑتے رہتے ہیں +

جسمانی حالت کئی لحاظ سے یہ لوگ اہل عرب سے مختلف بھی ہیں یعنے ان کے چہرے زیادہ فراخ اور بھرے ہوئے ہوتے ہیں خط و خال ذرا کم باقاعدہ ابرو زیادہ محراب دار آنکھیں اکثر چمکیلی اور بال کسی قدر ہلکے ہوتے ہیں

یہ لوگ خوش باش دلاور اور جلد باز ہوتے ہیں ÷

دو نسلی مشتین اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو یہ بربری ایک مخلوط النسل قوم ہے۔ ان کے مختلف رنگ اعضا اور خط و خال ہیں یہاں تک کہ شمال میں گورے اور سرخ رنگ کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن کثرت یہاں بھورے رنگ والوں کی ہی ہے۔ بعض کی آنکھیں نیلی بھی ہوتی ہیں نائی بیرسا واقعہ الجیریا میں گئی ایک اطالیہ کے باشندے بھی ہیں فی الجملہ ہم ان بربری لوگوں کی نسبت پرکھ سکتے ہیں۔ کہ یہ لوگ اطالیہ ہسپانیہ ایشیا مصری اور حبش لوگوں کی نسل سے ہیں۔ لیکن سب کے سب صرف دو زبانیں ہی بولتے ہیں ایک تو عربی اور دوسرے بربری۔ بربری زبان لفظوں کے لحاظ سے تو اولاد سام کی زبان سے ملتی ہاں البتہ قواعد صرف و نحو کے لحاظ سے اس سے ضرور مشابہ ہے۔

چٹانوں کے گھر ان لوگوں کی طرز تمدن میں بہت ہی اختلاف ہے بعض حصوں میں تو وحشی لوگ ابھی تک چٹانوں میں بھی رہتے ہیں جہاں کہا ہوا ہے کھودائی کرکے دو منزلہ سہ منزلہ مکان بنائے ہوئے ہیں۔ یہ بیت ممکن واقعہ بڑی پولی ہیں دس بارہ سو ایسے گھر ہیں جن میں قریباً چھ ہزار کے باشندے رہتے ہیں۔ ان کی گذران زیادہ تر زمینوں کی زراعت پر ہے۔

شبان پیشہ قبائل ان قوموں کی گذران اکثر [illegible]
[illegible]

ازدواج بربر یونے اسلامی تاثیر قوم سے کثرت ازدواج کی رسم اختیار نہیں کی اور ان میں عورتوں کی عزت بھی بڑی ہوتی ہے۔ جو اکثر بے نقاب چل پھر سکتی ہیں اور مردوں سے آزادانہ گفتگو کرنے کی مجاز ہیں۔ شادی کا فیصلہ ماں باپ یا دیگر رشتہ دار کرتے ہیں۔ خاوند کو بیوی کی قیمت ادا کرنی ہوتی ہے۔ لیکن یہ شرط ہو جاتی ہے کہ اگر بیوی کی طرف سے کوئی قصور نہ ہو اور طلاق صادر ہو جائے تو قیمت واپس دی جائیگی۔ طلاق یہاں عام ہے ✤

بعض فرقوں کی عورات میں گودنے کے قدیم عادات ابھی تک قایم ہے اکثر جسم پر صلیب کی شکلیں گودتی ہیں جو ابتداے عیسائی دین کی یادگار ہے ✤

لباس لباس اگرچہ یہاں کا بہت ہی سادہ ہے کہیں مختلف قوموں میں مختلف ہوتا ہے۔ اکثر مرد اور عورتیں ایک عبا (سوتی جبہ) پہنتی ہیں جو کہ کندھوں پر بندھا ہوتا ہے۔ اکثر مائیں بچوں کو بجائے گود میں لینے کے کمر کے گرد باندھ رکھتی ہیں ✤

مراکو میں بربری قوم یہ لوگ اکثر پتھر کے مکانوں میں رہتے ہیں بعض اوقات یہ مکان ایک مستحکم گاؤں کی صورت میں ہوتے ہیں کئی صورتوں میں تو ان کو ایک قلعہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن بہت سے خانہ بدوش لوگ خیموں میں بسر کرتے ہیں۔ ان کے خیموں کی شکل شہد کے چھتے کی طرح ہوتی ہے۔ بعض اوقات ان خیموں پر اونٹ کے بال یا کھجور کی چٹائیں پڑی ہوتی ہیں یہ خیمے دو پایوں پر کھڑے

ہوتے ہیں - جو آٹھ فٹ سے زیادہ اونچے نہیں ہوتے - پردے
لگاکر ان میں کمرے بنائے جاتے ہیں - ان کا آرائیشی سامان
بہت ہی سادہ ہوتا ہے - پیسنے کاتنے کے آلات روز آئینہ
مہمانوں کے واسطے علیحدہ خیمے ہوتے ہیں +

خوراک } یہاں کی بڑی خوراک پھل اور خطائی ہے. گوشت
بڑے تکلف کا کھانا ہے - یہاں کے لوگ
زیادہ تر صرف پانی ہی پیتے ہیں سوائے شہروں کے شراب
کا بہت ہی کم استعمال ہے مرد بچوں اور عورتوں کے ساتھ
ملکر کھانا نہیں کھاتے کھانا زیادہ تر ہاتھ سے کھایا جاتا
ہے - اور تمباکو کا بہت رواج ہے +

آزادی } بربری قوم نے اپنی فاتح قوم سے آزادی
مزاج بہت کچھ سیکھی ہے یہ لوگ زبان کے کچھ
کچے نہیں ہوتے اور نہ آسانی سے ایسے کام کے کئے
جانے سے ترغیب میں آسکتے ہیں جو کہ ان کے آزادانہ خیال
میں قدرے مخل ہو - ٹکس بہت ہی مجبور ہو کر دیتے ہیں اور اگر
زیادہ تنگ کیا جائے تو بستیاں چھوڑ کر تمام قواعد قانون کو بالائے
طاق دھر دینا چاہتے ہیں کہ ان کے حاکم ان سے برابری سلوک
کریں عورتوں نے بھی بہت کچھ آزادی سیکھ لی ہے چنانچہ ان میں
بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو اکثر ہتھیار لگاتی ہیں +

طرز حکومت } ہر ایک قوم میں ہر ایک قبیلہ کا بزرگ ہی سردار
ہوتا ہے قبیلوں کے اکثر جلسے ہوتے ہیں
کئی فرقے ایسے بھی ہیں جو سالانہ اپنے لئے سردار انتخاب کرتے
ہیں - لیکن ان سرداروں کی چنداں حکومت نہیں ہوتی -

عرصہ سے اس قوم میں کوئی ایسا سردار پیدا نہیں ہوا جو ان پر باقاعدہ رعب وداب رکھ سکے اور جو کچھ انہوں نے تاریخی دنیا مین کیا ہے وہ صرف عیسٰی سود اگروں کے زیر حکومت ہو گیا ہے۔

الجیر کی کیبال نامی قوم یہ لوگ باقاعدہ بود وباش رکھتے ہیں اور مشرقی دنیا کی سطح مرتفع پر آباد ہیں ان مین بہت سے زراعت پیشہ ہیں اور اکثر جست تانبے اور لوہے کے کام سے واقف ہیں۔ غلہ پھل اور آلو وغیرہ یہان کی بڑی کاشت ہے۔ یہ لوگ اکثر ملنسار ہین۔ اور ان کی حکومت بھی خانگی طور پر ہے۔ اہل عرب سے یہ ملنا جلنا پسند نہین کرتے ان کا قد ہی جوش جنوں کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ یہ نہ تو اہل اسلام کیطرح نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزے رکھتے ہیں۔ بلکہ ان کے عقاید کچھ اپنے ہی ہیں اور ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کی اصلیت اہل نصارٰے سے ملتی ہے۔ سوئر کا گوشت جس کی کہ قران شریف مین ممانعت کی گئی ہے یہ لوگ کہانے سے پرہیز نہین کرتے۔ شاید ساری بربر قوم میں مشکل سے ایسے نکلینگے۔ جو مسافر حج کے واسطے جاتے ہیں۔ اور جو جاتے بھی ہیں وہ بھی بطور تجارت کے ان کی رسومات سے پایا جاتا ہے کہ یہ اکثر قدرتی چیزون کی پرستش کرتے ہیں ؛

صحرا کی سیدھی قومیں صحرا کی حدود یا زرخیز مقامات پر زیادہ تر بربر ہی آباد ہیں۔ چونکہ کشتیان پیشہ نہیں لہذا یہ محض اون ہی مقامات کو پسند کرتے ہیں جہان پانی کثرت سے دستیاب ہو سکے۔ کیونکہ

اوپر اوپر یہ لوگ عموماً کچھ نہیں پہنتے - ان کا رنگ سُرخی مائل ہوتا ہے - ان میں عورتیں بے نقاب رہتی ہیں اور اُن کا لباس ایک لمبا چوغہ ہوتا ہے - یہ لوگ نہایت ہی صفائی پسند ہیں اور اہل اسلام کے درویشوں کی طرح مشہور ہیں - عورتیں بہت اچھی حالت میں رہتی ہیں اور بہت سی مسلمان اقوام میں صرف انہیں کی مستورات ایسی ہیں جن سے کہ بہت سخت کام نہیں لیا جاتا - مرد اور عورتیں غسل سے سخت نفور ہیں

الڈڈے لیم صحرا کی مغربی اقوام میں الڈڈے لیم (جو علاقہ ٹیٹرس میں آباد ہے) بہت ہی قبول صورت قوم ہے ان میں کچھ تو کاروان ہیں اور کچھ قزاقی کا پیشہ کرتے ہیں - یہاں کی عورتیں بڑی خوبصورت اور ان کے ہاتھ پاؤں بڑے نازک ہوتے ہیں یہ اکثر انگلیوں کے پوروں میں مہندی لگاتی ہیں ان کی آنکھیں خصوصیت سے بڑی بھنویں لمبی اور ناک یونانی طرح کا ہوتا ہے - ان میں سے بعض تو گاؤں میں رہتے اور کھیتی باڑی کرتے ہیں - اور بعض ماہی گیر ہیں - جن کے جالوں میں خوب مال بھر کر آتا ہے - کھجور - باجرا - جوار اور دیگر غلہ جات یہاں کی بڑی پیداوار ہے +

گنچ ہم کچھ تھوڑا سا حال باشندگان جزائر کینری جنہیں کہ گنچ کہتے ہیں - پہلے درج کرنا چاہتے ہیں - یہ لوگ بلا شبہ بربری قوم سے ملتے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ لوگ اُس وقت یہاں آکر آباد ہوئے کہ جب اہل اسلام یا نصاریٰ کا کچھ بھی تسلط نہیں ہوا تھا کیونکہ جب چودہویں صدی میں اہل ہسپانیہ نے انہیں مغلوب کیا تو یہ لوگ دھات وغیرہ کا استعمال ہی

نہیں جانتے تھے بلکہ ہل کا کام بیل کے سینگوں سے لیتے تھے
قادر مطلق شیطان اور آئندہ زندگی کو مانتے تھے - ایک بات
جس میں کہ یہ قدیم اہل مصر سے ملتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ بھی اپنے
مُردوں میں مصالح بھر کر انہیں پہاڑوں کی کھوؤں میں کھڑے
کراتے تھے - مردے کی لحدش کے پاس ایک عصا اور کچھ
دودھ کے مٹکے دھر دیتے تھے - اہل ہسپانیہ نے تمام لوگوں کو غلام
بنا کر بیچ دیا اور اس طرح ان کی بالکل صفائی ہو گئی اب تمام جزائر
میں اہل ہسپانیہ آباد ہیں - جن میں بہت سے یہاں کی ویسی نسل
سے ہیں یہاں کی مردم شماری دو ڈھائی لاکھ کے قریب ہوگی

توریگ صحرا کی وسطی علاقوں میں ایک قوم توریگ نامی
آباد ہے یہ لوگ بیڈوتس الجیریہ کے شمالی حدود اور
وسط سوڈان کے جنوب تک پھیلے ہوئے ہیں - ان سے کئی
فوجیں شکست کھا گئی ہیں - اہل عرب نے اس وسیع خطہ کے
لوگوں کو توریگ کے نام سے موسوم کیا ہے جس کے معنے
کافر کے ہیں اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ یہ عرصہ سے دین اسلام
کا مقابلہ کرتے رہے - مگر یہ لوگ اپنے آپ کو مراکو کے بار بیر
طرح آئی موشا گھی کہتے ہیں جس کے معنے آزاد و کے ہیں -
ان میں کچھ عرب بھی ہیں لیکن یہ قدیمی مصری قوم کا نمونہ ہیں -
یہ لوگ اکثر لمبے قد - دُبلے بدن کے مضبوط قوے اور
پنیل کے رنگ کے ہوتے ہیں +

جسمانی حالت اگرچہ ان میں بعض کی آنکھیں نیلی بھی ہوتی
لیکن اکثر سیاہ چشم اور بڑے درجے
کے پرہیزگار ہوتے ہیں کم از کم دن میں ایک دفعہ تو ضرور ہی

کھجور یا دیگر پھل وغیرہ کہاتے ہیں اگرچہ اُن کی بہوین موٹی اور پلکین لمبی ہوتی ہیں - لیکن یہ اکثر گنہٹیہ اور اشوب چشم مین مبتلا رہتے ہیں - دہوپ اور ریت کی چمک سے بچنے کے لئے یہان مرد بھی نقاب ڈالے رکھتے ہیں بلکہ اکثر رات کو بھی نقاب نہیں اوتارتے امیرون کے نقاب سیاہ اور غریبون کے سفید ہوتے ہیں برخلاف اس کے عجائی کی بات یہ ہے کہ عورتین بے نقاب ہوتی ہیں شمال کی طرف کے لوگ سر کو منڈوا کر رکھتے ہیں - لیکن پیشانی سے سر کے پچھلے حصہ تک ایک ہلال بنا ہوتا ہے - بندوق بنیزہ اور تلوارون سے کبھی جدا نہیں ہوتی - ہاتھون بازوؤں اور چہرے کو رنگنے کے لئے یہ نیل سے کام لیتے ہیں +

رنگ کے متعلق مذاق اُن کے پاجامے بھی نیلے ہی رنگ کے ہوتے ہیں چمڑے کی چیلی نہایت ضروری خیال کیجاتی ہے - عورتین زرد رنگ کو پسند کرتی ہیں - غسل یا طہارت اکثر ریت سے کرتے ہیں +

اخلاق اگرچہ مختلف سیاحوں نے مختلف رائیں ظاہر کی ہیں لیکن یہ ضرور پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ بے رحم دغاباز اور حریص رہ چکے ہیں - مگر ان میں بعض ایسے بھی نکلائے ہیں جنہون نے کہ مسلمان کو بہت کچھ مہمان نوازی دکھلائی ہے ان میں سے بعض بڑے ہی وحشی اور بے رحم ہیں چنانچہ تمام کام حبشی غلامون سے لیتے ہیں +

عورتین شمالی تو ریگ میں ایک رسم چلی آتی ہے کہ بڑی بہن کا بڑا لڑکا جسقدر طاقت سے ورثہ لے جاسکے اس کا حق ہوتا ہے اور جو باقی بچ رہے وہ باقی سگے بھو نجا

میں برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے - لڑکے میں ماں کا خون کا اختیار ہے - یعنی اگر ایک بچہ کی ماں امیر خاندان سے ہو اور باپ غلام تو وہ امیر ہی متصور ہو گا اگر ماں کنیزک ہو اور باپ امیر تو بچہ غلام سمجھا جائے گا - یہاں کی عورات قریب قریب مردوں کے برابر کے حقوق رکھتی ہیں ان کی شادی بیس برس سے کم عمر میں نہیں ہوتی - عورت کی جائداد لینا تو درکنار کوئی چھو بھی نہیں سکتا - اور یہی وجہ ہے کہ عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ دولتمند ہوتی ہیں عورتوں کا کام بچوں کی پرورش کرنا ہے ضیافتوں میں عورتیں ہی صدر انجمن ہوتی ہیں یہ سب اچھی اچھی چیزیں اپنے واسطے پسند کر سکتی ہیں - لیکن عجیب بات یہ ہے چاء اور کافی نہیں پی سکتیں کیونکہ یہ خاص مردوں کے واسطے مخصوص ہے - بعض بعض امور میں تو یہ فیصلے بھی کرتی ہیں اور شیخ کا درجہ رکھتی ہیں - کثرت ازدواج اس قوم میں بالکل نہیں - اور طلاق بھی نہایت محدود - ایم ڈودی ریبر کہتے ہیں کہ یہ قوم قدرتی طور سے ہی گانے والی ہے عورتیں سازوں کے ساتھ گا سکتی ہیں اکثر لکھنی پڑھنی بھی ہوتی ہیں - مرد علم نجوم وغیرہ میں بھی کچھ دسترس رکھتے ہیں *

مذہب مذہب کے متعلق یہ لوگ کچھ سرگرم نہیں ہوتے کچھ دعائیں پڑھنے پڑھانے کیلئے ان میں خاص لوگ مقرر ہیں - ان میں بعض رسوم ایسی ہیں جو اسلام سے بھی پہلے کی ہیں - اور فرشتوں کو انیگوس کہتے ہیں - مردہ پر اس خیال سے نہیں روتے کہ وہ پھر اٹھ نہ کھڑا ہو - بلکہ جب اسے دفنا چکتے ہیں - تو اپنے جائے قیام

کو چھوڑ جاتے ہیں۔ مقتدایان مذہبی اگرچہ تھوڑے اور کم سرگرم ہیں لیکن پھر بھی رفتہ رفتہ اُن لوگوں کو تعلیم اسلام کرتے ہیں یہ لوگ مقدمات اکثر قرآن شریف کے موافق فیصل کرتے ہیں اور توریگ لوگ گھروں بازاروں وغیرہ میں اکثر وہ تعویذ جن پر کہ قرآن شریف کی آیتیں لکھی ہوتی ہیں استعمال کرتے ہیں +

ٹرپلی کے حبشی مشرقی صحرا کی طرف آتے ہوئے ہم اصلی حبشی لوگوں سے ملتے ہیں ٹرپلی میں حبشیوں کی بہت سی تعداد ہے۔ کیونکہ وسط افریقہ سے صحرا کی دوسری طرف غلاموں کی تجارت بکثرت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ تجارت نہایت ہی خوفناک درجہ تک پہنچی ہوئی ہے چنانچہ مسٹر رولفس ذکر کرتے ہیں کہ وہ شخص جس کو بورنو کا راستہ نہ آتا ہو وہ مردہ غلاموں کی ہڈیوں کے نشان پر چلا جائے۔ ٹرپلی کے عرب اور بربری لوگوں میں حبشی خون کی آمیزش ہے۔ ٹرپلی کے حبشی گاؤں میں رہتے ہیں یہ گاؤں صرف جھونپڑیوں کے ہوتے ہیں جو کہ بانس اور کھجور کی بنی ہوتی ہیں۔ اگرچہ یہاں کی عام زبان ہوسا ہے لیکن پھر بھی یہاں وسط افریقہ کی بہت زبانیں سننے میں آتی ہیں +

فیزان جنوب کی جانب بہت سے نخلستانوں سے گذر کر ہم فیزان میں پہنچتے ہیں۔ یہ علاقہ تمام بنجر ہے لیکن بعض بعض جگہ نخلستان ہیں یہاں کی کھجوریں انسانوں اور حیوانوں کے لئے اسایہ اور خوراک کا کام دیتی ہیں۔ اور اونٹنی کے دودھ اور ایک موٹے غلے کے سوائے اور یہاں کوئی کھانے کی چیز نہیں۔ یہاں کے باشندے موجودہ

اور رسالقہ شمالی افریقہ کے باشندون سے مخلوط ہیں - ایتھین
اوپین - باہیر - عرب - اہل اطالیہ غرض سب قومین ملی ہوئی
ہیں - اور سیاہ رنگ سے سفید تک مختلف رنگون کے لوگ
یہان ملتے ہیں - بعض دو غلے حبشیون کے بال لمبے اور سیدھے
ہوتے ہیں اور بعض گورے آدمیون کے چھوٹے اور نرم یہان
کا دارالخلافہ مرزک ایک بڑے نخلستان مین ایک دلدلی اور افتادہ
زمین پر آباد ہے - گرمی کے موسم میں یہان سخت وبائی ہوا پھیلتی
ہے - یہ جگہ صرف تجارت بردہ فروشی کے واسطے مناسب
جان کر دارالخلافہ بنائی گئی ہے *

ٹیبو لوگ اگر ہم گیدٹ ہما سے گذرین توہم اس قوم سے ملتے ہیں جنہیں
ٹیبو حبشی کہتے ہیں یہ لوگ زیادہ تر قدرتی چٹانون یا ان
کی درمیانی جگہون میں رہتے ہیں جن پر کھجور وغیرہ کی شاخون
کی چھتیں پڑی ہوتی ہیں یہ ایک بڑے وسیع قطعہ میں جس میں
قریباً سارا شمالی مشرقی صحرا کا ضلع شامل ہے آباد ہیں سال
میں دس مہینے یہان آندھیان رہتی ہیں صرف برسات کے
بعد دو ایک مہینے میں اتنی گھاس فراہم ہو جاتی ہے جس سے
اونٹ وغیرہ پیٹ بھر کر دودھ زیادہ دینے لگ جاتے
ہین - ان کی خوراک تلخ کھجورین اور دیگر اقسام کا اناج بھی
ہے - لیکن خشک موسم میں انہیں کڑوے سیبوں پر ہی
کفایت کرنی پڑتی ہے - گوشت یہان بہت ہی کم یاب
ہے اور جو ہوتا بھی ہے وہ بیمار جانورون کا ہوتا ہے - اتنا
ضرور ہے کہ اس کی قیمت ویسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ اسکی
صفائی - گوشت کو یہ لوگ بڑی احتیاط سے خشک کر کے ہڈیوں

سمیت قیمہ بنا لیتے ہیں اور صرف اس کا اوپر کا چمڑا کھانے کے کام میں نے آتے ہیں ❊

جسمانی حالت باوجود قلت خوراک کے یہ لوگ اگرچہ دبلے ہوتے ہیں مگر مضبوط بڑے ہوتے ہیں۔ یوں تو یہ درمیانہ قد سے بڑھتے نہیں لیکن ان کے بدن سڈول ہوتے ہیں۔ رنگت کے لحاظ سے تو ہلکے رنگ کے حبشیوں سے ملتے ہیں مگر نہ ان کے نتھنے چپٹے ہوتے ہیں اور نہ ہونٹ کچھ موٹے سوڈانی حبشیوں کی نسبت ان کے بال لمبے اور کم اٹے شکل کے ہوتے ہیں۔ اور داڑھی بھی ان کی نسبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایام شباب میں ان کی عورتیں کیا بہ لحاظ صورت اور کیا بہ لحاظ مضبوطی کی خاصی دلکش ہوتی ہیں۔ کیا مرد اور کیا عورت کئی کئی دن بھوکے رہ سکتے ہیں اور چونکہ انہیں مجبوراً پرہیزگار رہنا پڑتا ہے یہ لوگ عموماً بیماری سے اکثر بچے رہتے ہیں ❊

اخلاق اور عادات اگرچہ یہ لوگ بیرحمی اور فریب و مکر کے باعث سخت ہی بدنام ہیں۔ مگر ڈاکٹر نیچ گل ان کے ملک سے صحیح سلامت واپس آ گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار فریبی حریص۔ شکی۔ ظالم۔ اور تند خو کے ہوتے ہیں خرید و فروخت میں ہمیشہ دہوکے دیتے ہیں۔ منشی بہت ہی کم ہیں تراع لغظی کو یہ لوگ گانے اور ناچنے پر ہمیشہ ترجیح دیتے ہیں اور بعض لوگ خوبصورتی کے لئے اکثر اپنی کنپٹی پر چاقو سے زخم لگا کر داغ بنا دیتے ہیں۔ تو دیگر قوم کی طرح بھی ایر دقع

پوش ہیں۔ اور ان میں بعض عربی رسومات بھی جاری ہیں۔ یہ لوگ بڑے سخت مسلمان ہیں۔ مگر ان کی زبان وہی اصلی حبشیوں کی ہے جو کہ بورنو سے ملتی ہے۔ نیچ گل صاحب کہتے ہیں۔ کہ اگرچہ ان کا نہایت ہی وسیع علاقہ دریائے ٹیوٹنک پھیلا ہوا ہے مگر ان کی آبادی ۲۸ ہزار سے زیادہ نہیں ہے ان کے سردار جن کی کچھ نہ کچھ طاقت ضرور ہوتی ہے۔ ان پر حکمران ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں رواج عام کی بڑی پابندی ہے۔ سردار نہ تو ٹیکس ہی لگاتا ہے نہ اس کے پاس فوج ہوتی ہے۔ پیدائش کی یہاں بڑی قدر ہے۔ عورتیں نہایت قیمتی خیال کی جاتی ہیں ان کی وفاداری اور فائدہ مندی کی بابت بڑی اعلےٰ رائے ہے ٹی بسٹی کے مغرب گوار نامی جگہ میں ایک ایسی طرح کا سردار ہے اس کی رعایا بہت ہی تھوڑی سی ہے +

شمالی افریقہ کے عرب شمالی افریقہ کے عرب لوگوں کی نسبت کچھ ایسی اچھی رائے نہیں ہے ان میں بہت پائی جاتی ہے۔ مثلاً حرص فریب اور بیرحمی۔ یہ لوگ اس قوم کا گھرا ہوا نمونہ ہیں جنہوں نے تمام دنیا میں دین اسلام پھیلایا تھا۔ بعض حصوں میں اور خاصکر مراکو میں حبشیوں سے زیادہ مِل کر سخت سیاہ رنگ کے ہو گئے ہیں۔ مراکو کے شاہی خاندان میں یہی صورت ہے۔ مگر اس ملاوٹ سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ کیونکہ اس سے ان کے چہرے ذرا فراخ ہو گئے ہیں نہ بہت لمبے اور نہ تنگ ناک بھی زیادہ نرم اور صورت حلیم ہو گئی ہے۔ لیکن ان کا مذہبی تعصب باوجود حبشیوں کے خلاملا کے کم نہیں ہوا۔ بلکہ کچھ بڑھ ہی گیا ہے

مذہبی تعصب افریقہ کے عربوں میں یہ مذہبی تعصب کوئی معمولی عیب نہیں ۔ چنانچہ عیسائیوں پر بعض دفعہ تو چوری ڈاکہ زنی وغیرہ تک بھی روا رکھی گئی ہے ۔ اور وہ یہی بد خصلتی تھی کہ جس نے مراکو کو عین عروج کے وقت تحت الثریٰ تک پہنچا دیا تھا ۔ ہوکر اور بیل صاحب کہتے ہیں کہ مراکو کا سلطان نہایت ہی غاصب ہے اوس نے مقامی حکام کو پوری طاقت دے رکھی ہے ۔ دست کاری اور صنعت مقصود ہے کسی شخص کو وہ اپنے اپنے خاندان کی حالت کو درست کرنے کا کبھی خیال نہیں آتا ۔ اور اگر کبھی کچھ کرتا بھی ہے تو محض فریب اور مکاری سے روپیہ جمع کرنے کے لیے ۔ لیکن یہ نہیں ہوتا کہ وہ اس روپیہ کو کار خیر میں لگائے ۔ اس وقت اس ملک میں یہ بڑی ضرورت ہے کہ کوئی یورپین طاقت اس کو سنبھال لے ۔ ہسپانیہ کی حکومت بھی یہاں کی موجودہ حکومت سے بری نہیں ہے +

جسمانی حالت الجیریا اور مراکو میں گنتی ایک اولیاءاللہ ہیں بعض تو قوموں کی قومیں اپنے آپ کو رسول صلعم کی نسل سے بتاتی ہیں بہت سے الجیریا کے عرب شبان پیشہ ہیں ۔ جو مراکو میں آباد ہیں وہ زیادہ تر متمدن اور ملنسار ہیں اکثر گاؤں میں رہتے ہیں خیموں اور مسجدوں وغیرہ میں اکثر دعوتوں کے موقعہ پر جمع ہوتے ہیں ۔ خط و خال سے اکثر یہودیوں اور کابیشی لوگوں سے ملتے ہیں ۔ لیکن ان کا نازک مضبوط جسم بھورا رنگ سیاہ سرخ آنکھیں سیدھے سیاہ بال اور چھنٹی ہوئی داہڑی انہیں خاص خصوصیت دیتی ہے ۔ ان کی عورتیں مقابلتاً چھوٹی قد کی اور نازک

ہوتی ہیں ۔

شہر ٹیونس ٹیونس کو شمالی افریقہ کے شہروں کا ایک نمونہ سمجھنا چاہیئے ۔ یہ بڑا شہر ہے جس کے گرد ایک فصیل ہے اور مختلف حصے اس شہر میں علیحدہ کیئے گئے ہیں کئی جگہ مقابل کے گھروں پر پل بندھے ہوئے ہیں بعض جگہ ایسے مسلسل گھروں کی ایک خاص گیلری نظر آتی ہے ۔ اکثر ان گھروں میں سنگ مرمر کے ستون ہوتے ہیں جن پر موری نمونہ کا کام ہوتا ہے تجارت کے واسطے خاص علیحدہ جگہ ہیں لیکن اکثر دستکاری مثلاً کپڑے کا بننا ۔ ان کا صاف کرنا تانبے کا کام رنگ سازی اور کئی قسم کے مختلف کام عام طور پر کیئے جاتے ہیں ٹیونس کے اعلےٰ درجہ کے لوگ ایک خاص حصہ شہر میں آباد ہے اور ان کی تمام تر کوشش یہ ہے ۔ کہ یہ ٹیونس کو افریقہ کا پیرس بنا دیں یہ لوگ نہایت خوش پوش ہوتے ہیں اور مختلف رنگوں کے کپڑے پہنتے ہیں لیکن عورتیں چونکہ نہایت توانا ہوتی ان کی صورت کچھ دلکش نہیں ہوتی ۔ اور نہ یہ مردوں کی طرح لباس کی زیادہ مشتاق ہیں ۔ غریب جماعت کے لوگ اکثر ایک خاکی اونی پیرہن پہنتے ہیں جس پر سفید کام کاڑھا ہوتا ہے ۔ الجیریا اور مراکو کے لوگوں نے یہاں آکر آبادی بڑھا دی ہے یہودی (جو کہ تمام آبادی کا تیسرا حصہ ہیں ۔ ایک الگ حصے میں آباد ہیں) اور یورپ کے متوطن زیادہ تر الگ مقام میں رہتے ہیں ۔ ٹیونس کو اگرچہ یہ فخر ہے کہ یورپین فیشن کا ہو گیا ہے لیکن ابھی تک اس نے صفائی میں کوئی اصلاح نہیں کی ۔ غروب آفتاب کے بعد بازاروں میں روشنی

روشنی نہیں ہوتی اور بازاروں میں فرش ہے بدبو نہایت ہی سخت ہوتی ہے۔

قصبوں کے عرب باشندے } قصبوں کے عرب باشندے جو کہ بہت کچھ بربرا اور دیگر غیر ممالک کے لوگوں سے ملے ہوئے ہیں مور کہلاتے ہیں اگرچہ ان کی تعداد میں روز بروز کمی آتی جاتی ہے۔ لیکن ابھی تک الجیریا کی آبادی کا بہت سا حصہ نہیں گھٹا ہے۔ عرب نے جو پہاڑیوں پر آباد ہیں بلحاظ شبانی پیشہ کے بہت کچھ ترقی کی ہے۔ لیکن یہ لوگ ایسے نہیں جن پر کچھ تعلیم و تربیت اثر کرے یا انگریز دوسروں سے رل مل جائیں۔ یہ زراعت کو پسند نہیں کرتے۔ مگر شاہسواری شکار۔ خیمہ زنی وغیرہ کے نہایت شائق ہیں۔ بڑے مہمان نواز اور بلند حوصلہ ہوتے ہیں مگر جب ان کے کینہ کی آگ بھڑک جائے تو پھر اس کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

قاہرہ } کئی وجوہ سے قاہرہ شہر ٹیونس پر ممتاز ہے۔ یہاں ایک بڑی نفیس مسجد ہے جس کے نزدیک پہلے زمانہ میں عیسائی یہودی پھٹکنے تک نہ پاتا تھا۔ بہت سے لوگ یہاں زیارت کرنے آتے ہیں۔ ایسے بہشت کا چوتھا دروازہ کہتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہاں سات دن رہنا مکہ شریف کے ایک دن رہنے کے برابر ہے یہاں سے جا کر بھی لوگ حاجی کا لقب پاتے ہیں۔ سنہ ۱۸۸۱ء تک جب تک کہ اہل فرانس نے اسے فتح نہ کر لیا یہاں کوئی عیسائی نہ آسکتا تھا۔

شمالی افریقہ کے یہودی } اگرچہ ان یہودیوں کو نہایت نفرت سے دیکھا جاتا ہے لیکن تاہم ان لوگوں نے شمالی افریقہ میں بہت کچھ ترقی کی ہے ان کا سب سے بڑا صدر مقام ٹی ٹیوان ہے مراکو کے بہت سے یہودی ان لوگوں کی اولاد

ہیں جو مختلف وقتوں میں ہسپانیہ اور پرتگال سے نکالے گئے تھے۔ شمالی افریقہ کی بہت سی تجارت انہیں لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ ان میں اکثر عورتیں فربہ ہونے کی طرف بڑی رغبت رکھتی ہیں ؛

ٹیونس کے یہودی دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک تو اہل اطالیان لوگوں کا لباس یورپین فیشن کا ہے دوسرے ہسپانی۔ یہ لوگ ساہودہ لوگوں کا لباس رکھتے ہیں ان کی عورتیں نقاب بالکل نہیں ڈالتیں۔ ایک گوشہ دار ٹوپی پہنتی ہیں جس پر کرلیس لگا ہوتا ہے۔ الجیریا کے یہودی جو کہ اکثر اہل ہسپانیہ سے ہیں اہل فرانس کی تقلید کرتے جاتے ہیں ؛

ٹیونس کے یہودی ۔ یہ ایک بڑی حیرانی کی بات ہے کہ جب اہل اسلام نے ان پر ظلم و تعدی شروع کی تو ان لوگوں نے ان کا دین اختیار کر لیا لیکن اب پھر بالکل آزاد ہیں۔ ان کی بہت سی جماعت اپنی مقدس کتاب پڑھتی اور عبرانی زبان میں دعائیں کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا ایڈوم (یعنی عیسائی) اسمعیل (یعنی مسلمان) اور ہسپانیہ پر اپنا قہر نازل کرے"۔ مگر یہ لوگ صلاح جو اور لائق سوداگر ہیں خرید و فروخت میں بڑی تیز فہمی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے وقتوں میں لڑکیوں کو موٹا کرنے کے لئے خاص خوراکیں دی جاتی تھیں۔ چنانچہ ان میں دستور تھا کہ لڑکیاں تاوقتیکہ ان کے بازوؤں اور ٹانگوں میں بڑے بڑے کڑے اور بازو بند نہ آجاویں خوبصورت نہیں خیال کیجاتی تھیں۔ ٹیونس کے یہودی اپنی تمام نسل کے یہودیوں سے اخلاق میں گھٹے ہوئے ہیں بلکہ اس لحاظ میں اپنے قرب و جوار کے لوگوں سے بھی بدتر حالت میں ہیں ؛

پیداوار اور دستکاری ۔ شمالی افریقہ کی پیداوار کی نسبت

اس صدی کی اگلی چوتھائی میں جا کر بہت کچھ کہا جائے گا۔ ابھی تک سراکو سے بہت اچھا جس آتا ہے۔ اور فیز میں بھی تا حال اچھی اچھی ٹوپیاں تیار ہوتی ہیں۔ مراکو اندرونی افریقہ سے بہت کچھ تجارت کر رہا ہے الجیریا میں ایک قسم کی گھاس جس سے کاغذ بنتا ہے اور روئی۔ گندم اور تمباکو کی بہت سی زراعت ہوتی ہے۔ ٹیونس کی مچھلیاں خاصکر وہ جو چھوٹی ہوتی ہیں بڑی قیمتی ہوتی ہیں میرجان اور گھونگے یہاں سے کئی لاکھ سالانہ کے نکلتے ہیں ✦

ایتھی اوپیا کے ایک زمانہ میں ایتھی اوپیا افریقہ کے ان تمام ممالک کا نام ہی تھا۔ جو قدما کو معلوم تھے۔ جوں جوں علم کی ترقی ہوتی گئی یہ اصطلاح بھی محدود ہونی شروع ہو گئی۔ اور اب صرف ابی سینا خاص پر ہی اس کا اطلاق رہگیا ہے۔ لفظ ابی سینا عربی لفظ حبش سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے ابتری کے ہیں آج کل اہل ابی سینیا اپنے آپ کو ایتھی او پی وی ان کہلاتے ہیں ✦

ابتدائی اہل ابی سینیا کے اگرچہ دشوار گذار پہاڑوں نے ملک ابی سینا کو دنیا سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ مگر اس کے ابتدائی باشندوں کا مصر سے ضرور برتاؤ تھا بلکہ اکثر یہ ملک شاہ مصر کے زیر اطاعت بھی ہو چکا ہے۔ اہل ابی سینا کا دعوےٰ ہے کہ ملکہ سبا جس نے کہ سلیمان علیہ السلام سے ملاقات کی وہ انہیں کی ملکہ تھی بلکہ اوس کا جوڑ کا سلیمان علیہ السلام کے نطفہ سے پیدا ہوا شاہی نسل انہی کی اولاد سے ہے اس کے بعد جب اہل شام نے یہودیوں کو یہاں سے نکال دیا تو وہ جا کر ابی سینیا میں آباد ہو گئے۔ ان کا یہاں آکر آباد ہونا ہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ پہلے ہی اس ملک سے واقف تھے ✦

یہودیوں اور یونانیوں سے اتحاد } بعد میں ٹالمی میں کے زمانہ میں اہل یونان نے یہاں آکر آبادیاں بنایئں۔ اور اپنی موجوگی کے بہت سے نشان چھوڑے ÷

آکسم کی ریاست } یہ ریاست دوسری صدی میں خوب زوروں پر ہوگئی اور ابھی تک آکسم کے کھنڈرات اس کی عظمت و شوکت کی شہادت دے رہے ہیں۔ آڈولس کا بندر جوکہ بحرہ احمر پر واقع تھا آج چار میل کا جزیرہ بنا ہوا ہے ÷

مذہب عیسائی } عیسائی مذہب کو ابی سینیا میں اپنا مذہب کا جھنڈا گاڑنے کے لیئے اس کے کافی حالات معلوم تھے سنہ ۳۳۰ء میں سکندریہ کے ایتھنی سیس نے فرومینٹس کو ابی سینیا کا پہلے پہل بشپ مقرر کیا۔ چونکہ یہاں کے لوگ پہلے ہی سے یہودا سے واقفیت رکھتے تھے انہوں نے فوراً عیسائی مذہب کو قبول کرلیا۔ پانچویں صدی میں یہاں بہت سے پادری لوگ آکر آباد ہوگئے اور خانقاہوں کا طریق جاری کردیا چنانچہ ابھی تک یہ خوب سرسبز ہے۔ دوسری صدی میں سلطان ابی سینیا نے شاہ جسٹس کی درخواست پر یمن کو واقعہ ملک عرب کو فتح کرلیا سلو اہل ابی سینیا نے ہندوستان اور لنکا کے ساتھ خوب زور سے تجارت شروع کردی ÷

مسلمان } مسلمانوں کو پھر ایک دفعہ اپنے علاقوں میں بند رہنا پڑا۔ سنہ ۹۶۰ء کے قریب ایک یہودن نے سوائے ایک معصوم بچے کے تمام شاہی خاندان تہ تیغ کرڈالا۔

اور خود یہاں کی ملکہ بن گئی چنانچہ تین سو برس تک اس کی اولاد یہاں حکمران رہی - اس کے بعد ایک دفعہ پھر یہاں کے پرانے خاندان نے زور پکڑا +

پرتگالی مشن } پندرھویں صدی کے خاتمہ کے قریب اہل پرتگال نے بھی ابی سینیا میں اپنا مشن بھیجا - جس سے ان کی غرض صرف یہ تھی کہ پریسٹر جون ایک نصرانی سلطان جس کی بابت روایتوں میں ذکر آیا تھا اس کا حال دریافت کریں - جب سولھویں صدی میں ابی سینیا پر اہل عرب نے حملے شروع کئے تو اہل پرتگال نے اہل ابی سینیا کا خوب ہاتھ بٹایا - لیکن بعد میں ان سے اس بات پر لڑائی ہو گئی کہ انہوں نے روم سے کیوں رابطہ کیا - اس لڑائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ سنہ ۱۶۳۲ء میں اہل پرتگال کو یہاں سے بوریا بندھنا اٹھانے ہی بن آئی +

گیلاز } سولھویں صدی کے درمیان میں گیلاز نے ابی سینیا پر ظلم و تعدی شروع کر دی اور یہاں پر خوب تسلط جما لیا - بلکہ عملی طور پر یہاں کے بادشاہ ہی بن گئے - سترھویں صدی میں یہاں بہت سے انگریزی پادریوں نے آکر جھنڈے گاڑ دیئے اور ان کے نقش قدم پر باقی دبیران ملک اور عاملان علم ہیئت نے آنا شروع کر دیا + -

شاہ تھیوڈور کا زمانہ } شاہ تھیوڈور جس کے حالات سنہ ۱۸۶۸ء کی انگریزی مہم کے باعث خوب معلوم ہو گئے ہیں سنہ ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوا - یہ بادشاہ شاہی خاندان میں سے نہ تھا بلکہ ایک امیر کا لڑکا تھا - لڑتا بھڑتا

بغاوت کرتا ۱۸۵۵ء میں پادشاہ بن گیا - آجکل اسے ذہین لائق
فیاض وجیہہ لکھا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ نہ تو حریص تھا اور نہ نفسانی خواہشوں
کا غلام تھا - لیکن پرلے درجہ کا مغرور اور نہایت غصہ مند تھا -
اور اس کے ساتھ ہی سخت متعصب تھا - یہ بھی کہتے ہیں کہ تمام
ابی سینیا میں شاہسواری نیزہ بازی نشانہ بازی اور دوڑنے
میں کوئی اسکا نظیر نہ تھا - لیکن بد قسمتی سے اس کے دل میں گیلاز
کو فتح کرنے کا خیال آیا اسے معلوم نہ تھا کہ یہ اہم کام اس کی طاقت
سے باہر ہے - لیکن پھر بھی اس نے ان کے قلعہ میگڈالا پر
قبضہ کر کے اسے اپنا دارالخلافہ بنا لیا اور بہت سے سرداروں کو
بھی اپنی طرف کر کے جنوب طرف سوہا پر قبضہ کر لیا لوگ بڑی
بڑی ٹکسوں اور جنگی جزیوں سے تباہ ہوئے ہوئے تھے - اس کی
دوسری شادی اسے راس نہ آئی - یہ پرلے درجے کا شرابخوار اور
عیاش ہو گیا - اور ایک چھٹی جو کہ ان سے تحفہ تحائف کے پہنچنے پر ملکہ
وکٹوریہ کو لکھی ہماری آئندہ مصائب کا باعث ہے کئی سالوں
تک ان سے سفیران برطانیہ کو قید رکھا اس عرصہ میں اس حکومت
نے نہایت ہی ظالمانہ صورت پکڑ لی - کمی ایک حصے اس کے ہاتھ
سے نکلنے شروع ہو گئے *

انگریزی مہم آخر انگریزوں نے بھی یہاں اپنی فوج بھیجی
آ گئی اور ایک بڑی جنگ کے بعد جس میں کہ تھیوڈور
نے خوب ہی ہمت اور سپاہیانہ لیاقت دکھلائی میگڈالا
پر قبضہ کر لیا اور تھیوڈور خود خود کشی کی حالت میں پایا گیا ابی سینیا
کا موجودہ بادشاہ جو کہ پہلے ٹائی گر کا گورنر تھا اس نے انگریزوں
کو خوب مدد دی * -

نوبیا کے نوآتامی لوگ

نوبیا اگرچہ ملک کہلانے کے قابل نہیں اس میں ایک طرف تو اسوان سے لیکر خرطوم تک دریائے نیل کی وادی اور دوسری طرف بحیرہ قلزم سے صحرائے لائبین کے دونوں طرف کا ملک شامل ہے - ابتدائی مصری لوگوں نے اسے بھی لے لیا تھی اور نوبیا بھی ہی شامل کر رکھا تھا اس وقت یہاں حبشی آباد تھے چھٹی صدی تک مصری لوگ انہیں نوآبی ہی کہتے رہے شاہ مینز کے زمانہ تک ان کا یہی نام رہا - جب اہل روم نے مصر پر قبضہ کر لیا تو یہاں کے حبشیوں پر بلیمیاری نامی قوم نے ظلم وستم شروع کر دیا شاہنشاہ ڈایوکلیشن نے یہاں سے اپنی فوجیں واپس ہٹائیں اور نوباتی قوم کو جو یوں آگے ساتھ خوب محبت سے پیش آتی تھی یہ اختیار دیدیئے کہ وہ نسل ہا کے حملہ آوروں کو نکال دیں - لیکن یہ لوگ بڑے طاقت ور تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ آپس میں مل گئے اور سولہویں صدی میں سب کے سب دین مسیح کے پیرو ہو گئے۔

ڈنگولا کی عیسائی سلطنت

نوبیا کی عیسائی سلطنت کی بنیاد پہلے پہل ڈنگولا میں پڑی اور جن لوگوں نے دین عیسائی قبول کرنے سے انکار کیا ان کو یہاں سے نکال دیا گیا - یہ ریاست بہت دیر تک اہل عرب کا مقابلہ کرتی رہی جنہوں نے کہ نوبیا کے نچلے حصہ پر قبضہ کر لیا تھا - اور جب تک کہ چودہویں صدی میں سلطان روم نے انہیں اپنی فوج سے مدد نہ دی ڈنگولا کی سلطنت خود مختار رہی - جو فوج کہ شاہ روم نے انہیں دی تھی وہ باسنی نین قوم تھی - چنانچہ وہ ڈنگولا کی فتح کرنے پر یہاں ہی آکر آباد ہو گئی اور اہل عرب اور نوبیا کے لوگوں میں توالد وتناسل سے آئندہ نسل کے رنگ کو ذرا گہرا ہوا کر دیا۔

نوبیا میں اہل مصر لوگون نے دین اسلام اختیار کر لیا چنانچہ جدید مہدی ڈنگولا کا ہی باشندہ تھا سنہ ۱۸۲۲ء مین ٹرکی حکومت کے ماتحت ہو کر اہل مصر نے نوبیا پر قبضہ کر لیا - لیکن آبشاروں کے اوپر کے علاقون کو فتح کرنے کی وجہ سے اپنا سارا ملک کھو بیٹھے ⁂

نوبیا کے حبشی نوبیا کی موجودہ آبادی اہل عرب حبشیون اور ہمیٹ لوگون کا مجموعہ ہے - حبشی اپنے آپ کو بارابرا کہتے ہیں مگر یہ ان مسبہ حبشیون سے بہت ہی مختلف ہیں جن کا ذکر کہ دوسرے باب میں ہو چکا ہے - اس میں کلام نہین کہ یہ لوگ نہایت سیاہ رنگ کے مگر ذرا سرخی مائل ان کے لمبے سر اور اونی بال ہوتے ہیں مگر ہونٹ خوش نما اور آنکھین سیاہ ہوتی ہین ناک اگرچہ سیدھی ہوتی ہے مگر حبشیوں کی نسبت لمبی رخساروں کی ہڈیان بھی بہت ابھری ہوئی نہین ہوتین - ان کے دانت چھوٹے اور سفید ہوتے ہین - یہ لوگ اپنے دونوں رخساروں پر تین تین تہ چھے داغ بنا کر چہرہ کو بد نما کر لیتے ہین - اور اکثر اپنے بدن پہ خوشی سے کئی ایک زخم کر لیتے ہیں اور ایسے کئی بیماریوں کا علاج خیال کرتے ہیں ⁂

لباس ان کی پوشاک ایک کرتہ ہوتی ہے جس پر نیلے رنگ کا سوتی چوغہ پہنتے ہیں - جوتی ہمیشہ اور پگڑی کبھی کبھی پہنتے ہین - ان مین بہت سے ہتھیار بھی لگاتے ہیں - خواہ ظاہر طور پر یا پوشیدہ ایک چاقو ان کے پاس ضرور ہوتا ہے اور لڑکیاں ایک چادر جس پر موتی ٹنکے ہوتے ہین اوڑھتی ہیں - بعض اوقات چاندی اور سونے کے زیور بھی پہنتی ہیں - ناک میں نتھ اور کان میں ایک لڑکی

کا ٹکڑا پہنا جاتا ہے - مگر جب شادی ہو جائے تو لکڑی کا ٹکڑا نکال کر
چاندی یا سونے کے زیور پہنے جاتے ہیں شادی شدہ عورتوں کا لباس
مکمل ہوتا ہے - چنانچہ تمام بدن ایک لمبے ڈھیلے چوغہ سے ملبوس رہتا ہے
بالوں میں چربی یا گوند لگا کر بالوں کو مصر کی میناروں کا نمونہ بناتی ہیں +

اخلاق اہل نوبا بڑے جفاکش کسان پیشہ ہیں - خود مختار - ایماندار
اور زندہ دل ہونے کے باعث اکثر اہل مصر سے بڑھے
ہوئے ہیں - ان میں سے بہت سے لوگ مصر میں جا کر آباد ہو گئے ہیں
اور وہاں انہوں نے ملازمت اور دستکاری کا پیشہ اختیار کر لیا
ہے - یہ نو وارد لوگ عموماً عربی پڑھ سکتے ہیں اور گن بھی لیتے ہیں یہ
بات یقیناً نہیں کہی جا سکتی کہ اہل مصر نے ان کے ملک کے واسطے کیا کچھ
کیا ہے نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ لوگ مصر کے تحت سے نکل جاویں
تو کچھ ترقی کر سکینگے یا نہیں +

کسان اور تجارت اہل نوبا کے اکھٹے گھر بہت کم ہوتے ہیں ان
کے مکان عموماً مٹی کے جھونپڑی ہوتی ہیں
جس پر مربع یا مخروطی شکل کی چھت پڑی ہوتی ہے باہر ایک صحن ہوتا
ہے جس کے گرد دیوار کچی ہوتی ہے +

یہاں بہت ہی کم چیزیں بنتی ہیں اور نہ کچھ بہت نکاسی ہے - ڈنگولا
کے نوبیا کے لوگ زیادہ تر ڈنگولا کے متنزدیک یا دریائی جزائر میں بستے
ہیں - یہ لوگ اکثر تجارت پیشہ ہیں اور خرطوم کارڈوفن اور دڑ بیضین
رہتے ہیں - ان لوگوں کی کل تعداد کوئی پندرہ ایک لاکھ کے قریب ہو گی
اسوان سے لے کر ہورنے تک قریباً تین زبانیں بولی جاتی ہیں - انکی
زبان میں ضمیر نہیں ہوتی اور فعل کے کئی ایک صیغہ ہوتے ہیں - قریباً کئی
لوگ عربی بول سکتے ہیں +

بے جا یا بیشاری نوبیا

کے مشرق میں آباد ہیں۔ ان کی تعداد صرف دو لاکھ ہے۔ یہ لوگ درمیانہ قد کے ہوتے ہیں اور گو دُبلے ہوتے ہیں۔ مگر مضبوط و سخت ہکار ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اگرچہ یہ لوگ کسی قدر حبشیوں سے ملے ہوئے ہیں۔ لیکن ان سے بہت مختلف ہیں بلکہ حام کی نسل کے ہیں۔ ان کے رنگ بجائے سیاہ ہونے کے سرخی مائل زیادہ ہوتے ہے ان کی عورتوں کا رنگ تو جنوبی یورپ کے لوگوں سے ملتا ہے +

جسمانی اور اخلاقی حالت

ان کی ناک نوکیلی رخسارے صاف اور پیشانی بلند ہوتی ہے بال بھی گھنی یا گچھے دار نہیں ہوتے۔ یہ لوگ تمباکو نہیں پیتے اور اسی لئے ان کے دانت سفید رہتے ہیں۔ ان کی آنکھیں روشن اور موٹی ہوتی ہیں چونکہ انہیں جنگل میں رہنا ہوتا ہے پوری طرح کھول کر نہیں رکھتے۔ فی الجملہ یہ لوگ تند اور بد طبع ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ لالچی اور ظالم بھی بڑے ہی سخت ہیں۔ مگر گفتگو کرنے کا بڑا دلفریب طریقہ جانتے ہیں +

یہ لوگ کچھ پکے مسلمان نہیں ان میں بُت پرستوں کی بہت سی رسمیں جاری ہیں۔ ان کا مال کُنبہ اور فرقہ میں مشترکہ ہوتا ہے۔ لڑکر صداقت معلوم کرنے کا طریق ان میں ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ کسی فریق کو بھی مہلک زخم نہ لگے لڑائی کے وقت صرف چاقو ہی دیئے جاتے ہیں۔ اسی فرقہ میں ہیڈن ڈوا اور بمبرانہ بھی شامل ہیں +

اباب دہ

اباب دہ جن کو حباب بھی کہتے ہیں اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں لیکن کچھ بہت دلکش ہیں۔ غالباً یہ لوگ نسل حام وسام کا مجموعہ ہیں یہ لوگ لمبی لمبی تلواروں اور نیزوں سے مسلح ہو اور ایک سوتی چادر جسم پر لپیٹ کر کاروسو کو سے لے کر آبو تک یلغار کرتے رہتے ہیں یہ چادر

عموماً ان کے سونے کے بھی کام آتی ہے - یہ لوگ خیموں میں نہیں رہتے بلکہ بانس اور پھونس کی جھونپڑی میں زندگی بسر کرتے ہیں جسکو یہ جس وقت چاہیں اونٹ پر لاد کر جہاں چاہیں لے جا سکتے ہیں - صداقت اور صفائی کے متعلق یہ بوشاری قوم کی نسبت اچھی رائے رکھتے ہیں - وہ قوم جسکو بینی آمیر کہتے ہیں اہل ابی سینیا اور بی جا ز سے مرکب ہے - بہت سے عرب اور دو غلے عرب جن میں سے کیبے لبش اور حسینا بہت مشہور ہیں نوبیا کی آبادی کو درجہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں ان کی تعداد بھی قریباً دو یا تین لاکھ کے ہوگی -

ابی سینیا کی آگو قوم کا ابی سینیا کی قوم میں کئی ایک لوگ شامل ہیں مثلاً ہٹیمگ - سیمٹگ اور حبشی وغیرہ ہم کوئی خاص نام ان کا نہیں رکھ سکتے - آگو نامی قوم جو کہ ابی سینا کے مغرب کی طرف آباد ہے یہاں کے اصلی باشندوں کا نمونہ ہے - ان میں ابھی تک وہ رسومات جاری ہیں جو کہ زمانہ سلف کے مصری لوگوں میں تھیں - یہ دریائے نیل اور سانپ کی ابھی تک پرستش کرتے ہیں - یہ ممکن ہے کہ یہ لوگ دیپلے بیٹا بیٹ کی باسی یا کونا ما قوموں سے بنائے جائیں ؂

باسی کا باسی لوگوں کے خط و خال بیشتر حبشیوں سے مشابہ ہیں ان کے ہونٹ ہی موٹے نہیں ہوتے اور نہ ناک چپٹی - ان میں بہت سے ایسے ہیں جو سوائے کمر کے گرد ایک چمڑے کا ٹکڑا باندھ لینے کے اور کچھ بھی نہیں پہنتے - مگر بعض ایسے بھی ہیں جو سوتی کپڑے پہنتے ہیں ان میں جو بڑی خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ یہ بالکل ہاتھ پاؤں چھوڑ کر آرام سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور داہنے پاؤں کے تلوے کو بائیں گھٹنے پر رکھتے ہیں - ان کی عورتیں منکے گھونگے کوڑیاں وغیرہ کثرت سے پہنتی ہیں اور نتھ کا بھی رواج ہے - دو ہارا نامی غلے سے یہ لوگ ایک قسم کی شراب بناتے ہیں اس شراب اور پانی کو بھی یہ لوگ لڑکیوں میں جو کہ بالکل نہیں چوتیں

حسب ضرورت جہان چاہیں لے جاتے ہین - یہ لوگ کھانا پکانے کے برتن اور مے نوشی کے پیالے بھی رکھتے ہیں ان کی جھونپڑیون مین جو شہد کے چھتے کی طرح ہوتی ہین - لکڑی کے کھردرے سے بسترے پڑے رہتے ہین +

خصائل یہ لوگ اگرچہ گاؤن مین رہتے ہین مگر ان کا ایک دوسرے سے اخلاص بالکل نہیں ہوتا اور نہ یہ اہل عرب سے ملتے ہین - سر ایس ڈبلو بیکر صاحب کہتے ہین - کہ یہ مغلوب نہیں ہوتے ان لوگون کا بڑا ہتھیار اگرچہ ایک نیزہ ہی ہے لیکن پہاڑون کے دشوار گذار راستون سے بہت محفوظ اور بے خطر رہتے ہیں یہ لوگ حملے کبھی ظاہر طور سے نہین کرتے بلکہ ان کی یلغارین پوشیدہ ہوتی ہیں - ان کے سپاہی بے معلوم سے ادہر ادہر چیتے کی طرح گھومتے رہتے ہین اور ایکدم حملہ کر دیتے ہیں - ان کے ملک مین جانور بہت ہوتے ہین - جن سے انہیں خوراک بکثرت مل رہتی ہے - ان کی بابت یہ بڑی شکایت ہے - کہ یہ بڑے دغاباز ہوتے ہیں - لیکن مسٹر ایف ایل جیمز (جس نے ۱۸۸۴ء میں یہان کا دورہ کیا) کی رائے ہے کہ اگر پوری توجہ اور لیاقت سے کوشش کیجاے تو یہ لوگ مل جل جاتے ہیں -

یہودی ابیفین او پیا کے یہودی جنہین فیلے شاز بھی کہتے ہیں یہان کے قدیمی باشندے ہین - خط و خال کے لحاظ سے یہ لوگ اگو نامی قوم سے مشابہ ہین دونوں کی آنکھین ذرا ترچھی ہوتی ہیں اور دونوں ایک ہی طرح بولتے ہین - اگرچہ ان لوگون کا پہلا سا اقتدار باقی نہین لیکن پھر بھی آسودہ حال اور فارغ البال ہوتے ہیں - اور یہودیون کی طرح یہ خصوصیت سے تجارت پیشہ نہین - لیکن زیادہ اہل حرفت زمیندار ہیں جانورون کی نسل بڑھانے کا کام بھی یہ لوگ کرتے ہیں - الوار کا دن

کو پاک خیال کرتے ہیں - بلکہ اس دن بہت سی قربانیاں چڑھاتے ہیں اور اکثر نہاتے بھی ہیں - اس دن مُردہ کو رکھ چھوڑتے ہیں +

شادیاں یہ لوگ آپس میں ہی کرتے ہیں - لیکن شادی سِن بلوغت سے پہلے نہیں ہوتی - ان میں صرف ایک بیوی ہوتی ہے - اخلاق کے آدمی یہ لوگ بہت ہی اچھے ہیں +

بوگوز بوگوز جو سینٹ کے کوہ ایبی سینیا کے شمال میں رہتے ہیں ایک اور قوم ہے جو کہ آگو قوم سے ملتی ہے - اہل عرب اور اہل ایبی سینیا کے متواتر حملوں سے یہ لوگ بہت پائمال ہو گئے ہیں - مگر ابھی ان کے بہت حالات معلوم ہو سکتے ہیں ابھی تک ان میں بہت سی پرانی رسمیں قائم ہیں - ان کی دو بڑی بڑی ذاتیں ہیں ایک تو اعلےٰ یعنی مربی لوگ جو لڑتے - موخرالذکر غالباً ان لوگوں کی نسل سے ہیں جنہیں کہ ان لوگوں نے مطیع کیا - ادنےٰ درجہ کا آدمی بک نہیں سکتا - اس کے پاس زمین ہوتی ہے اور اس کا حق ہے کہ اپنے سردار کے سایہ حمایت رہے - سردار کا چھوٹا بیٹا باپ کی رہائش گاہ کا وارث ہوتا ہے اور بڑا بیٹا باپ کی تلوار - زمین - زمیندار اور اس کی سفید گائے کا جائز مالک تصور ہوتا ہے - ان میں عورتوں کو ترکہ نہیں پہنچتا - لیکن ان کی بھی قدر ویسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ مال کی ان کی کسی امر میں بھی ذمہ داری نہیں ہوتی کسی شخص کو یہ تاب نہیں ہے کہ ان پر ظلم و ستم روا رکھ سکے خاوند کبھی اپنی ساس کا مُنہ ہی دیکھتا ہے اور نہ اس کا نام ہی لیتا ہے اور نہ بیوی خاوند اور خُسر کا نام لے سکتی ہے +

چنگالز ایبی سینیا میں اہل عرب حبشیوں اور نسل حام کے مختلف نمونے ہیں جنہیں مفصل بیان کرنا نہایت مشکل ہے ان میں زیادہ تر وحشی خون کے چنگالی نامی لوگ ہیں جو پہاڑوں کی

ڈہلوان مین رہتے ہیں - یہ لوگ رنگ کے نہایت ہی کالے ہین اور
ابھی تک نہایت ہی وحشی حالت مین ہین عربی سوداگر اور اہل ابی
سینا ان مین اکثر غلام پکڑنے کی غرض سے پھرتے رہتے ہیں - اور اسی باعث
سے یہ لوگ ان کے سخت دشمن ہین +

ٹائی جرے کے باشندے اہل ابی سینیا مین طبایع لوگ پائے جاتے
ہین - ٹائی جرے کے لوگ جو کہ شمال مشرق
مین آباد ہین ایک خاص نمونہ کے ہین ان کے سر اونچے اور خط و خال نہایت
باقاعدہ ہوتے ہین - ان کی پیشانی بلند ناک سیدھی - مگر ذرا خمیدہ ہونٹ
موٹے آنکھیں روشن عرب سے مشابہ ہین - بال گھونگر والے اور ٹھوڈی
نہایت پتلی ڈاڑہی بہت چھوٹی رخسارے کی ہڈیاں ذرا ابھری ہوئی مگر خط و
خال خوب صورت ہوتے ہین - لیکن جو لوگ لیسٹا کے مشرقی صوبہ مین
آباد ہین ان کے سر اور چہرے چھوٹے اور رنگ مقابلتاً ذرا ہلکا ہوتا
ہے لیکن دونوں ذہین ہوتے ہین - ایم ہارا اور سوہا کے جنوبی لوگ
زیادہ تر سیاہ فام ہوتے ہین - اور بلا شک و شبہ اجزاء غیر سے مرکب
ہین ان کے سر چوڑے رخسارے کی ہڈیان اونچی آنکھین بڑی ہوتی ہین
ان کے بال بھی گھونگر یالے ہوتے ہین - یہ لوگ بڑے مہمان نواز اور
احسان کرنے والے ہین - لیکن نخوت پسند بہت ہیں اس قوم کے مرد بڑے
ہی کاہل ہوتے ہین اور قریباً سب کام عورتون کے سپرد ہوتا ہے +

بروس کا سفر زمانہ حال کے سیاحون میں بروس پہلا نامی
سیاح ہے جس نے ۱۷۶۸ء مین ابی سینیا کے
اندرونی ملک کا دورہ کیا - اس کا سفر اس زمانہ کے بڑے عجیب و غریب
حال بتاتا ہے پہلے پہل جب اس کے خطوط سے معلوم ہوا کہ وہان کے
بیل کا پکا گوشت کھاتے ہیں کسی نے اس امر کو باور نہ کیا - لیکن بعد مین

اس امر کی بہت تائیدین ہوئیں۔ ان کی ضیافت کا عجیب و غریب حال اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک بڑے کمرہ مین ایک خوب لمبا میز رکھا جاتا ہے۔ جس کے گرداگرد مہمانون کے لئے میزین لگائی جاتی ہین حسب ضرورت ایک یا دو بیل اس ضیافت کے کمرے کے دروازے کے پاس لائے جاتے ہیں اور اس کے پاؤن خوب زور سے باندھ دیتے ہین اس کے گلے کا گوشت صرف اسقدر گہرا کھودا جاتا ہے کہ چربی نہ نکل آئے اس کو برتن مین اس طرح کاٹتے ہیں کہ صرف چند ایک قطرے مشکل سے زمین پر گرین۔ احکام یہود کو پورا کرتے ہوئے جو کہ زمین پر چند قطرے گرانے سے پورا ہو جاتا ہے ایک یا دو آدمی کام میں لگ جاتے ہین۔ بیل کی پیٹھ اور دونون اطراف کا گوشت کاٹنا شروع کر دیتے ہین۔ پھر انگلیوں سے اس کی کہال اتارتے ہیں۔ پھر بیل کی رانوں کا صاف گوشت اتار لیتے ہین مذبوح بیل کا شور مچانا اس امر کا نشان ہوتا ہے کہ سب لوگ میز پر آبیٹھین۔ اس کے بعد مہمانون کے سامنے ایک خطائی سی رکھی جاتی ہے۔ کہنے کو تو یہ خطائی ہوتی ہے۔ مگر کچھ عجب ناہموار اور کڑوی سی زود ہضم۔ یہ روٹی کئی مختلف رنگ کی ہوتی ہے۔ سیاہ یا سفید یا گلابی۔ اس کے بعد نوکر گوشت لے کر آتے ہین۔ یہان پہلے ہی چاقو لئے تیار ہوتے ہین۔ ان کی نشست کا یہ طریق ہوتا ہے کہ دو عورتوں کے درمیان ایک ایک مرد ہوتا ہے پھر مرد اس گوشت کے بڑے ٹکڑے کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں مین کرتے ہین۔ عورتین مردوں کو کھلاتی ہین۔ ایبی سینیا میں کوئی مرد بھی خواہ وہ کیسا ہی ہو۔ اپنے ہاتھ سے گوشت کو نہیں چھوتا۔ عورتیں اُس کے واسطے گوشت کو انگلی کے برابر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بناتی ہیں۔ اس کو وہ روٹی کے ٹکڑے مین رکھکر کارتوس کی شکل بنا لیتے ہین ؎

شادی کا طور بروس صاحب لکھتے ہیں کہ شادی ان میں نہایت ہی عارضی طور سے ہوتی ہے اور قاضی کی بہت ہی شاذو نادر ضرورت پڑتی ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک دن میں بھی ایک شادی میں موجود تھا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ لڑکی ایک بڑے گھرانے کی ہے۔ لطف کی بات جو مجھے وہاں نظر آئی وہ یہ تھی کہ اس لڑکی کے سات خاوند پہلے رہ چکے تھے۔ مگر اُس وقت کسی کو بھی دعوے خاوندی نہیں تھا۔ اور وہ سب وہاں شادی میں موجود تھے۔ جب بیوی شوہر سے طلاق لیتی ہے تو اولاد جو اس کے نطفہ سے ہوئی ہے اس طرح پر منقسم ہوتی ہے سب لڑکے تو ماں کے ساتھ رہتے ہیں اور بڑی لڑکی باپ کا حق ہوتی ہے۔ مدفین کے واسطے قبرستان ہیں موت کے بعد دعائیں اور دعوتیں بھی ہوتی ہیں ٭

مذہب اگرچہ تمام قرب وجوار میں دین اسلام پھیلا ہوا ہے مگر ابھی سینا کے باشندے عیسائی ہیں۔ اور یہ دین ان میں اس وقت پھیلا جبکہ یہ ابھی مستحکم حالت میں نہ تھا مگران کے بھی مذہبی خیالات کچھ عجیب ہیں۔ گو اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ مذہبی خیالات ضرور رکھتے ہیں ٭

گرجوں کی تعداد بروس صاحب کہتے ہیں کہ دنیا بھر میں کسی جگہ اتنے گرجے نہیں جس قدر کہ ابی سینیا میں ہیں۔ اگرچہ ملک کا پہاڑ دار ہونے کی وجہ سے اچھی طرح زیر نظر نہیں ہوسکتا یہ بہت ہی کم ہوگا کہ آپ کو کم از کم پانچ گرجے دور سے دکھائی نہ دیں۔ بلکہ اگر آپ کہیں ایسی جگہ کھڑے ہوں جہاں پہ آپ کی نظر اچھی طرح پہنچے تو وہاں سے آپ کو اس تعداد کا پانچ چھ گنا نظر آئیگا۔ ہر ایک متمول آدمی اگر اتنا سفر یا یہ چھوڑ جائے کہ جس سے گرجا بن جائے یا اپنی زندگی میں ایک

گرجا ہی بنا جاوے تو وہ خیال ہی نہین بلکہ یقین کر لیا ہے کہ تمام بدیون کا کافی سے بڑھ کر کفارہ ہے ۔ گرجا کا مقام پانی کے نزدیک پسند کرتے ہین تاکہ وہ مذہبی اصولون کے مطابق غسل وغیرہ کرین یا پاک صاف ہو لین ۔ گرجے تمام اولیا کی بدسلیقہ تصاویر سے بھرے ہوتے ہیں ۔ مگر ان مین بت نہین ہوتے *

ابوتا } گرجے کے پادری کو ابوتا کہتے ہین ۔ جس کے معنے باپ کے ہوتے ہیں ۔ صدیوں تک یہ پادری دوسرے ملک کے باشندے ہوتے آئے ہین پادری کی طاقت بہت ہی کم ہوتی ہے ۔ مگر چھوٹے درجے کے پادریون اور دیگر کارگذاران گرجا پر اس کی حکومت ضرور ہوتی ہے چھوٹے درجے کے پادری گرجوں مین نہین رہتے بلکہ انہین اپنے گھروں مین رہنا ہوتا ہے اور کھیتی باڑی کرتے ہین ان لوگون کی کئی ایک پیچیدہ رسومات ہیں جن کا بیان کرنا دشوار ہے اخلاق کے لحاظ سے یہ کچھ ایسے اچھے نہین ختنہ کی رسم ان مین عام ہے *

ابی سینیا مین ایک عجیب دستور ہے کہ بچہ کی پیدایش کے وقت تمام آدمی گھر سے باہر چلے جاتے ہین ۔ جب بچہ پیدا ہو چکتا ہے تو لے کے کھڑکی مین سے آتے ہین باہر سے ایک نیزہ کھڑکی کی طرف اس طرح رکھا جاتا ہے کہ نوک بچہ کے مُنہ مین آجائے ۔ اس کے بعد عورتین زور زور سے چلاتی ہیں اس چلانے کیواسطے بھی قاعدہ ہے یعنے لڑکے کے واسطے بارہ دفعہ اور لڑکی کے لئے تین دفعہ ۔ پھر مرد اونکو پکڑنے دوڑتے ہین ۔ اور جب وہ پکڑی جائین تو انہیں کچھ تحفہ کے طور پر دینا پڑتا ہے عموماً یہ تحفے کھانے پینے کی چیزین ہوتی ہین *

ضعیف الاعتقادیان } گرد نواح کے اثر سے ابی سینیا کے لوگون مین باوجود عیسائی ہونے کے نہایت ضعیف الاعتقادی اور توہمات رائج ہین ان کا عقیدہ ہے کہ ایک جن ہوتا ہے جس ۔ اپنی زبان زبان مین بونڈا کہتے ہین ۔ وہ ہمیشہ لوہارون کی تاک مین رہتا ہے ۔ اور جس وقت چاہے حیوان کی شکل بن سکتا ہے علاوہ لوہارون کے دوسرے لوگون پر بھی

اس کو ایسی ہی طاقت حاصل ہے - بونڈا کی بابت یہ لوگ یہ بھی رائے رکھتے ہین کہ یہ قبرین لوٹ لے جاتا ہے - بونڈا کے علاوہ یہ ایک اور بھوت کو بھی مانتے ہین جس کی نسبت ان کا اعتقاد ہے کہ اس کو کچھ راگ گا گا کر شہر سے نکال سکتے ہین - ان لوگون مین ایک اور عجیب رسم یہ ہے کہ جس عورت کے سے چار بچے مر جائین تو وہ کان کا نچلا حصہ کاٹ کر اور روٹی مین لپیٹ کر نگل لیتی ہین - اور اس سے ان کی یہ مراد ہوتی ہے کہ آئیندہ بچہ نہ مرے گا ❊

مکانات } ان لوگون کے گھر عموماً گول ہوتے ہین - بعض مربع بھی لیکن بہت کم اور ان کی چھتین چپٹی ہوتی ہین - بعض گھرون مین تو بہت سے کمرے ہوتے ہیں مگر جن مین زیادہ کمرے نہ بھی ہون ان مین کم از کم گھوڑون کے واسطے علیحدہ جگہ ہوتی ہے - یہان میزون اور کرسیون کا بھی عام رواج ہے دیواروں پر کپڑا یا کاغذ لگا ہوتا ہے ❊

طرز حکومت } یون تو یہان کی حکومت بادشاہ کے ہاتھ مین ہے - لیکن مختلف اضلاع کے سردار اس کی مطلق العنانی مین بڑے سدِ راہ ہوتے ہین - ہر ایک گاؤن کا ایک علیحدہ سردار ہوتا ہے - جسکو "شُم" کہتے ہین - یہ بادشاہ کا نہایت نام نہاد ہی ماتحت ہوتا ہے - ان مین ایک مجموعہ قانون بھی ہے - جس کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی اصلیت بائیبل مین سے ملتی - جس کے قواعد کچھ تو شاہ جس ٹین اور کچھ دیگر سلاطین کے قانون کا مجموعہ ہین ❊

اس قانون کے رو سے باپ کو بیٹے پر پورا حق ہے - اور نیز اسے یہ بھی اختیار ہے کہ ملزم کو جس طرح چاہے سزا دے - ہاتھ پاؤن ناک وغیرہ کاٹنے اور دیگر سنگین سزاؤن کی بھی اس مں عام اجازت ہے - موت کی یہان کئی ایک سزائین ہین جن کی تعمیل حکم عدالت کے بعد فوراً عمل مین آجاتی ہے یہ لوگ مقدمہ باز بھی بڑے درجہ کے ہیں اور جھگڑالو لڑاکے اور سخت نخوت

پسند ہین ان کی نسبت ایک سیاح یون رقمطراز ہے کہ یہ لوگ باتونی ہیں اور عموماً شیخ چلی کی سی باتیں کرتے ہیں اور ہمیشہ کہتے ہین اگر ہم بڑے ہوتے تو پھر دیکھتے۔ کہ کیا بنتا *

زراعت اور دستکاری یہان زراعت نہایت ہی ابتر حالت مین ہے ہل وغیرہ بھی درانتی یا برچھی سے شاید ہی زیادہ اچھے ہونگے۔ زمین کی یہ لوگ گڈائی وغیرہ نہیں کرتے۔ گو ندیہان بکثرت فراہم ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ اس طرف سے بالکل غافل ہیں۔ یہ لوگ چوری وغیرہ کی طرف اسقدر مائل ہین کہ کھیتی باڑی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ چنانچہ کاشت کا سب کام فیل شناز یا دیگر غیر ممالک والوں کے ہاتھ مین ہے۔ جس کام مین یہ بڑے مشہور ہین وہ چمڑے کا ہے یہ لوگ چمڑے کے زین ڈھالین اور تعویذ وغیرہ نہایت ہی خوبصورت بناتے ہیں۔ مذہبی جماعتوں مین نقل نویس بھی اچھے مل جاتے ہین۔ سردارون کے ہان بھاٹ وغیرہ اکثر ہوتے ہیں *

زبانین ٹائی جبریا کے لوگ ایک زبان بولتے ہین جو گینر سے نکلی ہے۔ علاوہ اس کے اگرچہ لوگ نہین سمجھ سکتے گرجوں مین پرانی سیمٹک زبان رائج ہے۔ ٹائی جبریا کے لوگون کی زبان مین ابی سینیا کے اصلی باشندون کے گیلا زبان کے اکثر الفاظ بھی شامل ہیں۔ آج کل ایک اور زبان یہان قدم جما رہی ہین یہ امیبرلی زبان ہے۔ تمام عدالت اور تجارت مین یہی برتی جاتی ہے۔ اس زبان کے کل حروف ۳۳ ہین ہر ایک حرف کی سات سات شکلین ہین گویا کہ کل ۲۳۱ شکلین ہوئین۔ برعکس عبرانی اور عربی زبان کے یہ دہنی طرف سے لکھی جاتی ہے۔ برٹش عجائب خانہ مین کئی ایک کتابین اس زبان مین لکھی ہوئی موجود ہیں * *

شمالی ابی سینیا کا مشہور بندرگاہ موجودہ اور گذشتہ تاریخ مین بڑا ہی مشہور چلا آتا ہے۔ یہ ایک چھوٹے سے جزیرہ پر واقع ہے یہ وہی بندر

ہے جسے ترکوں نے سولہویں صدی میں فتح کیا تھا اور ابی سینیا کے فتح نہ
ہونے کے باعث اس کو چھوڑ دینا پڑا تھا - حباب نامی لوگوں نے ٹرکی سے ملکر
یہاں کا ایک گورنر مقرر کر دیا تو اس نے ان سے کچھ مدد بھی لی لیکن بعد میں
ابی سینیا کو انہیں ایک اعلےٰ طاقت تسلیم کرنا پڑا - ۱۸۹۶ء تک ترکوں کی
یہاں برائے نام حکومت تھی - آج کل یہ اہل اطالیہ کے تحت میں ہیں جو شاید
بحیرہ احمر کی تجارت وغیرہ سے بہت کچھ حاصل کر لیں - لیکن یہاں کی زیادہ
تجارت ہندو اور مسلمان سوداگروں کے ہاتھ میں ہے مگر جب اطالیہ اور
ابی سینیا کی عداوت جاتی رہیگی تو یہ تجارت بہت کچھ رنگ پکڑ جائے گی -
یہاں پتھروں کے بہت سے مکان بنے ہوئے ہیں - مگر ساتھ ہی اس
کے بہت سے لوگ جھونپڑیوں میں رہتے ہیں جو درختوں کی پتہ دار شاخوں
سے بنے ہوئے ہیں -

افریقہ کے مشرقی کنارے پر دو بڑی مشہور قومیں ہیں - وہ گیلاس اور
سومالی ہیں یہ لوگ ابی سینیا اور اس علاقہ میں جس کو آج کل مصری سوڈان
کہتے ہیں بڑی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں - صرف پچھلی صدی کے آخری تہائی
حصہ میں یہ لوگ اہل یورپ کو معلوم ہوئے - لیکن اب اچھی طرح ظاہر ہو گیا ہے
کہ یہ لوگ قوم حام سے ہیں اور سام نسل سے کچھ ملتے جلتے ہیں - یہ زیادہ
تر لوگ مسلمان ہیں -

گیلاز یہ لوگ جنوبی ابی سینیا میں پھیلے ہوئے ہیں - لیکن اس کے جنوب
مشرق میں سوہا نامی ریاست میں زیادہ تر آباد ہیں سوہا کے
سلطان میتی لک نے اگرچہ ابی سینائی کے بادشاہ جوہن کو اعلےٰ طاقت
تسلیم کر لیا ہے لیکن طرہ یہ ہے کہ گیلاز پر برابر حکومت کیا جاتا ہے -
ابی سینیا کے جنوبی علاقہ کی بابت ابھی تک بہت کم حالات معلوم ہوسکے
ہیں - گیلاز کا بڑا مرکز دریائے جوبا کا مغرب ہے -

جسمانی حالت بعض سیاحوں نے ان لوگوں کے پیچیدار بال سیاہ رنگت اور موٹے ہونٹوں پر لحاظ کرکے انہیں حبشیوں کے زمرہ میں ہی شامل کر دیا ہے اور بعض کی یہ رائے ہے کہ ان کی رنگت کا کالا ہونا صرف مقامی وجہ سے ہے ورنہ یہ لوگ نسل سام سے ہیں بلکہ بعض لوگوں نے تو انہیں آریا نسل سے بنا دیا ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ یہ لوگ بناوٹ میں خوبصورت اور موٹی آنکھوں والے ہیں۔ ان کی بھوین فراخ اور اونچی اور ان کے سر لمبے ہوتے ہیں یہ لوگ ابی سینیا کے اگو نامی قوم سے بہت کچھ مشابہ ہیں۔ مردوں کی رنگت سرخی مائل رنگ سے بھورے رنگ تک پہنچتی ہے۔ اور عورتیں بعض اوقات رنگ کی صاف بلکہ بہت ہی قبول صورت ہوتی ہیں +۔

لباس اور ہتھیار مرد اور عورتیں ابی سینیا کے نمونہ کے چوغہ پہنتی ہیں۔ صرف وہ آدمی جس نے کشت و خون کرکے امتیاز حاصل کر لیا ہے پگڑی اور شتر مرغ کے پر بھی اوڑھ سکتے ہیں۔ نیزہ کھال کی ڈھال اور دو دھارے چاقو ایکے بڑے ہتھیار ہیں ان کے گھر مخروطی شکل کے ہوتے ہیں۔ جن کی چھت گھاس پھونس کی ہوتی ہے جو کہ بعض کے پایوں پر ٹکی ہوتی ہے +

مال مویشی اگرچہ یہ لوگ جنگجو اور دور افتادہ شبان پیشہ ہیں۔ لیکن اپنے قرب و جوار والے لوگوں سے خیالات اور دانائی کے لحاظ سے کہیں بڑھے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے نئی زبان کے سیکھنے میں بڑی آسانی دکھائی ہے۔ مال مویشی کی نسل بڑھانے میں اسقدر مشتاق ہیں۔ کہ ہر ایک فرد کے حصے میں چھ چھ سات سات جانور آئے ہوئے ہیں بعض کے پاس بہت سے گھوڑے ہیں۔ اور بعض کئی شہد کے چھتوں کے مالک ہیں۔ چونکہ ابھی تک قبیلہ بنا کر

رہتے ہیں - ان میں ہمیشہ کشت وخون ہوتا رہتا ہے - معلوم ہوا ہے کہ گیلانز کے غلام اس قدر کثرت کار سے نہیں مرتے جسقدر کہ بھوک سے ہلاک ہوتے ہیں - بڑے بڑے سرداروں کے بچوں تک بیچ دیتے ہیں - عورتیں ان میں بہت اعلٰے مدارج پر پہنچی ہوئی ہیں - صرف یہاں ایک عورت رکھنے کا دستور ہے - عورت کو اگر مرد پسند نہ آئے تو وہ انکار کر سکتی ہے ◆

مذہب بہت سے گیلا نز لوگوں کا مذہب اسلام ہے - شمال کی جانب چند ایک قومیں عیسائی بھی ہو گئی ہیں - ان میں سے بعض کو رومن کیتھلک نے اور بعض کو پراٹیسٹنٹ فرقوں نے عیسائی کیا ہی مگر ان لوگوں کا بہت سا حصہ ابھی تک بت پرست ہے باوجود اس کے یہ لوگ بھی ایک خدا کے معتقد ہیں - جس کو یہ وکا کے نام سے پکارتے ہیں اور اس کے آگے بارش اور فتح کے واسطے دعائیں کرتے ہیں - علاوہ اس کے اور دیوتاؤں کے آگے قربانیاں چڑھاتے ہیں - برسات کے شروع میں دیوتاؤں کے آگے قربانیاں چڑھاتے ہیں - اور فصل کی موسم میں دیویوں کے آگے ہر ایک جاندار کی اور دیگر قدرتی اشیاء کی بھی بہت تعظیم کرتے ہیں ہر ایک کنبہ میں ایک ایسا درخت ہوتا ہے جسکو یہ حفاظت کا ذریعہ خیال کرتے ہیں - شمال کی طرف ایسے مقتدا مذہبی اور جادوگر لوگ بھی ہیں جو یہ جھوٹے دعوے کرتے ہیں - کہ وہ آئندہ کے واسطے سب پیشگوئی کر سکتے ہیں ◆

لٹوکاس یہ قوم قریباً دریائے نیل تک پھیلی ہوئی ہے - اور معلوم ہوتا کہ گیلانز سے ملتی ہے - سر سیموئیل بیکر ان کے عمدہ قدوقامت کا بڑا ہی مداح ہے - یہ بھی گیلانز کی طرح ۵ فٹ ۱۱ انچ بلکہ بعض جگہ ساڑھے گیارہ انچ تک پائے جاتے ہیں - اگرچہ یہ لوگ لڑنے بھڑنے پر فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن عموماً بڑے خوش مزاج ہیں - ان لوگوں کے پاس بڑے بڑے گلے ہوتے ہیں جن کی حفاظت کرتے ہیں ◆

لٹوکاس بالکل برہنہ رہتے ہیں - انہیں سر کے لباس پر بڑا ہی ناز ہے عورتیں بھی بھدی یا بری شکل کی نہیں ہوتی - بلکہ عموماً خوب موٹی اور طاقتور ہوتی ہیں آگے کی طرف یہ ایک چمڑے کا ٹکڑا ڈالے رکھتی ہیں - اور پچھلی طرف گھوڑے کی طرح ایک عارضی دُم - ان کے بال چھوٹے ہوتے ہیں جن پر سرخ مٹی اور چربی رکھتی ہیں - مذہب یہ جانتے ہی نہیں کس چیز کا نام ہے بلکہ ان میں ایسے وہم یا ضعیف الاعتقادیاں بھی نہیں کہ جن سے ان کے مذہب کا خیال پیدا ہو سکتا ہے اگرچہ یہ لوگ اخلاق سے بے بہرہ اور کثرت ازدواج کے حامی ہیں تاہم خوب محنتی کاریگر ہیں - ان کے ہتھوڑے اور آہرن وغیرہ کے ہوتے ہیں لیکن ان میں اچھے اچھے کاریگر موجود ہیں +

ڈنکل لینے آفد یہ لوگ ابی سینیا کے مشرق میں آباد ہیں - اور بحیرہ احمر تک پھیلے ہوئے ہیں - اگرچہ یہ اپنے آپ کو عرب کہتے ہیں اور بہت حد تک ان میں ملے ہوئے بھی ہیں - لیکن ہمدانی زبان بولتے ہیں - اور کئی صورتوں میں گیلا نہ اور سومالی لوگوں سے ملتے جلتے ہیں گو یہ اپنا مذہب دین اسلام بتاتے ہیں - لیکن تاہم ان میں بت پرستوں کے عقاید توہمات رائج ہیں - ان کی بناوٹ بہت اچھی ہوتی ہے - اور عورتیں جو بے نقاب رہتی ہیں بہت ہی خوبصورت ہوتی ہیں - لیکن پچھلی عمر میں جا کر گھر سے باہر کام کرنے کی وجہ سے اور نیز گرمی اور خشک آب و ہوا کے باعث یہ اپنی خوبصورتی جلدی زائل کر دیتی ہیں کیا مرد اور کیا عورت ایک واسکٹ مختلف رنگ کے کپڑوں سے بنی ہوتی ہیں پہنے ہیں - علاوہ اس واسکٹ کے ان کا ایک چوغہ بھی ہوتا ہے اور بعض کندھوں پر کسی جانور کی کھال بھی ڈالے رکھتے ہیں - مرد کی ٹوپی میں پہلے کسی معمولی جانور کا پر ہوتا ہے مگر جب اپنے کسی دشمن کو اپنے ہاتھ سے مار لیتے ہیں تو یہ شتر مرغ کے پر سر پر لگا لیتے ہیں - اس قوم کے بیشمار فرقے ذرا سی بات پر علیحدہ ہو جاتے ہیں اور ذرا اسی بات پر پھر آملتے ہیں - سردار

ان لوگوں میں موروثی ہے۔ اور جس طرح ابی سینیا میں رواج ہے یہ لوگ بھی اپنے سردار کو راس کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ سردار کثرت رائے سے متنازعہ امورات کا فیصلہ کرتا ہے۔ ان سرداروں کی گذران زیادہ تر اس محصول پر ہے جو کہ یہ ان سوداگروں پر لگاتے ہیں جو ان کے ملک سے گذرتے ہیں۔ ان کے ملک سے گذرتے ہیں۔ ان قافلوں کی حفاظت وغیرہ بھی انہیں سرداروں کے متعلق ہوتی ہے گو کبھی جی چاہ جاتا ہے تو ان کو لوٹ بھی لیتے ہیں مگر بہت ہی شاذ و نادر۔ ان میں سے بعض جو پہلے سمندروں میں ڈاکہ زنی کرتے تھے اب ماہی گیری اور ملاحی کا کام کرنے لگ گئے ہیں۔ پہلے پہل انہیں لوگوں کے علاقوں میں بحیرہ قلزم پر اہل اطالیہ نے آکر بستیاں بنائیں تھیں

سومالی خط استوا کے نیچے دریائے جوبا کے دہانے۔ شمال کی طرف افریقہ کے نہایت مشرق میں تمام سومالی ہی سومالی آباد ہیں۔ جسم کے لحاظ سے یہ بھی نوع انسان کی ایک اچھی نسل ہے بعض لوگوں نے انہیں نہایت ہی قبول صورت بتایا ہے۔ ان کے بیضوی چہرے بلند فراخ پیشانی بھرے ہوئے ہونٹ۔ مضبوط باقاعدہ دانت اور روشن آنکھیں ہوتی ہیں۔ گیلاتہ کی طرح ان میں بھی بہت کچھ حبشی خون پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ بھورے رنگ کے ہوتے ہیں اور ان کے بال پیچدار ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہ بڑے لمبے لمبے بال بھی رکھ لیتے ہیں جو کندھوں پر پڑے رہتے ہیں۔ ان کے لباس میں عموماً ایک چوغہ بھی ہوتا ہے۔ جیسے یہ کندھوں پر پڑے رہتے ہیں

ان کے لباس میں عموماً ایک چوغہ بھی ہوتا ہے جیسے یہ کندھوں پر ڈالے رکھتے ہیں۔

یہ سومالی لوگ کئی ایک قوموں اور قبیلوں پر منقسم ہیں۔ لیکن چند ان قدر ضرورت نظر نہیں آتی کہ انہیں مفصل طور سے بیان کیا جائے۔ یہ لوگ بہت کچھ جنگجو اور متعصب مسلمان ہیں۔ اور قدیم سے اہل مصر کی طرح یہ بھی برچھیاں چھوٹی تلواریں اور ڈھالیں رکھتے ہیں۔ ان ہتھیاروں کو یہ لوگ چھوٹے چھوٹے

جھگڑون پر نکال لیتے ہیں۔ اگرچہ ان میں بہت سے شہروں اور قصبوں میں آباد ہیں مگر زیادہ تر یہ لوگ شبان پیشہ ہیں۔ ان میں سے کئی لوگ گڈریوں کا کام کرتے ہیں۔ اور کئی زمینداری +

تجارت سیر براہ۔ ذی الاجو یہاں کے بڑے دو بندرگاہ ہیں بحیرۂ قلزم پر واقعہ ہے اس جگہ مصر عرب اور ہندوستان کی کچھ تجارت ہوتی ہے۔ بڑی بڑی چیزیں جو یہاں سے باہر کو جاتی ہیں یہ ہیں۔ گوند۔ چمڑا شترمرغ کے پر اور گائی۔ یہاں کی بہت سی تجارت ہندوں کے ہاتھ میں ہے یہاں کی ایک اور بڑی طاقتور قوم ایسا ہے ان لوگوں کا پیشہ یا تو سوداگروں کی حفاظت ہے یا شتربانی۔ ان کی عورتیں ہمیشہ ساتھ رہتی ہیں جو عموماً بچوں کو کاندھوں پر بٹھائے رکھتی ہیں جن کا کام اونٹ چلانا۔ لکڑیاں لانا ہے +

زبان اور اخلاق سومالی لوگوں کی زبان گیلا اور ڈنکل کی طرح ہیمٹک ہے یہ لوگ بسیار گو۔ اور زود طبع ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے اخلاق کچھ اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ سر رچرڈ برٹن کہتے ہیں کہ یہاں کی عورتوں کی اولاد بہت ہوتی ہے۔ مگر بچوں پر سختی کرتی ہیں۔ اولاد نہ ان سے پیار کرتی ہے اور نہ ان کا ادب کرتی ہے +

شادی ان کے یہاں خانہ زاد بھائی بہنوں میں شادی نہیں ہوتی شادی اور جہیز کی بابت والدین پہلے فیصلہ کر لیتے ہیں۔ پہلی ملاقات میاں بیوی میں اس طرح ہوتی ہے کہ وہ خاندان سے مل جل جائیں کثرت ازدواج یہاں بہت ہے۔ اکثر والدین اپنی لڑکیوں کو فروخت کر دیتے ہیں طلاق عام ہے۔ بوسہ بازی یہ لوگ جانتے ہی نہیں۔ بچے برہنہ تن ادھر ادھر بھاگے پھرتے ہیں اور جیقدر انہیں مانگنے۔ چرانے اور ادھار لینے سے مل جائے کھا لیتے ہیں صحت کے لحاظ سے خوب تندرست توانا اور وجیہہ ہوتے ہیں +۔

سرداروں کی طرز زندگی

برٹن صاحب ان کی بابت اس طرح لکھتے ہیں۔ کہ جب اگر تم کسی سردار کے گھر میں جاؤ تو تمہیں ایک بڑا کمرہ ملیگا اس کمرہ میں چھوٹے چھوٹے دو پردہ لگے ہونگے جس سے یہ بڑا کمرہ تین حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے ایک حصہ میں تو عورتیں دوسرے میں مرد اور تیسرے میں مال مویشی رہتا ہے۔ گھوڑوں اور گدہوں کو رات کے وقت دروازہ کے بائیں طرف باندھ دیتے ہیں اس مکان میں پتھر یا مٹی کا ایک آتش دان ہوتا ہے جس کے دائیں طرف کل شادی شدہ عورتیں سوتی ہیں اور ان کے مرد بہت فاصلے پر جا کر دروازہ کے پاس بستر جماتے ہیں۔ گھروں کی چھتیں دہوئیں سے اس قدر سیاہ ہوتی ہیں کہ چمکنے لگ جاتی ہیں جب اندر بہت سا ناقابل برداشت دہواں جمع ہو جائے تو اسے گھر کی کے راستے نکال دیتے ہیں لیکن یہ کمتر ہوتا ہے کیونکہ وحشی لوگ چربی اور خاک کی طرح دہوئیں سے بھی گرم رہتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑا لطف اٹھاتے ہیں اسی طرح ان لوگوں کا آرائشی سامان بھی بڑا ہی مختصر اور سادہ ہوتا ہے۔ گھر کے اندر ایک درخت کھڑا ہوتا ہے جس پر بہت سی شاخیں میخوں سے جڑی ہوئی ہیں اس پر ڈھالیں لٹکائی جاتی ہیں اور مختلف قسم کے لکڑی کے ٹکڑوں پر جو کہ چھت کے درمیانی پائے اور دوسرے اطراف سے آگے بڑھے ہوتے ہیں کپڑے وغیرہ لٹکاتے جاتے ہیں ان میں اکثر دیمک لگ جاتی ہے۔ کالی مٹی کے سیراں کے بنے ہوئے چاء کے پیالے اور گہری لکڑی کی طشتریاں اور اسی عمدہ کھلائے ہوئے چمچہ ان کا کل آرائشی اور استعمالی سامان ہے۔

بہت دن چڑھے گھر کی عورتیں خود جاگ کر نوکروں کو جگاتی ہیں اور آگ جلا کر صبح کا کھانا پکاتی ہیں۔ قریباً ساڑھے سات سیر کی ایک صاف سل ہوتی ہے جس پر دونوں ہاتھوں سے قریباً چھ انچ قطر کے بیلنا سے خوب زور سے روٹی بیلی جاتی ہے بیلن چلاتے وقت اس روٹی پر پانی چھڑکتے

رہنے ہین تاکہ اچھی طرح پس کر روٹی تیار ہو جاے - پھر اس کو چولھے مین رکھ دیتے ہین اس طرح کئی گھنٹون مین چند سیر کی روٹی تیار ہو جاتی ہے۔

صبح کے چھ بجے ناشتہ کرتے ہین جس مین گاے کے گوشت کے بھنے ہوئے کباب اور کچھ شوربے مین بھیگی ہوئی جوار کی روٹی ہوتی ہے - بہت تھوڑے آدمی اچھی طرح مُنہ وغیرہ دہوتے ہین نان کہاتے سے پہلے مسواک ضرور کر لیتے ہین *

خوراک کے بعد کہانے کے بعد یا دہوپ مین لیٹ جاتے ہین یا ٹہلنے لگ جاتے ہین اور بعض لوگ جانورون کو باہر لے جاتے ہین اور گیارہ بجے تک (جو کہ ون کے کہانے کا وقت ہوتا ہے) باہر رہتے ہین - کہانے مین زیادہ امتیاز نہین ہوتا - صرف مچھلی اور ایک قسم کا غلہ ہی ہے مرغ کے گوشت سے یہ لوگ بہت نفرت کرتے ہین - اور سبزی ترکاری کو صرف جانورون کی خوراک جانتے ہین - دن کے وقت کوئی خلوت نہین ہوتی - عورتین مرد اور بچے سب ملے رہتے ہین - تمام دن لونڈیان پیسنے پکاتے اور جھگڑنے مین لگی رہتی ہین - مرد سوائے حقہ نوشی اور یاوہ سرائی کے اور کچھ نہین کرتے سان یا بال بنانے والون سے بال اور ٹوپیان بنواتے رہتے ہین - شام کے وقت خود بخود گھوڑے اپنے تھانون پر اور گائین دہانے کے لئے گھرون مین آجاتی ہین دودھ وغیرہ سے فرصت پاکر سب لوگ رات کے کہانے پر بیٹھ جاتے ہین سوبالی لوگ سوتے بہت کم ہین اور تمام رات خوش گپی شراب نوشی اور لکڑیان جلانے مین بسر کرتے ہین *

ہرار کی طرف برٹن صاحب کا سفر ۵۵-۱۸۵۴ء مین برٹن صاحب نے یہان کا سفر کیا یہ ایک بڑا جان جوکھون کا کام تھا اگرچہ یہ جگہ بیربراہ سے صرف دو سو میل ہی کے فاصلہ پر تھی - مگر کسی یورپین نے یہان جانے کی جرأت نہ کی تھی - یہان کے لوگون کی اکثر شادیاں سمنیا سے لڑائیان رہین سولھوین صدی ہین تو

ایک دفعہ انہوں نے اُس کا تھوڑا سا علاقہ فتح بھی کر لیا تھا۔ ہرار کے آج کل کے شہر کے گرد ایک بدنما سی چار دیواری بنی ہوئی ہے بازار تنگ جابجا کوڑے کرکٹ کے ڈھیر اور دُبلے پتلے کتوں کے جھول نظر آتے ہیں۔ یہاں کے گھر دو منزلے ہوتے ہیں جن کی چھتیں چپٹی ہوتی ہیں۔ دروازوں کے طاق صرف ایک تختہ کے ہوتے ہیں۔ ہوا کی آمد و رفت اور روشنی کے لئے فرش سے بہت اونچے جاکر روشن دانوں کی جگہ بڑے بڑے سوراخ بنے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے گھروں میں عورتوں کیواسطے علیحدہ کمرے ہوتے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے اس کو متبرک جگہ بنا دیا ہے کیونکہ یہاں انہوں نے بہت سی مسجدیں اور ان میں گورستان بنائے ہوئے ہیں۔ ہراری زبان میں بہت سے شیخ و علما یہاں اسلامی تعلیم دیتے ہیں ٭

ہراری یہ لوگ بہت ملے جُلے ہیں۔ بیماری نے ان کی حالت خراب کر دی ہے زرد بھورے رنگ چھوٹے بھدے بال بے ڈھنگی اور بے ڈول اعضا کی وجہ سے بڑے ہی بدنما معلوم ہوتے ہیں ان کے لباس مختلف قسم کے ہیں۔ اوسط درجہ کے لوگ چوغوں کے نیچے کرتے پہنتے ہیں اور سردار لوگ سفید سوتی کپڑے کا پاجامہ عورتیں مردوں کی نسبت تعداد میں زیادہ ہیں ان کے سر چھوٹے ہوتے ہیں یہ نیلے اور بھورے رنگ کی چھوٹے استینوں کی قمیصیں پہنتی ہیں۔ اعلےٰ درجہ کی عورتیں باہر جاتے ہوئے سر پر ایک نیلے رنگ کی چادر ڈال لیتی ہیں نقاب بہت کم ہوتا ہے سر میں مانگ نکال کر دونوں طرف دو زلفیں لٹکا لیتی ہیں جن میں نیلے رنگ کے فیتے ڈالے جاتے ہیں یہ فیتے ٹھوڑی کے نیچے آکر ملے ہوئے ہوتے ہیں نوجوان لڑکیاں سر کے پیچھے جوڑا باندھتی ہیں۔ اور چھوٹے سے بالوں کی زلفیں بناکر کندھوں پر چھوڑے رکھتی ہیں۔ چاندی کے زیور صرف اعلےٰ درجہ کے لوگ پہنتے ہیں۔ کان سومالی بالوں یا مرجان

سے گردن انہیں کی ہارون سے اور کہنی سے لے کر کلائی تک کا حصہ
سنگوں کی چوڑیوں سے جو کہ مغربی ہندوستان مین تیار ہوتی ہین آراستہ ہوتا ہے
سینہ پر ستارون کی شکلیں گدی ہوتی ہین اکثر وہیں سیاہی لگا کر انہیں بڑا کرلیتی
ہین اور آنکھوں مین سرمہ اور ہاتھوں مین مہندی لگاتی ہین عورتین جن کی آواز
کرخت ہوتی ہے۔ کپڑا بنتی ہین اور چرخہ کاتتی ہین پانی لانا بھی ان ہی کا کام ہے
اور باغبانی بھی ہے +

باغبانی کرتی ہین اور بازارون مین بیٹھ کر سودا بیچتی ہین ۔ تمباکو پیتے ہین
زیادہ وقت ضایع کرتی ہین اور اکثر بدچلنی کی وجہ سے ان کو سرعام کوڑے
لگائے جاتے ہین ۔ شراب نوشی تمام لوگون مین رائج ہے ۔ شہر مین
سومالی لوگ بالکل غلام خیال کئے جاتے ہین ۔ اور گیلانہ کے لوگ ملک
بھر مین شہر کے دروازوں تک قابض ہین +

تجارت } ہرار ہر حال مین ایک تجارتی شہر ہے ۔ جو گدھے یہان
سے لدے ہوئے گذرتے ہین ان پر محصول لیا جاتا ہے
یہان کی کافی اول درجہ کی ہوتی ہے اور تمباکو بھی خاصہ ہوتا ہے ۔ یہان
کے سوتی چوغہ بڑے پائدار اور ریشم کی طرح ملائم ہوتے ہین +

فرنیچر } یعنے سامان آرائشی ۔ ہرار کے گھرون کا آرائشی سامان نہایت
ہی سادہ ہوتا ہے ۔ چند ایک کھالیں بہت ہی کم ایرانی قالین
مونڈھے وکھردری چٹایان سومالی تکئے لکڑی کے چمچے اور گھاس سے
ڈھکے ہوئے پیالے جن پر سُرخ سُرخ داغ سے لگے ہوتے ہیں اور
چاقو سے خوب صفائی کئے ہوتے ہین یہ ان کا آرائشی سامان ہے بڑے
کدوؤں کو اندر سے صاف کر کے پیالوں بوتلوں چمچون وغیرہ کے کام لاتے
ہین ۔ گوشت یہان بہت کھایا جاتا ہے زیادہ تر گائے بکری اور مرغی
کا گوشت کھاتے ہین + ۔

سوکوٹرن یہ جزیرہ راس گارڈافوئی کے مشرق کیطرف ایک سو پچاس میل کے فاصلے پر واقعہ ہے ۱۸۸۶ء میں انگریزوں نے اِسے اپنے علاقہ میں شامل کرلیا تھا - یہاں اہل افریقہ اور عرب کی ملی جلی آبادی ہے - یہ پہلے نیٹوریں عیسائی تھے مگر اب بہت کچھ ایمان کھو دیا ہے ان میں اکثر چاند کی پرستش بھی ہوتی ہے +

فصل (۵)

دیگنڈا اور مشرقی سوڈانی لوگ

دی گنڈا اس فصل میں ہم نیم نیم و میگنڈا اور ان سوڈانی لوگوں کا ذکر کرینگے جو سلطنت مصر کے زیر تخت رہ چکے ہیں اول الذکر شمال - شمال مشرق اور جھیل وکٹوریہ نینزا کے مغرب میں رہتے تھے اس میں کلام نہیں کہ یوگنڈا کے لوگوں نے شاہ مٹیسا کے زیر عنان ہوکر وسط افریقہ میں بہت کچھ شہرت حاصل کی خط استوا علاقہ یوگنڈا کو قریباً پورے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے - یہ خطہ بڑا زرخیز ہے - بنا یہاں کثرت سے ہوتا ہے - کوئی مہینہ ایسا نہیں گذرتا جس میں ایک آدھ دفعہ بارش نہیں ہو رہتی اور چونکہ یہ جگہ پانچ چھ ہزار فٹ تک بلند ہے یہاں کی آب و ہوا بھی بہت اچھی ہے اور بمقابلہ دوسری جگہوں کے زیادہ خوشگوار ہے - تمام ملک میں سڑکیں بنی ہوئی ہیں جن کا نہایت اچھی طرح خیال رکھا جاتا ہے - علاوہ سڑکوں کے پل اور بدروئیں بھی جابجا پائی جاتی ہیں مسٹر ولسن اور فیلکسن نے اپنی کتاب "یوگنڈا" اور "مصری سوڈان" میں ان کا نہایت دلچسپ حال لکھا ہے +

جسمانی حالت اس ملک میں دی گنڈا نسل آباد ہے یہ لوگ حبشی ہیں ان کے چھوٹے چھوٹے اونی بال ہوتے ہیں

مرد میانہ قد سے ذرا نکلتے ہوئے اور خوب موٹے تازے اور جسیم ہوتے ہیں۔ عورتیں شباب میں چنداں بُری نہیں ہوتیں ان کے ہاتھ پاؤں بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ انہیں لوگوں میں ایک اور نسل کے لوگ آباد ہیں جنہیں وہوما کہتے ہیں یہ لوگ شبان پیشہ ہیں اور غالباً یا تو ابی سینا کے اصلی باشندے ہیں یا قوم گیلاز سے ملتے ہیں۔ یہ لوگ دراز قد قبول صورت اور بیضوی شکل کے ہوتے ہیں۔ ہونٹ پتلے اور ناک سیدھی ہوتی ہے تنہائی بہت پسند کرتے ہیں اور اپنی ہی زبان بولتے ہیں۔ دربار میں بہت سے سفید رنگ کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ پست قد کے لوگ بھی یہاں بہت ہوتے ہیں۔ شاہی دربار میں ان کیلئے خاص رعائتیں مد نظر رکھی جاتی ہیں ۔

عورتوں کی کثرت

اوگنڈا میں شاید کل پچاس لاکھ کی آبادی ہوگی مسٹر ولسن نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ یہاں کے آبادی میں ساڑھے تین حصہ کے قریب عورتین ہی ہیں۔ بقول ان کے اسقدر تعداد عورتوں کی کہین بھی نہیں پائی جاتی اس کی وجہ کثرت ازدواج پر خوفناک لڑائیاں ہیں بہت سے لوگ جوان لڑائیون میں مارے جاتے ہیں۔ فاتح مفتوحہ قوم کی عورتین عقد میں لانے کی غرض سے ان کے خاوندوں کو مار ڈالتے ہیں ۔

لباس

یوگنڈا قوم کے لوگ لباس کے بڑے ہی پابند ہیں جب باہر نکلتے ہیں تو پوری طرح کپڑے پہن کر۔ قومی لباس مجبگو لیئے درخت کی چھال کا بنا ہوا کپڑا ہے۔ یہ لوگ اسے چوغہ کی طرح پہنتے ہیں اور کندھوں پر گرہ دے لیتے ہیں۔ بازوؤں کو بالکل برہنہ رہنے دیتے ہیں۔ عورتین بغلوں کے نیچے خوب زور سے کپڑا باندھتی ہیں۔ بہت لوگ پگڑی یا رومال

یعنی سروں پر باندھتے ہیں ۔ ان کی جوتی بھینسے کی کہال کی ہوتی ہے بڑے بڑے سردار اس چھال کے بنے ہوئے کپڑے پر بعض اوقات ایک بڑا ریشمی چوغہ بھی اوڑھ لیتے ہیں یہاں اہل عرب اور روم کا بہت سا لباس مثلاً حفتاں (ایک قسم کا چوغہ) پاجامہ - جراب وغیرہ بھی آج کل یہاں حقیقی سے مروج ہوتا جاتا ہے ÷

پیشہ } لڑائی یہاں ایک سب سے ضروری چیز ہے ۔ اوگنڈا قوم ایک درجہ کی اسلاح بند قوم ہے ۔ لمبی برچھی - ہلکی لکڑی کی ڈھال - کمان اور تیر - ان لوگوں کے ہتھیار ہیں ۔ علاوہ ان کے پرانے نمونہ کی کسی قدر بندوقیں بھی ان کے پاس موجود ہیں ۔ کھیتی باڑی کے لیے جو یہ اوزار برتتے ہیں وہ ایک عجیب نمونہ کے ہوتے ہیں ۔ دل کی شکل کا ایک لوہے کا ٹکڑا ہوتا ہے جسے یہ ایک تین فٹ لمبے مڑے ہوئے لکڑی کے دستے سے باندھ لیتے ہیں ۔ ان کے کلہاڑے دو قسم کے ہوتے ہیں اور دو ہی قسم کے چاقو ایک تو لمبے اور دوسرے مڑے ہوئے ÷

خوراک } زیادہ تر ان کی خوراک ساگ پات سے بنا کے بڑے ہی راغب ہیں ۔ اس سے اتر کر شکر قندی بہت کہاتے ہیں ۔ گوشت صرف متمول لوگ ہی کہاتے ہیں اوگنڈا نامی قوم کھانے پکانے میں بڑے ہی سادہ قسم کے باورچی ہیں ۔ پہلے برتن میں پانی ڈال دیتے ہیں پھر اس پر بنا کے پتے رکھ دیتے ہیں اور اس طرح بھاپ سے انہیں ابال لیتے ہیں گوشت پکانے کے بھی دو ہی طریق ہیں ایک تو یہ کہ معمولی طور سے پکا لیتے ہیں اور دوسرے یہ کہ بنا کے پتوں میں اسے رکھ کر ابال لیتے ہیں ÷

کھانا کھانے کا طریق } سردار اور اعلیٰ درجہ کے لوگ عموماً اپنے کنبہ اور معزز غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کہانے

ہیں۔ ایک بڑی جھونپڑی کے درمیان میں بنا کے پتے بچھا دیتے ہیں۔ اس پر کھانا چُنا جاتا ہے سب کے سب اس کمرہ میں آکر ایک دائرہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کھانا کھانے سے پہلے یہ لوگ یا تو پانی سے ہاتھ دھوتے ہیں یا صرف رومال سے پونچھ لیتے ہیں۔ کھانے کے بعد پھر دھوتے ہیں اس کے بعد کافی کے پیالے اور حقہ وغیرہ آجاتے ہیں۔ ویگنڈا نامی لوگ کھاتے کے درمیان شراب نہیں پیتے البتہ بعد میں پانی کے بڑے بڑے گھونٹ یا کیلے کی بنی ہوئی شراب ضرور پیتے ہیں۔ جزیرہ اور ساحل کے باشندے کثرت سے ماہی گیر ہیں ؞

گھر } اوگنڈا کے مکانات اکثر حبشیوں کے گھروں کی نسبت اچھے ہوتے ہیں۔ بعض تو بہت ہی بڑے بڑے ہوتے ہیں جن کے گرد لمبی گھاس کی باڑ لگی ہوتی ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ احاطہ کا دروازہ صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ گھر یا گول ہوتے ہیں یا گنبد دار۔ اور چونکہ ان میں کوئی کھڑکی نہیں ہوتی اس لیے سخت تاریک ہوتے ہیں۔ اور دھوئیں سے کالے پڑ جاتے ہیں۔ بڑے بڑے سرداروں کے ہاں سونے۔ رہنے۔ کھانا پکانے کے لیے علیحدہ علیحدہ جھونپڑیاں ہوتی ہیں۔ شاہی محل نہایت ہی وسیع ہوتا ہے جس کا عرض قریباً ۹۰ فٹ کا ہوتا ہے ؞

محنت مشقت } ویگنڈا میں ایک قسم کی دستکاری بہت ہوتی ہے۔ یہ لوگ صاف اور کھردرے دونوں طرح کے برتن بناتے ہیں۔ پہلی قسم یعنے صاف چیزوں سے پیالہ اور تمباکو نوشی کے پایپ بناتے ہیں۔ بڑا بانکپن ان میں یہ ہے کہ ہلکی ہلکی پیہ کرنے کی چھڑی رکھی جاتی ہے جیسے صرف دس برس سے بڑی عمر والا لیجا سکتا ہے کپڑوں اور جوتیوں کے لئے چمڑے کو بڑی اچھی طرح سے کمایا جاتا ہے ؞

عادات اور رسوم } ویگنڈا نامی لوگ شائستگی اور ناشائستگی کا عجیب مرکب ہیں۔ یہ لوگ غسل اکثر کرتے ہیں۔ اور بدن پر گھی بھی

چربی یا تیل وغیرہ نہیں ملتے۔ لیکن کئی مرتبہ کھاتے ہیں۔ بہت لوگ ڈاڑھی رکھتے ہیں۔ لیکن برعکس بہت سی حبشی قوموں کے بال کسی خاص وضع کے شاذونادر بناتے ہیں۔ بلکہ عموماً منڈوا چھوڑتے ہیں جسم گودنے کا طریق ان میں بالکل ہی نہیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ ناک کان اور ہونٹ وغیرہ کے پھیلانے کی ممانعت ہو بلکہ اس کے واسطے موت کی سزا ہے +

شادی کی بیویاں خریدی جاتی ہیں اور شادی کا غذ بھی کچھ ایسا مضبوط نہیں ہوتا بیوی کی عام قیمت یا تو تین چار بیل۔ یا چھ بیسے کی سوئیاں یا لوٹیوں کا ایک چھوٹا سا صندوق ہوتا ہے سرداروں کو لکڑی کے صندوق میں رکھکر دفناتے ہیں اور غلاموں کی لاش کو صرف جھاڑیوں میں پھینک دیتے ہیں۔ جنہیں وحشی جانور آکر کھا جاتے ہیں۔ باپ کی موت پھر جائداد لڑکوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ اور باپ کی تمام بیویاں سوائے اصلی ماں کے بڑے بیٹے کی بیویاں شمار ہوتی ہیں +۔

بردہ فروشی کی بدقسمتی سے اوگنڈا میں بردہ فروشی کی بڑی بھاری تجارت ہے۔ عربی سوداگر نوع انسان اور ہاتھی دانت کے بدلے میں انہیں بندوقیں۔ بارود بلور کے منکے اور کپڑے وغیرہ دے جاتے ہیں مگر آئے دن ہاتھی دانت گھٹتا جا رہا ہے۔ نقدی کا دستور ان میں بالکل جاری نہیں صرف تبادلہ کا طریق مروج ہے۔ چار گز کوری دھوتی کا ان میں ایک معیار قائم ہے۔ اور دو ایسی دھوتی سے ایک گائے خریدی جاتی ہے سو کوڑیوں کی ایک لڑی کریانہ کی ایک ادنے قسم ہے +

طرز حکومت کی اوگنڈا کی حکومت جاگیرداری کے ایک نمونہ پر ہے۔ بادشاہ پورا با اختیار نہیں ہوتا بلکہ اس کو ایک کونسل کی صلاح لینی پڑتی ہے۔ اس کونسل میں تین بڑے بڑے سردار ہوتے ہیں جو عملی طور پر ملک کے مالک خیال کئے جاتے ہیں۔ تصفیہ اتفاق رائے

سے ہوتا ہے ؎

لیکن جب کبھی اُن میں اختلاف ہو جائے۔ تو پھر چھوٹے درجہ کی کونسل اور دوسرے رائے دہندگان مشورہ کے لئے طلب ہوتے ہیں۔ پادشاہ کے مرنے پر یہ تینوں سردار متوفی بادشاہ کی اولاد میں سے کسی کو انتخاب کرتے ہیں۔ مگر عموماً چھوٹی عمر کا لڑکا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ ان کا رعب داب قایم رہے۔ اگر ان تینوں میں اس انتخاب کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور فتح مند فریق کا انتخاب بحال رہتا ہے۔ جب تک یہ بادشاہ بالغ نہ ہو جائے اس کے تمام بھائی قید میں رکھے جاتے ہیں۔ اور بالغ ہونے پر سب کے سب سوائے دو تین کے جو کہ گدی کو قایم رکھ سکتے ہیں جلائے جاتے ہیں۔ عدالت کے تمام کام انہیں سرداروں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ مگر یہاں کوئی تحریری قانون نہیں صرف روایت پر ہی دارومدار رہے

شاہ مٹیسا اوگنڈہ کے بادشاہ خصوصیت سے دہوما قوم سے ہوتے ہیں۔ اور اگرچہ اس میٹسا کی رگوں میں حبشی خون ہی تھا لیکن اس نے اپنی رعایا کی نسبت اپنے آپ کو بہت ممتاز کیا ہے۔ میٹسا ایک بڑا بلند نظر آدمی تھا۔ اس نے تمام یورپیوں کو جن سے کہ اسے کچھ نہ کچھ خاص کرتوبین دستیاب ہو سکتی تھیں اپنے دربار میں داخل کر لیا۔ ولسن صاحب لکھتے ہیں۔ یہ شخص دنیا بھر میں ایک ہی آدمی ہے جیسا چاہیے۔ ایسا خلیق اور شریف بن جاتا ہے جیسے ہمارے امرا یہ اہم مضامین میں بڑی دلچسپی لیتا ہے اور گھنٹوں علم الٰہی۔ فلسفہ۔ اور سیاست مدن پر بحث کر سکتا ہے۔ لیکن یہ دل کا بڑا ہی ہلکا ہے۔ دو دن بھی ایک بات پر قایم نہیں رہ سکتا۔ ہمیشہ بچوں کی طرح یہی چاہتا ہے کہ ہر وقت کوئی نئی چیز سامنے رہے۔ ضعیف الاعتقاد پرلے درجے کا ہے۔ اور اگر اسے خواب میں کوئی دیوی یا دیوتا نظر آجائے تو اسے نہایت بدشگون خیال کرتا ہے

ور اسے خوش کرنے کے لئے کئی ایک انسانی قربانیاں دی جاتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو سینکڑوں تک پھر نوبت پہنچ آجاتی ہے۔" ایک دفعہ اس بادشاہ نے دین اسلام قبول کرنا چاہا۔ مگر پھیر فوراً عیسایوں کی طرف راغب ہو گیا پہلے فرقہ پراٹیسٹنٹ کو پسند کرنے لگا۔ پھر رومن کیتھولک کا حامی ہو گیا بہرحال عیسائی دین نے اوگنڈا میں بہت کچھ ترقی کی ہے۔ چنانچہ یہاں ایک مطبع قایم ہو گیا ہے۔ جس سے عہد نامہ جدید۔ زبور۔ دعائیں وغیرہ چھاپ کر دیسی زبان میں تقسیم کیجاتی ہیں۔ تعلیم بھی ان میں جاری ہو گئی ہے۔ چنانچہ ہر ایک جگہ بچے پڑھتے دکھائی دیتے ہیں +

شاہ ایم وتیگا ۱۸۸۴ء کے خاتمہ کے قریب یہ بادشاہ مر گیا۔ اس کی موت پر لوٹ مار اور کشت وخون نہیں ہوا۔ اور نہ نئے بادشاہ کے ایم وتیگا کے بھائی ہی قتل کئے گئے۔ لیکن یہ وتیگا نہایت ہی بودا بادشاہ نکلا۔ بڑا ہی نخوت پسند زانی زود رنج اور ضعیف الاعتقاد ثابت ہوا۔ بلکہ اس نے پرانے عقاید والے سرداروں کے کہنے میں آکر عیسایوں پر حملہ شروع کر دیئے۔ ان سرداروں نے اسے یہ پٹی پڑھائی کہ یہ گورے رنگ کے لوگ تیری سلطنت چھیننے کی غرض سے آئے ہیں۔ چنانچہ کئی ایک نو مرید عیسائی جو کہ وہ پکڑ سکا ہے۔ سے قتل کر دیئے گئے۔ ۱۸۸۵ء کا حادثہ جو بشپ ہنیگ ٹن اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا۔ لوگوں کو ابھی تک یاد ہے +

سزائیں ایسی حالات میں یہ کچھ عجیب نہیں کہ وہی گنڈا میں موت کی کئی ایک سزائیں ہیں۔ مثلاً قتل پھانسی اور کبھی بدن کے حصہ سے مرتے دم تک خون نکلتے رہنا وغیرہ۔ چوری کی سزا اکثر یہی کہ مجرم کے ہاتھ۔ کان یا ناک کاٹ دیتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے جرایم کے واسطے کاٹھ مارنے کی سزائیں ہیں +

لشکری اور سپری فوج ۔ اوگنڈا کو اپنی فوج پر بڑا فخر ہے۔ ۱۹۱

ہے بھی در حقیقت ٹھیک - ہر ایک آدمی جس مین کافی طاقت ہو بھرتی کیا جاتا ہے۔ چنانچہ منٹون مین فوج تیار ہو سکتی ہے۔ جنگ کے وقت صرف کمر کے گرد کپڑا لپیٹے ہین تاکہ دشمن ڈر جائے چہرون پر سفیدہ اکھ مل لیتے ہین - چونکہ یہ لوگ ایک بڑی جھیل کے گرد آباد ہین اُن لوگون مین بحری لیاقت بھی بہت کچھ موجود ہے - لڑائی کے لئے ان کے پاس بڑی ڈونگیان ہوتی ہین - اور ایک ایک مین قریب چالیس چالیس آدمی بیٹھ سکتے ہین +

مذہب دیگر نڈ اقوام بلا پابندی اسلامی اور عیسائی دین کے مذہبی لحاظ سے کئی ایک افریقہ کی قومون سے اونچے درجے پر ہے یہ لوگ نہ تو بت بناتے ہی ہین اور نہ اُن کی پرستش کرتے ہین - ایک خالق کو مانتے ہین جس کا نام انہون نے کاٹونڈا رکھا ہوا ہے - لیکن لطف یہ ہے کہ عبادت اس کی بھی نہین کرتے - ان کا خیال ہے کہ یہ چونکہ طاقت اجل رکھتا ہے اس لئے ممکن نہین کہ مخلوق کی طرف توجہ کرے - لیکن چھوٹے چھوٹے دیوتاؤن اور روحون مثلاً "موکوسوجو کہ جھیل نے انیزا کا دیوتا ہے ضرور پوجتے ہین - ان کی نسبت ان کا یہ عقیدہ ہے - کہ بعض دفعہ اس کی طاقت کسی مرد یا عورت مین داخل ہو جاتی ہے اور پھر اس میں انسانی طاقت سے ایک اعلے درجہ کی طاقت آموجود ہوتی ہے - اس شخص کی بڑی قدر و منزلت ہوتی ہے - جنگ کے دیوتاؤن مثلاً رجی اوکا - بی رو ڈا وغیرہ کی بھی پرستش کرتے ہین - اس کی نسبت ان کا یہ عقیدہ ہے - کہ اس کی طاقت کسی خاص درخت مین آداخل ہوتی ہے - جس کے آگے لڑائی مین جانے سے پہلے یہ لوگ زندہ جانور چڑھاتے ہین - یہ جانور سالکان درخت کا حصہ تصور ہوتے ہین کئی ایک دوسری قدرتی طاقتون دریائی دیوتاؤن اور سلاطین سلف کی بھی پرستش ہوتی ہے - بہت سی ضعیف الاعتقادیان بھی ان مین مروج ہین کئی ایک قسم کے تعویذ حکیم لوگ فروخت کرتے ہین - عامل بھی ہوتے ہین جن

کا یہ دعوے ہے کہ وہ پیشین گوئی اور امراض کا علاج کر سکتے ہیں مینہ برسا
اور ہوا چلا سکتے اور چوری کا مال بال برآمد کرا سکتے ہیں ÷

تفریحات دیگنڈا اقوام ہیں کئی ایک قسم کے دل بھلاؤ کے سامان
ہیں جن میں ناچ - راگ اور کشتی وغیرہ شامل ہے - ناچ
جس میں مرد اور عورتیں علیحدہ علیحدہ تلپتے ہیں دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک
تو وہ جس میں لوگ ہر ایک پیٹھے کو رگڑتے ہیں جس طرح کہ مرگی والا کرتا ہے
اور دوسرا ناچ یورپین طریق کا ہے - گانے والے پیشہ ور ہوتے ہیں ان کے
پاس ایک سارنگی ہوتی ہے گاتے ساتھ جوڑتے جاتے ہیں - علاوہ اس کے
ان کا باجہ بجانے والے بھی ہوتے ہیں - اور علاوہ ان سازوں کے ایک
ڈھولک ہوتی ہے ÷

زبان ڈاکٹر بلیک کہتے ہیں کہ ان زبان بنٹو ہے جو کہ جنوبی افریقہ کے
گروہ کی ہے - ان کی گردان شروع کے الفاظ سے ہوتی ہے
مشرقی ساحل کی کس واہیلی زبان بھی بہت لوگ جانتے ہیں ÷

متضاد خصائل یہ ذرا کسی قدر مشکل سے خیال میں آسکتا ہے
کہ یہ لوگ ایک ہی وقت میں ایسے نیک اور
ایسے بد کیونکر ہو سکتے ہیں - یعنی ایک طرف تو بہادر جنگجو اور دوسری طرف
کاہل وجود اور سست - ایک طرف مہمان نواز - صاحب اخلاص نیک منش
تابعدار غلام اور دوسری طرف ہوشیار جھوٹے اور چوری پیشہ - اور انسانی
زندگی کی کچھ حقیقت نہ سمجھیں - علاوہ ازیں یورپین اشیائی کی تقلید کرنے میں
پورے ماہر - زبان سیکھنے میں ہوشیار - گنتی کرنے میں لائق دیکھو کہ پہلا
کام جو وہ کتاب لے کر کرتے ہیں یہی ہوتا ہے کہ اس کے صفحے گنتے ہیں) اور ساتھ
ہی اس کے یورپین قوم کی تمام بدیوں اور بیماریوں کے شکار ہیں ہم اس
سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ لائق ہیں کیونکہ باوجود اسقدر لڑائیوں اور ہر ج

فروشی کے وہ ابھی تک باقی ہیں - اور جیسے کہ مسٹر ولسن خیال کرتے ہیں ہر ایک شخص امید کر سکتا ہے کہ باوجود اسقدر بری باتون کے پھر یہ قوم تمام قرب وجوار کی قوموں کی شائستگی کا مرکز بن سکتی ہے ؎

دیبترو لوگ دیبگنڈا کے شمال کی طرف دیبترو نامی ایک اور قوم آباد ہے - یہ لوگ کسی قدر کم مشہور ہیں - یون تو وہ حبشی ہیں - لیکن اسقدر سیاہ فام نہیں بلکہ مزید بران ان مین کئی ایک ہلکے بھورے رنگ کے لوگ بھی شامل ہیں - اور اگرچہ ان کے گھرون مین تمام جالا لگا ہوتا ہے تاہم مسٹر فیلکس ان کی صفائی اور غسل کی بابت نہایت عمدہ حال تحریر کرتے ہین ان لوگوں مین چوری کی بڑی عادت ہوتی ہے - یہ لوگ کسی قدر مکار اور فریبی بھی ہوتے ہیں - لاش کو بغیر کفن کے دفنا دیتے ہیں ؎

جھونپڑی کے دروازے کی داہنی طرف تو عورتون اور بائین طرف مردون کی قبرین ہوتی ہیں - یہ لوگ اوتنا ہی کپڑا پہنتے ہیں - جتنا کہ ویگنڈا قوم پہنتی ہے - مرد صرف کھال وغیرہ اوڑھتے ہیں لڑکیان جب تک کہ ان کی شادی نہ ہولے برہنہ رہتی ہیں ہاں شادی کے بعد چھال کے کپڑے پہنتی ہیں - ایک لحاظ سے یہ لوگ دیگنڈا کی نسبت نہایت کمتر درجہ پہ ہین ان لوگون مین کچھ لوگ شبان پیشہ ہیں اس فرقہ کو لوگو کہتے ہیں - ممکن ہے کہ کہ یہ لوگ دہوپا نامی قوم سے ہون - یہ لوگ کسی کے ماتحت نہیں - ان کی زبان گنگالا ہے - ان مین عورتین بڑی خوبصورت ہوتی ہین اور یہ بڑی حیرانی کی بات کہ عورتین یون تو ہمروپا برہنہ ہوتی ہین لیکن زیور سے تمام لدی رہتی ہیں - ان کے زیور گھونگون سیپ وغیرہ کے بنے ہوتے ہین علاوہ ان زیورات کے چھلے بازوبند کمربند بھی پہنتی ہین بالون کو بڑا لمبا کر رکھتی ہیں زلفین بنا کر ان مین گوندلیتی ہیں - اور ان کے اوپر جانورون کے پر لگا رکھتی ہیں ؎

اکا جھیل البرٹ نی انیزا کے شمال مغرب میں ایک بڑی عجیب قوم آباد ہے۔ ان کی نسبت ڈاکٹر شیون فریتھ لکھتے ہیں کہ جب وہ منبوٹو کے ملک میں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان لوگوں کو اس ملک کے شاہی دربار میں بطور خوش مسخرے کے رکھا جاتا ہے ایک موقعہ پر انہوں نے اس فرقہ کے قریب سو آدمیوں کو یکجا دیکھا یہ بہت مجموعی پست قد ہوتے ہیں۔ ان کے قد عموماً ۴ فٹ ۱۰ انچ تک ہوتے ہیں بلکہ بعض ۴ فٹ تک ہی پہنچتے ہیں لیکن شکل و شباہت کے لحاظ سے یہ زیادہ دلچسپ ہیں۔ ان کے چہرہ کا رنگ بھورا اگر بالکل ماند ہوتا ہے جبڑے اسقدر بڑھے ہوئے ہوتے ہیں کہ ہونٹ ہو بند رہی معلوم ہوتے ہیں ہونٹ موٹے ہوتے ہیں اوپر کا جبڑا ناک کے نیچے ابھرا ہوتا ہے۔ کھوپڑی بہت گول۔ آنکھیں بڑی اور فراخ اور کان بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ ان کا چہرہ خاص کر لنگور کی شکل کا ہوتا ہے یہ دوسرے حبشیوں سے تو نہیں ملتے البتہ جنوبی افریقہ کے فرقہ بُش مین سے بہت کچھ مشابہ ہیں ٭

خاص اشارے بولتے وقت عجب قسم کی حرکات کرتے ہیں۔ آنکھ کے جھپکتے چلتے وقت ہاتھ اور پاؤں سے اشارے کرتے ہے ان کی شکل کچھ عجیب نظر آتی ہے۔ ان کے بازو لمبے اور پتلے ہوتے ہیں۔ گند ہے۔ چوڑے اور ایک عجیب ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بالخصوص شکاری ہوتے ہیں۔ ان سے نہایت ہشیاری صحت اور راستبازی ظاہر ہوتی ہے۔ جب چند ایک اکا قوم کے لوگ اٹلی میں لائے گئے۔ اور انہیں تعلیم دی گئی تو معلوم ہوا ہے کہ یہ کچھ ایسے گرے ہوئے نہیں۔ حق تو یوں ہے کہ بڑے قد والے لوگوں نے انہیں بہت پیچھے کر دیا ہے۔ شیون فوریتھ انہیں لیش مین فرقے میں سے بتلاتا ہے۔ دریائے جوبا کے بالائی قطعہ کے لوگ اب یہاں کے اور اصلی باشندے اب بالکل مفقود ہو گئے ہیں۔ ان کی

یوں تو اچھی طرح معلوم نہیں ہوا کہ کیا ہے لیکن ڈاکٹر شیون فرتھ کہتے ہیں کہ اچھی طرح سمجھ میں نہیں آئی۔ برٹش میوزیم کے پروفیسر فلور نے انکا قوم کے دو آدمیوں کی کھوپری کا امتحان کرنے کے بعد (جو کہ انہیں پاشا نے بھیجی تھیں) یہ نتیجہ نکالا کہ یہ لوگ نہایت ہی چھوٹے قد کے ہیں اور انہیں حبشیوں کے ایک خاص فرقہ سے تعلق ہے۔ بش مین سے اکثر باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں +

منبٹو یہ لوگ ایک بڑے خوش نما ملک میں رہتے ہیں جہاں سے دیل اور کئی ایک ندیاں جو جھیل چاڈ کی طرف جاتی ہیں نکلتی ہیں۔ یہ لوگ رنگ میں ذرا ہلکے ہوتے ہیں اور مردم خوری کے واسطے خاص کر مشہور ہیں۔ جب شیون فرتھ نے پہلے پہل انہیں دیکھا تو اس زمانے میں ان کا ایک بادشاہ منزا نامی تھا +

شاہ منزا کی ریاست اس کی ریاست ایک نفیس لکڑی کے بنے ہوئے سو فٹ لمبے اور چالیس فٹ اونچے ہال میں قائم ہے۔ اس کمرے کا عرض قریباً ۵۰ فٹ کے ہے۔ پادشاہ کے سر پر ایک پروں کی ٹوپی ہوتی ہے جو سر سے قریباً ڈیڑھ فٹ اونچائی تک لہراتی رہتی ہے۔ یہ ٹوپی لمبوتری دائرہ کی شکل کی بانس کی بنی ہوتی ہے اس پر تین سرخ طوطوں کے پر منڈھے ہوتے ہیں اور چوٹی پر بھی انہیں بالوں کی ایک کلغی لگی ہوتی ہے۔ اس ٹوپی کا کنارہ نہیں ہوتا۔ البتہ ہلال کی شکل کا سامنے کا کنگرہ بڑھا ہوا ہوتا ہے جس کی شکل نارمن خود سے ملتی ہے۔ اس بادشاہ کے کان چھدے ہوئے تھے۔ جن میں انگلی بھر موٹی تانبے کی سلاخیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے تمام جسم پر سرخ پسی ہوئی بید کا برادہ ملا ہوا تھا۔ اس کے پاس صرف ایک ہی جبہ تھا جو اس نے پہنا ہوا تھا۔

یہ عام قومی لباس ہے۔ جبہ میر ایک انجیر کی رنگی ہوئی چھال کا تھا۔ یہ بھی بدن کی طرح رنگا ہوا تھا۔ اور جسم پر تہ در تہ پڑا ہوا تھا۔ چمڑے

کی پیٹی جس کے گوشوں پر تانبے کی گھنٹیاں لگی ہوئیں تھیں کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ ایک تانبے کا زیور زیب گلو تھا۔ بازوؤں میں گول لمبوترے حلقے جن پر کہ چھلّے چڑھے ہوئے تھے بازو بند کے کام دیتا تھا۔ گھٹنوں کے نیچے دریائی گھوڑے کی کھال کے حلقے جن پر جابجا تانبے کے ٹکڑے لگے ہوئے بند بندھے ہوئے تھے۔ موتیزا کے ہاتھ میں بطور شاہی نشان کے ایک خالص تانبا کا درانتی کی شکل کا بنا ہؤا ہتھیار تھا۔ اس کے جبڑے کچھ اسقدر اُبھرے ہوئے نہیں تھے۔ لیکن ہونٹ موٹے اور بڑے بڑے تھے اس کی بیویاں تمام منبوٹو قوم کی طرح ملبوس تھیں۔ ان کا لباس صرف ایک چادر سی تھی۔ عورتیں صرف چند ایک گہنے پہنتی ہیں۔

مردم خواری منبوٹو قوم بڑی مردم خوار ہے۔ شیون فرتھ نے وہاں آدمیوں کی بہت سی کھوپریاں اور ڈھانچے پڑے ہوئے دیکھے۔ یہ ان لوگوں کی تھے جو جنوب میں رہتے ہیں اور جنہیں یہ لوگ حملے کر کے پکڑ لائے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ بلاشبہ یہ پانی میں ابالی گئے تھے جن پر سے کہ گوشت چاقوں سے چھیلا گیا ہوگا۔

کام اور خوراک یہ لوگ ایک چھوٹے سے قطعہ میں آباد ہیں لیکن تعداد میں غالباً دس لاکھ کے قریب ہیں زراعت پیشہ اور شبان ہیں۔ بعض لوگ ان میں سے لوہار کے کام میں بڑے استاد ہیں لیکن دیکھا گیا ہے کہ سوائے لڑائی کے موقعوں کے یہ بالکل سُست اور کاہل ہی پڑے رہتے ہیں صرف یہی نہیں کہ گھر کا تمام کام عورتیں کرتی ہیں بلکہ برتن بنانے کا نہایت سخت کام بھی انہیں کے سپرد ہے۔ خوراک تیار کرتے میں بڑی احتیاط رکھتے ہیں خواہ یہ آدمی کا گوشت ہو چاہے نباتات۔ کھجور کا تیل یا آدمی کی چربی سب چیزوں میں ملائی جاتی ہے۔

ربل بی نوتس شیون فارتھ نے عجیب یہاں ایسے منبوٹو کی ایک

بڑی تعداد جن کے ہلکے اور ستی بال تھے دیکھا تو بڑا حیران ہوا یہ لوگ ایل بی تو نس تھے ان کی کھال کا رنگ بھی اونہا ہدلکا تھا۔ بہت صورتوں میں سیمٹیک نسل سے ملتے ہیں اور جب ان کے لمبے اور خمیدہ ناک کو دیکھا جائے تو یہاں کے حبشیوں سے بہت ہی اختلاف رکھتے ہیں۔ شیون فرتھ نے ان کی بابت اور بہت کچھ دلچسپ حالات لکھے ہیں جو کہ ہم یہاں درج کرنے کی گنجائش نہیں دیکھتے ٭

نیم نیم } من بٹو کے شمال کی طرف ایک اور مردم خوار قوم آباد ہے ان کا نام "نیم نیم" ہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ مردم خور ہیں۔ کیونکہ اس لفظ کے معنے کھانے والے" کے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو زندی کہلاتے ہیں۔ ان کے سر گول چپٹے ہوتے ہیں۔ جس پر بہت بال ہوتے ہیں جنہیں یہ پلیٹ کی شکل میں بنا رکھتے ہیں بڑی بڑی بادام کی طرح آنکھیں کھوپڑی پر بڑی موزوں معلوم ہوتی ہیں۔ بھویں خوب گچھے دار اور خمیدہ ہوتی ہیں۔ ناک چپٹی اور فراخ۔ منہ ایسا تنگ ہوتا ہے کہ شاید نتھنوں سے بڑا ہو۔ رخسارے خوب گول اور بھرے ہوئے جن سے چہرے عموماً گول نظر آتے ہیں۔ شیون فورتھ صاحب کا قول ہے۔ ہر شخص پہلی ہی نظر میں دیکھکر اُنہیں پہچان لیتا ہے۔ ان کا رنگ سرخی مائل بھورا ہوتا ہے۔ قومی نشان کے لحاظ سے یہ لوگ پیشانی۔ کنپٹی، یا رخسار پر چھوٹے چھوٹے نقطہ گود کر مربع شکلیں بنا لیتے ہیں۔ میلوں کے موقع پر یہ لوگ جسم کو سرخ مٹی سے رنگتے ہیں۔ اگلے دانت کو بڑا تیز کر رکھتے ہیں جس سے کہ یہ دشمن کو کاٹتے ہیں۔ ان کا قد اوسط درجہ کا ہوتا ہے اور زیادہ تر بہت موٹے ہوتے ہیں ٭

بال بنانے کا طریق } نیم نیم لوگوں کا لباس عموماً ایک چمڑے کی چادر ہوتی ہے۔ جس کو یہ پیٹی سے کمر کے گرد باندھے رہتے ہیں۔ مرد بالوں کو کئی ایک طریق پر سجا کر رکھتے ہیں۔ لیکن لطف یہ ہے کہ عورتیں بالکل ہی نہیں بناتیں۔ ایک طریق

تو یہ ہے کہ پہلے بالوں کو تہ لفون کی شکل بنا لیتے ہیں پھر ایک بڑے چکر پر باندھ کر خوب پھیلا رکھتے ہیں۔ اس چکر پر کوڑیاں لگی ہوتی ہیں۔ ان کی ٹوپی گول ہوتی ہے جس کا کنارہ بالکل نہیں ہوتا۔ چوٹی پر سے یہ مربع ہوتی ہے اور اس پر پر لگے ہوتے ہیں۔ اس کو کئی بڑی بڑی مختلف قسم کی پنوں سے باندھ رکھتے ہیں۔ دانتوں کو کئی طرح سجاتے ہیں۔ آدمی کے دانت ان کا بڑا مقبول زیور ہے ✢

اسلاح جنگی } ان کے اسلاح زیادہ تر نیزے ہیں جو بڑے تیز ہوتے ہیں اور جس کی کئی ایک شاخیں ہوتی ہیں۔ ان کی ڈھالیں بہت بڑی ہوتی ہیں جس سے یہ اپنے آپ کو ضرب سے بچاتے ہیں مرد زیادہ تر شکاری ہیں انہیں جال بنانے اور پھر ان میں شکار پھنسانے کے بہت سے گر یاد ہیں لیکن کھیتی باڑی کا کام عورتوں کے سپرد ہے۔ لیکن چونکہ زمین بڑی زرخیز ہے کئی ایک قدرتی پھل پھول خود ہی بکثرت پیدا ہوتے ہیں ✢

گوشت خوری } پالتو جانور ان کے صرف کتے اور مرغیاں ہیں سوائے چند ایک وحشی جانوروں کے یہ سب کا گوشت کھا لیتے ہیں۔ نیم نیم لوگ اسقدر گوشت خور ہیں کہ جہاں ان میں کھانے کا فقط آئے گا اس سے یہ ہی مراد ہوگی کہ گوشت کھایا ✢

مردم خوری } یہ لوگ انہیں جو کہ جنگ میں ان کے ہاتھ آئیں یا وہ جو بغیر کسی وارث کے مر جائیں۔ انہیں کھا لیتے ہیں۔ گھر کے باہر ایک قسم کی سوٹی لگی ہوتی ہے جس پر ان لوگوں کی کھوپڑیاں رکھی جاتی ہیں جن کا انہوں نے گوشت کھایا ہوتا ہے۔ آدمیوں کی چربی عام اور علانیہ طور سے فروخت ہوتی ہے۔ قصہ مختصر نیم نیم قوم بڑی خونخوار ہے۔ ہاں ان میں کچھ تعداد ایسی بھی ہے جو مردم خواری سے نفرت کرتی ہے

یہ لوگ شراب اور حقہ بہت پیتے ہیں - ابلوتن نامی اناج سے یہ ایک قسم کی بیر تیار کرتے ہیں جو ذائقہ میں ذرا تند رنگت میں سرخی مائل بھوری ہوتی ہے

پراگندہ مکانات نیم نیم لوگوں کے شہر یا گاؤں نہیں ہوتے - ان کے سردار جو تعداد میں پینتیس ایک ہیں مقامی حکومت رکھتے ہیں - ان کی جھونپڑیاں تمام ملک میں پھیلی ہوئی ہیں - یہ جھونپڑیاں مٹی کی ہوتی ہیں - اور ان کی چھت مخروطی شکل کی ہے - چھت دیواروں سے کچھ آگے بڑھی ہوئی ہوتی ہے جس کے نیچے ستون استادہ ہوتے ہیں - بعض جھونپڑیاں مٹی کے چبوترہ پر بنائی جاتی ہیں - ان کے اوپر صرف ایک روشندان ہوتا ہے - جس وقت بچے اس قدر ہوشیار ہو جاتے ہیں کہ وحشی جانوروں سے بچ سکیں - تو یہ ان جھونپڑیوں میں جاکر ماں باپ سے علیحدہ سوتے ہیں - ان کے کھانے ستونوں پر رکھے جاتے ہیں - ایک ستون صرف شراب کے واسطے مخصوص ہوتا ہے *

سردار نیم نیم قوم کے سرداروں کو بی آہ کہتے ہیں - ان کا بڑا کام صلح اور جنگ کا اعلان دینا ہوتا ہے لوگوں کو جنگ کے لئے بلانا اور مجرم لوگوں کو سزائے موت دی جائے یا نہ یہی کام ہے ہر ایک ہاتھی جو کہ مارا جائے اس کے دونوں دانت اور آدھا گوشت اس افسر کا حق ہوتا ہے - لیکن اس کی زیادہ گذران کھیتی باڑی پر ہے - جہاں غلام اور اس کی بیویاں کام کرتی ہیں - افسران میدان جنگ میں بہت ہی کم کام کرتا ہے - بلکہ فاصلہ سے لڑائی کی حالت کو دیکھتا رہتا ہے اس کا زیادہ تر یہ کام ہوتا ہے کہ اگر شکست ہوتی دیکھے تو فوراً تتر بتر ہونے کا حکم دیدے آغاز جنگ میں پہلے دونو جانب سے بہت سے نعرے مارے جاتے ہیں - شیون فورتھ کہتا ہے کہ بعض سردار تو اس طرح مقابلہ کرتے ہیں کہ شاید روے زمین پر کوئی ہی ایسا اژ کر نہ لڑتا ہوگا - رعایا کو یہ بری طرح خائف کرتے ہیں چنانچہ

اپنی طاقت اور رعب جمانے کے لئے یہ ایک آدمی کو اس گروہ میں سے نکال لیتے ہیں اس کی گردن میں رسا ڈالکر تلوار کے ایک ہی جھٹکے سے سر تن علیحدہ کر ڈالتے ہیں سب سے بڑا لڑکا باپ کی جگہ پاتا ہے۔ اس کے چھوٹے بھائی چھوٹے چھوٹے ضلعوں کی حکومت لے لیتے ہیں لیکن عموماً ان کی یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ خود مختار بن کر حکومت کریں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑائیاں چھڑ جاتی ہیں +

دستکاری بہت سے قریب وجوار کی قوموں کی طرح نیم نیم بھی چمڑہ صاف کرنے کا کام نہیں جانتے البتہ مٹی کے برتن۔ اچھے اچھے حقہ پینے کے پائپ لکڑی کا بڑا پیچیدہ اور نقاشی کا کام اچھی طرح کر لیتے ہیں۔ گانے بجانے کے ساز ان کے پاس کئی ایک طرح کے ہوتے ہیں اور صبح سے لے کر شام تک اس کام میں مشغول رہتے ہیں +

گانے کا مذاق ان کا بڑا مقبول ساز ایک قسم کی سارنگی ہوتی ہے جس پر ہماری سارنگیوں کی طرح تاریں لگی ہوتی ہیں۔ انہیں سُر کرنے کے لئے دو سوراخ ہوتے ہیں اور ایک پیچ ان تاروں کے باندھنے کے لئے ہوتا ہے۔ ان کا گانا ایک ہی قسم کا ہوتا ہے۔ جو یورپین کے واسطے سمع خراشی سے کچھ زیادہ ہیں۔ ان میں پیشہ ور داگی بھی ہوتے ہیں یہ لوگ عجیب و غریب ورڈی پہنکر لوگوں کو اپنی داستانیں سناتے پھرتے ہیں جس کے عوضانہ میں انہیں تانبے کے چھلے یا بلور کے دانے ملتے ہیں +

شادی یہ واقعی حیرت انگیز ہے کہ ان میں بیویاں خریدی نہیں جاتیں۔ بلکہ مقامی افسر کے پاس شادی کے لئے درخواست کیجاتی ہے جو مناسب جوڑہ تجویز کر دیتا ہے کثرت ازدواج یوں تو یہاں بہت جاری ہے مگر عورتیں وفادار ہوتی ہیں۔ اگر کوئی بیوی بیوفا ثابت ہو تو اس کی سزا موت ہے شیون فرتھ کہتا ہے کہ نیم نیم بیوی کے ساتھ بڑی محبت ظاہر کرتے ہیں شادی کی رسم بڑی ہی سادی ہے یعنے گانے والے اور بھاٹ وغیرہ بڑی دھوم

دھام سے دلہن کو گھر میں لے آتے ہیں اور اس کے بعد ایک دعوت شادی جاتی ہے
بیوی کے سپرد کھانا پکانے اور کھیتی باڑی کے کام کے علاوہ خاوند کے جسم کو رنگنا
اور اس کے بالوں کو بنانا بھی ہوتا ہے +

عقاید نیم نیم قوم میں بہوت پریت کا بڑا یقین ہے۔ ان کی نسبت ان کی یہ رائے
کہ یہ جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اور جو درختوں کے بہوں کی آواز آتی
ہے وہ انہیں کی آواز ہوتی ہے۔ مشتبہ جرم اور پیشین گوئی کرنے کے لئے ان
میں کئی ایک طریقے جاری ہیں لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں بت پرستی کی رسم
جاری ہے +

زبان ان کی زبان اہل نوبیا اور سوڈان کے حبشیوں سے ملتی ہے۔ ان کے
فعل میں کوئی صیغہ نہیں ہوتا۔ اور بہت سے کون سوننٹ کو بھی
وادل کی آواز دیدیتے ہیں خاص مطلب کو الفاظ میں ظاہر کرنے کی غرض سے
یہ زبان بہت ناقص ہے +

بنگو نیم نیم کے شمال مشرق میں ایک اور قوم آباد ہے جسکو بنگو کہتے ہیں۔ یہ
لوگ دریائے نیل کے معاونوں کے گرداگرد کے قطعات پر قابض ہیں۔
یہ حصہ اچھی طرح آباد نہیں اور مذکورہ بالا قوم آئے دن گھٹتی جا رہی ہے۔ اِن
لوگوں پر اُن عربی سوداگروں نے جو خرطوم سے آئے بہت کچھ دست تعدی پھیلایا
حلیم الطبع ہونے کیوجہ سے ہی یہ لوگ کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ ان کا رنگ بھی اِن کی
زمین کی طرح سرخی مائل بھورا ہے ان کی کھوپڑی نیم نیم کی طرح گول ہوتی ہے
لیکن سر کے بال جو آدھ انچہ سے زیادہ لمبے نہیں ہوتے نہایت کالے رنگ
کے ہوتے ہیں۔ یہاں ڈاڑھی اور مونچھ بہت ہی شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہے

عادات بنگو لوگ عادات کے لحاظ سے نہایت حلیم الطبع دہقان ہیں
اور سرگم ایک قسم کا غلہ کی کاشت بڑی احتیاط سے کرتے
ہیں۔ اور کتے بکریاں بھی پال لیتے ہیں۔ شکار اور مچھلی کے بڑے شائق ہیں چونکہ

نمک ان کے ملک میں بہت کم ہوتا ہے اس نے درختوں کی راکھ بگھو کر لگا لیتے ہیں یہ لوگ بکثرت تمباکو بوتے ہیں ویسے پیتے بھی بہت ہیں حقہ پیتے وقت پائپ ایک دوسرے کو دیتے رہتے ہیں - یہ لوگ نیم نیم کے برعکس آدمی اور کتے کے گوشت سے نفرت کرتے ہیں مگر اور سب قسم کا گوشت کھا لیتے ہیں بلکہ چوہے - سانپ بچھو اور کیڑے مکوڑے تک بھی نہیں چھوڑتے +

پوشاک } یانگو قوم کے لوگ صرف یا تو ایک چمڑے کی چادر یا ایک کپڑے کا ٹکڑا پیٹی سے باندھ رکھتے ہیں اور عورتیں سوائے ایک پیٹی کے جس پر کہ بہت سے پتے ہوتے ہیں جسم کو ڈھانپ کہتے ہیں - ان کے سر قریباً بالکل منڈے ہوتے ہیں عورتیں شباب میں اکثر حد سے زیادہ موٹی ہو جاتی ہیں ان کی ٹانگیں مرد کی چھاتی جتنی موٹی ہو جاتی ہیں - لیکن جہاں مرد اور عورتیں کپڑے میں اسقدر کفایت کرتے ہیں وہاں زیور کے بڑے شائق ہیں - گلے میں مختلف دھاگوں - منکوں - لکڑی کے ٹکڑوں - چرموں - الّو اور عقاب کے ناخن کتے - سنسار اور گیدڑ وغیرہ کے دانتوں کی مالائیں پہنتے ہیں - اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ کانوں میں تانبے کے بالے پہنتی ہیں - علاوہ اس کے اوپر کے ہونٹ کو چھید کر اس میں تانبے کی میخ - چھلا یا کسی اور قسم کا ٹکڑا بھی ڈالتی ہیں صرف کان اور ہونٹ پر ہی کیا منحصر ہے جسم کے اوپر کے حصے کو چھید کر اس میں لکڑی کے ٹکڑے ٹھوس رکھتی ہیں بازو اور کلائی میں بھی کئی ایک قسم کے لوہے کے چھلے پہنتی ہیں - عورتیں بھی انہیں ٹخنوں میں ڈالے رکھتی ہیں - شادی کے بعد عورت کے نچلے ہونٹ کو چھید کر اس کے نیچے ایک لکڑی کا ٹکڑا اس طرح لگا دیتی ہے کہ ہونٹ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور بڑھتے بڑھتے اوپر کے ہونٹ سے کہیں آگے نکل جاتا ہے - پھر اس میں ایک تانبے کا چھلا یا ٹکڑا ڈال دیتے ہیں یا ناک کے دونوں طرف صرف گھاس کے تنکے اور درمیان کی جگہ ایک تانبے کے چھلے کے واسطے چھید

شیون فرنتھ صاحب کہتے ہین کہ اس ملک مین عورتون کے جسم کسی نہ کسی طرح جگہ سے گودا ہوا ہوتا ہے۔ اور عورتون کے جسم کا اوپر کا حصہ کئی ایک طرح کے خطوں سے کھدا ہوا ہوتا ہے +

شادی یہان شادی بذریعہ خرید و فروخت ہوتی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ تین عورتوں سے زیادہ نہیں رکھتے۔ نوجوان لڑکی کی قیمت عموماً لوہے کے دس ٹکڑے ہوتی ہے۔ ہر ایک ٹکڑے کا وزن دس پونڈ ہوتا ہے اور علاوہ ان دس ٹکڑوں کے بیس بھالے کی نوکین۔ مائین بچوں کو چمڑے کے تھیلے مین ڈالکر پیٹھ پر لئے پھرتی ہین۔ بڑے بچے جھونپڑیوں مین علیحدہ سوتے ہین

رہایش گاہ نیگو قوم کی جھونپڑیان مخروطی شکل کی ہوتی ہے۔ ان کی چوٹی پر ایک گول نشست بنی ہوتی ہے جس سے کل قرب و جوار کا نظارہ ہوتا ہے ان جھونپڑیون کے دروازے اس قدر چھوٹے ہوتے ہین کہ اگر ان کے اندر جانا ہو تو بکری کیطرح بن کر جانا پڑتا ہے۔ دروازے ٹٹی کیطرح کے ہوتے ہین اور فرش مٹی کا بنا ہوا جس پر یہ لوگ کھال بچھا کر سوتے ہین تکیہ کی جگہ ایک لکڑی کا ٹکڑا رکھ لیتے ہین غلہ کا کھیت عموماً اسی جھونپڑی مین ہوتا ہے لیکن سطح زمین سے اونچا ہوتا ہے تا کہ سیلاب وغیرہ سے محفوظ رہے +

آہنگری اور دھات کو پگلا کر خالص بنانے کا طریق نیگو قوم آہنگری کا کام خوب کرتی ہے یہان لوہے کی کچی دھات بہت پائی جاتی ہے۔ شیون فرنتھ صاحب دھات کو خالص بنانے کے طریق کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سطح زمین سے اونچی تقریباً پانچ چھ فٹ کی بلند مٹی کی بھٹی ہوتی ہے۔ اس کے اندر تین خانے ہوتے ہین ان خانوں کا رقبہ قریباً برابر ہی ہوتا ہے۔ درمیان کے خانہ مین دھات اور ایندھن کی تہ یکے بعد دیگرے لگا دیتے ہین۔ اس درمیانی خانہ سے اوپر اور نیچے کے حصون کو ایک چوکھٹ سے علیحدہ کر دیتے ہین سب سے نچلے حصہ کو صرف ایندھن کے لئے مخصوص کرتے ہین۔ اس چھوٹے خانہ

کی شکل پر چار سوراخ ہوتے ہیں - جہاں دہونکنی سے خوب دہونکا جاتا ہے - ان چار سوراخوں کے علاوہ ایک اور پانچواں سوراخ بھی ہوتا ہے جسکو اکثر بند کرتے رہتے ہیں اور اسی سوراخ سے دھات صاف ہو کر بہتی ہے ؎

نوست کاری بنگو لوگ ان قوموں کے ساتھ جو کہ ان کے شمال کی جانب اور دریائے اپر نایل کے قریب رہتی ہیں تجارت کرتے ہیں بڑے ہی ہوشیار تاجر اور کاریگر ہیں - برچھیاں - کودالیں اور کلہاڑیاں یہاں کی ساخت میں سے ہیں - ایک گول کھردری سی کدال تبادلہ کا ذریعہ ہے - اس طرح اسی کدال کو ان کا سکہ مروج جاننا چاہیئے ان کی زنجیریں - چاقو چھیٹے بہت ہی قابل تعریف ہوتے ہیں - اسی طرح ان کا لکڑی کا کام بھی دلچسپی سے خالی نہیں - عورتوں کیواسطے (موندھے یہاں کے آدمی زمین سے اونچی جگہ بیٹھنے سے انکار کرتے ہیں) موسل - جال اور وہ کھودائی کا کام جو کہ یہ لوگ اپنے سردار کی قبر پر کرتے ہیں ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ اس فن میں بڑے استاد ہیں اور اختراع کا بھی مادہ رکھتے ہیں ؎

اثر اسلام لیکن ڈاکٹر شیون فرتھ لکھتے ہیں کہ اسلامی اثر نے انہیں صنعت وحرفت میں بہت گرا دیا ہے - وہ کہتے ہیں کہ دین اسلام نے تھوڑے ہی وقت میں یہاں کی تمام ترقی اور جلاوت طبع کو بہت کچھ لپس پا کر دیا ہے - مگر ہم اس سائینس دان سیاح سے اس باب میں بالکل اختلاف رکھتے ہیں کیونکہ جدید معلومات اس کے برعکس ظاہر کرتی ہیں ؎

راگ اور گانے کا طریق یہ لوگ کئی گتکا رکھتے ہیں - مثلاً بنسری ڈہولک بگل اور بونز وغیرہ - بڑے بڑے میلوں یا تہواروں میں گانے بجانے کا اسقدر شور ہوتا ہے کہ اس شور کی نسبت یہ کہا جاتا ہے - کہ بلیوں کو وحشی بنانے والا ہے - ان کے گانے کا دستور بھی نرالا ہے - یہ سمجھہ لیجئے کہ ایک قسم کی بکواس ہے - کبھی تو ایسی آواز آتی ہے کہ گتے بول رہے ہے

اور کبھی ایسی کہ گائے ۔ درمیان میں ٹھیرتے جاتے ہیں ۔ راگ آغاز کرتے وقت
پہلے بڑی میٹھی سُر سے شروع کرتے ہیں ۔ ساتھ ہی اس کے ہر ایک شخص خواہ
چھوٹا ہو خواہ بڑا اچا ہے بوڑھا ہو یا جوان اپنا پورا زور لگا کر چیخنا شروع کر دیتا ہے ۔
آہستہ آہستہ شور کم ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ آخر میں ایک ماتمی سی سُر رہ جاتی ہے
اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دفنانے کا راگ ◆

مذہبی عقاید — ینگو قوم کو اس بات کا خیال بھی نہیں کہ کوئی ان کا خالق بھی ہے یا کسی بڑی طاقت یا روح کا وجود ہے ۔ یہ لوگ بھوت پریت سے بہت ڈرتے ہیں عموماً بوڑھے لوگوں کو ان سے منسوب کرتے ہیں ۔ تو ا"دو" ایک لفظ ہے جو نیک اور بد قسمت ظاہر کرتا ہے ۔ اور یہی لفظ "اللہ" کے واسطے استعمال کرتے ہیں ۔ اللہ کا لفظ ان کو مسلمانوں سے ملا ہے ۔ تناسخ یا روح کے ابدی ہونے کی بابت انہیں کچھ خیال ہی نہیں ◆

تدفین — آدمی کے مرتے ہی یہ لوگ لاش کو دفنا دیتے ہیں جسم کو اس طرح سکیڑتے ہیں کہ ٹانگیں ٹھوڑی کے ساتھ مل جاتی ہیں ۔ اور پھر اس کو کھالوں کے تھیلے میں سی دیتے ہیں ۔ قبر چار فٹ گہری ہوتی ہے ۔ اور نہ میں ایک طرف کر کے اتنی جگہ کھودی جاتی ہے ۔ کہ پھیلا رکھا جائے ۔ تاکہ لاش پر کسی قسم کا بوجھ نہ پڑے ۔ جھونپڑی کے پاس ہی قبریں ہوتی ہیں جن کی شناخت یہ ہے کہ اس پر کانٹے کی شکل کی بہت سی شاخیں لگی ہوتی ہیں ۔ جن کے نوکیں بہت ہی تیز ہوتی ہیں ◆

تیمارداری — یہ لوگ دیوانہ آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے دریائے میں پھینک دیتے ہیں ۔ اس خیال سے نہیں کہ وہ ڈوب جائے بلکہ اوس کو ایک قسم کا علاج سمجھتے ہیں ۔ اگر اس طرح دریا میں غوطہ دینے سے شفا نہ پائے تو پھر اسے گھر میں لے آتے ہیں عزیز و قاریب اس کا بڑا خیال رکھتے ہیں اگر کسی اور بیماری میں مبتلا ہو تو اوس

پر گرم پانی ڈالتے ہیں۔ زخم میں بہت سے دھاگے ڈال دیتے ہیں۔ تاکہ جلن کم ہو جائے۔ صرف چند ایک کڑوے درختوں کے چھلکے اون کی دوا ہے جنہیں وہ کبھی کبھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ پیشہ ور جادوگروں کی طرف بعض اوقات بہت ہی کم رجوع لاتے ہیں۔

زبان بونگو قوم کی زبان عموماً حبشی نمونہ کی سی ہے۔ صرف چند لفظ ایسے ہیں جو خاص خیال کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس زبان کی صرف نحو بہت ہی سادہ ہے۔ لفظ آواز کے لحاظ سے بھی خوشگوار ہیں۔ الف اور واؤ کا بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن آج کل ہر ایک اشیاء خوردنی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور ظاہر کرتا ہے کہ اس لفظ سے وہ چیز مراد ہے جو ایک قسم کا ذریعہ زندگی ہے۔

باری چھوٹی موٹی اور درمیانی قوموں سے ہوتے ہوئے ہم لاڈو کے قرب وجوار میں باری قوم سے ملتے ہیں۔ یہ لوگ عمدہ بلکہ خوش شکل حبشی ہیں باری لوگ بالکل کپڑا نہیں پہنتے صرف چند ایک چوڑیاں اور کمر کے گرد کانچ کے دانوں کی لڑی سی باندھ رکھتے ہیں۔ عورتیں چھوٹے زنجیروں۔ گھونگوں وغیرہ سے لدی رہتی ہیں اور پیٹھ پر ایک چمڑے کا ٹکڑا ڈالے رکھتی ہیں۔ لیکن مردوں کی طرح بال یہ بھی منڈواتی ہیں۔ مرد اور عورتیں سرخ رنگ کا ایک مکلف کوٹ پہنتی ہیں اور تمام بدن گودتی ہیں۔

جانوروں کی قدر باری قوم کی بڑی دولت مال مویشی ہے انہیں بیوی کے گم ہو جانے کا اتنا خیال ہے جتنا کہ ایک گائے کے گم ہونے کا۔ بردہ فروشوں نے یہ بات معلوم کر لی ہے۔ یہ لوگ پہلے جانور پکڑ لیتے ہیں اور پھر ان سے عورتوں اور بچوں کا تبادلہ کر لیتے ہیں سوائے موت کے موقعہ کے یہ لوگ جانوروں کو محض کھانے کی غرض سے نہیں مارتے۔ گر گائے گابھ ہے ان کے بدن

سے خون نکال لیتے ہیں جسکو کھانے کے کام میں لاتے ہیں -

ڈنکا لوگ یہ شبان پیشہ فرقہ سے ہیں - اور شمال کیجانب بہت تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں یہ درمیانہ قد کے ہوتے ہیں شاید انگریزوں کے اوسط قد والوں سے اونچے ہوں - یہ لوگ نہایت ہی سیاہ فام ہیں - اور خاکستر ملکر خاکستری رنگ بنا لیتے ہیں - ان کے بال بہت ہی کم ہوتے ہیں اور سر کے نہایت قریب سے منڈوالتے ہیں صرف چوٹی پر کچھ بال رہنے دیتے ہیں - بعض حالتوں میں بالوں کو کچھ ایسا بنا لیتے ہیں کہ وہ بالکل سیدھے کھڑے رہتے ہیں - پھر انہیں یہ سرخ رنگ دیتے ہیں - اس شکل میں یہ بالکل شیطان صورت معلوم ہوتے ہیں - داڑھی ان لوگوں کی ہوتی ہی نہیں کان ہونٹ چھیدنے کی ان میں بھی رسم ہے اور پھر اس کثرت سے کہ جہاں دیکھو ایک الگ ہی طرز نظر آئے گی +

لباس اور زیورات ان لوگوں کا کپڑے کی نسبت یہ خیال ہے کہ کپڑا مرد کیواسطے نہیں ہے اور اگر مرد پہنے تو اُسے عورت خیال کرتے ہیں - عورتوں میں یہ خصوصیت ہے کہ آگے اور پیچھے کہال ڈالے رکھتی ہیں یہ کہال ان کے ٹخنوں تک پہنچتی ہے - لوہا یہاں بہت مروج ہے اور اسقدر قیمتی خیال کیا جاتا ہے - کہ اس کی تانبے سے بھی زیادہ قدر کرتے ہیں ڈاکٹر شیون فرلتہ کہتے ہیں کہ عورتیں کلائیوں اور ٹخنوں میں جب لوہے کے بڑے بڑے کڑے ڈالتی ہیں - تو ان سے اس طرح آواز آتی ہے - جیسے غلاموں کی بیڑیوں سے - یہ آہنی زیورات اور آلات ان کے ہمسایوں کی جو ھپور کے نام سے موسوم ہیں ساخت ہوتے ہیں - لیکن انہیں یہاں خرطومی سوداگر لاکر فروخت کرتے ہیں ان کے پسند خاطر زیادہ بڑے بڑے سونٹے یا چھوٹی چھڑیاں اور برچھیاں ہیں - لیکن ان سونٹوں کی ضرب سے بچنے کیلئے اپنے

پاس خاص قسم کے اوزار ہوتے ہیں -

خوراک برعکس اپنے قرب وجوار کے بھائیوں کے یہ لوگ (ڈنکا) جسم اور کھانے کے لحاظ سے بہت صفائی پسند ہیں - یہ لوگ اپنا کھانا بڑی اچھی طرح سے پکاتے ہیں - اور ایک ہی رکابی میں سب ملکر نہیں کھاتے بلکہ باری باری کھاتے ہیں - پکے ہوئے کھانے کی نسبت ان کا یہ دستور ہے کہ جتنا حصہ کسی کو کھانا ہوتا ہے اس پر دودھ ڈال لیتا ہے تاکہ سارا کھانا خراب نہ ہو - جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں یہ بڑے ہی پابند ہیں - بہت آدمی مرنا قبول کر لینگے - مگر یہ ممکن نہیں کہ کتے کا گوشت کھائیں - لیکن خرگوش اور جنگلی بلی ان کی بڑی مرغوب غذا ہے گھڑیال - مینڈک - چھپکلی - چوہے سے انہیں سخت نفرت ہے - سانپ کا یہ لوگ بڑا ہی ادب کرتے ہیں - بلکہ اس کے مارنے والا مجرم قرار دیا جاتا ہے - ان کی مخروطی شکل کی جھونپڑیاں جو بعض اوقات ۱۵ فٹ قطر کی ہوتی ہیں بہت صاف ستھری رہتی ہیں - درمیان میں ایک درخت کا تنا جس پر شاخیں موجود ہوتی ہیں - ستون کا کام دیتا ہے - چھت کٹی ہوئی گھاس کی ہوتی ہے - جسکی کئی تہ ہوتی ہیں - چھت کے نیچے کناروں پر اکثر سخت لکڑی کے چھوٹے چھوٹے بالے لگے ہوتے ہیں +

جانوروں کا خیال بیل - بھیڑیں - بکریاں اور کتے یہاں بکثرت دیکھے جاتے ہیں - مال مویشی کی نسل دینے کا ان کو خوب علم ہے - اور اس کا بڑا ہی خیال رکھتے ہیں ان کو کبھی نہیں مارتے بلکہ اگر گائے مر بھی جائے تو خواہ ہمسایہ اس کو کھالے مگر مالک کبھی نہیں کھاتا - تمام جانور ملکی نسل کے ہوتے ہیں دودھ بہت ہی کم دیتے ہیں - جس سے مکھن بہت ہی کم نکلتا ہے - دن بھر یہ جانور چراگاہوں میں پھرتے رہتے ہیں رات کے وقت ان کو لاکر کھونٹوں سے باندھ دیتے ہیں جانور یہاں اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ ایک انسان کے حصے میں تین آسکتے ہیں - اگرچہ یہ

ڈنکا لوگ شبان پیشہ ہے لیکن جنگجو بھی بلا کے ہیں - ابھی تک کوئی انہیں تابع فرمان نہیں کر سکا - اگرچہ آپسمین یہ نہایت محبت سے برتتے ہیں - لیکن دشمن سے ان کی عداوت کبھی کم نہیں ہوتی +

شلّک لوگ یہ لوگ مغرب کی طرف یا نیل سپید کے مغربی ساحل پر آباد ہیں - بحر الغزال تک دو سو میل لمبے دس میل چوڑے قطعے پر قابض ہیں - یہ لوگ دریا کے برابر بڑے ہی گنجان طریق سے آباد ہیں - یہان زراعت ماہی گیری - شکار اور مال مویشی کا پالنا بہت ہی آسان او فائدہ مند ہے - یہ لوگ نہایت ہی سیاہ فام حبشی ہیں - قُبلے چھوٹے چھوٹے اعضا نچلے سامنے کے دو دانت توڑنے اور تمام بدن پر خاک ملے رہنے کی وجہ سے یہ نہایت ہی بھیانک معلوم ہوتے ہیں - ان کے چھوٹے چھوٹے اعضا اسقدر حرکت کرتے ہین اور یہان تک ساکن ہین کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا مردہ ہیں - اور ران کی انتڑیاں وغیرہ صاف کرکے ان مین مصالحہ بھر رکھا ہی چنانچہ جب کبھی انہیں کوئی پہلے دیکھتا ہے - تو ایک نظر مین تو اسے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی لاش کو ہی دیکھ رہا ہے - ان کی کھوپڑیاں حبشی نمونہ کی ذرا اونچی ہوتی ہین - اور تنگ جبڑے اور چھوٹی ناک ہوتی ہی -
یہ لوگ بالون کا بڑا ہی خیال رکھتے ہیں - ڈاڑھی کے بال تو چنوا ڈالتے ہین لیکن سر کے بالون مین کبھی گوند - کبھی گائے کا گوبر کبھی مٹی وغیرہ ڈالکر شہد کے چھتے - خودیا پنکھے کی صورت مین بناتے ہین - عورتین چھوٹے چھوٹے بال رکھتی ہیں - اور بہت سی صورتوں مین یہ لوگ ڈنکا قوم سے ملتے ہین +

مذہبی عقاید یہ لوگ مذہب کی پیچیدگیوں سے مبرا ہیں - لیکن قوم کے خیالی بزرگ کی جو کہ پہلے پہل انہیں یہان لایا - بہت عزت کرتے ہیں - قحط سالی اور قلّت باران کے وقت یہ اس کا نام لے لے کر دعائین مانگتے ہین - ان کا ایک اور عجیب خیال یہ ہے

کہ متوفی کی روحین انہین لوگون میں گھومتی رہتی ہین ٭

ڈرفر ڈرفر انتہا درجہ مغربی علاقہ ہے - یہ وہ جگہ ہے - جہان تک سابقہ مصری سلطنت پھیلی ہوئی تھی - اس کی حدود یہ ہین مغرب کی طرف سلطنت ودائی - شمال مین صحرا کا جنوبی مشرقی حصہ اور لیبین کا جنگل - لفظ ڈرفر کے معنے فرستان کے ہین اور یہ فردہ حبشی لوگ ہین جنکی بہت سے تعداد اہل عرب نے مغربی علاقون مین نکال دیا تھا - ان لوگون کا مذہب اسلام ہے - یہ علاقہ مصر مین مل جانے سے پہلے کم از کم کوئی چار سو برس تک خود مختار سلاطین کے ماتحت رہا ہے - ابھی تک سلطان ابراہیم کی موت اور ١٨٧٤ء مین اس علاقہ کو زبیر پاشاہ کا فتح کرنا لوگون کو یاد ہی لیکن زبیر گویا بردہ فروشون کا بادشاہ تھا - یہ بادشاہ بڑا ظالم اور جابر تھا - اس کا زوال اور مصر سے نکالا جانا کوئی ظلم کی بات نہیں - اب یہ بتانا کہ آج کل ڈرفر کی حکومت کس طریق پر ہے - ذرہ مشکل ہے

قارس مسٹر فیلکن کی رائے ہے کہ یہ لوگ صاف ستھرے اور محنتی ہوتے ہین - شکار کا بڑا شوق رکھتے ہین - پہلے روئی کو صاف کر کے کاتتے ہین پھر مردان سے کپڑا بنتے ہین - اور یہی کپڑا ان کے پہننے کے کام آتا ہے - عورتوں کے متعلق صرف گھر کا روبار ہی نہیں ہوتا بلکہ کھیتی باڑی اور چٹائیان بننے کا کام بھی انہیں کے سپرد ہے مرد فراخ آستین کی لمبی قمیص پہنتے ہین اور عورتین صرف ایک چادر کمر کے گرد باندھتی ہین - جس کا ایک گوشہ بائین کندھے پر ڈال رکھتی ہین - ان کے بازوں اور گردن مین لوہے اور پیتل کے گہنے پڑے ہوتے ہین - یہ لوگ بڑے مہمان نواز ہوتے ہین - بعض مقامات پر اونٹوں اور دیگر کوہان والے جانورون کی بہت سی تعداد پائی جاتی ہی جن اضلاع مین اونٹ بکثرت ہوتے ہین - وہان ان کے بالون سے بھی

کپڑے تیار ہوتے ہیں۔ یہاں کے گھوڑے اگرچہ چھوٹے ہوتے ہیں لیکن بڑے خوبصورت اور ہر کام کے مطلب کے ٭

کارڈوفن کارڈوفن کا ملک جو کہ ڈرفر اور نیل البیض کے درمیان واقع ہے اور خرطوم تک پھیلا ہوا ہے ایک بڑا اور وسیع جنگل ہے اسجگہ کی آبادی کچھ صرف چند لاکھ ہی ہے۔ یہاں صرف ایک ڈاکن نامی غلہ پیدا ہوتا ہے اور صرف ایک یہ ہی مروجہ خوراک ہے۔ گوند۔ کھال۔ اور شتر مرغ کے پر یہاں کی بڑی پیداوار جو یہاں سے دیگر غیر ممالک کو جاتی ہے۔ پانی کی یہاں بڑی قلت ہے۔ چنانچہ یہاں کے لوگ پانی ایک بوبا نامی درخت کے تنے میں جس کا محیط کوئی قریباً تیس چالیس فٹ کے ہوتا ہے۔ اور جس میں کوئی بیس ہزار گیلن پانی آتا ہے۔ پانی بھر رکھتے ہیں۔ مہدی کی طاقت کا یہی بڑا امر کز تھا۔ مگر یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ آیا اس طاقت نے کوئی دائمی نشان چھوڑا ہے یا نہیں ٭

مختلف لوگوں کی ملاوٹ اوبید کے قریب جو کہ دار الخلافہ ہے ایک سرخ اینٹوں کا شہر ہے۔ جہاں کوئی ساڑھے تین ہزار کی آبادی ہے۔ مگر یہ آبادی کسی خالص قوم کی نہیں بلکہ یہاں بہت سے مختلف نسلوں کے لوگ مثلاً اہل عرب۔ اہل نوبیا۔ اہل مصر اور کئی حبشی قومیں شامل ہیں۔ مسٹر ولیکسن لکھتے ہیں۔ کہ درمیانہ قد سے یہ لوگ ذرا اونچے ہوتے ہیں ان کے جسم ذرا زیادہ لاغر رنگت بھوری اور سر خوش تراش ہوتے ہیں۔ بیضوی چہرہ۔ سیدھی ناک اور خوش وضع ٹھوڑی کی باعث یہ لوگ خوش شکل نظر آتے ہیں۔ لڑکی کی عمر جب دس سال سے اوپر ہو جائے تو پھر وہ ایک چھوٹا سا کمر بند پہنا شروع کرتی ہے۔ مرد صرف ایک چھوٹا سا کپڑے کا ٹکڑا اور ایک چپلی پہنتے ہیں۔ مرد سوائے چوٹی کے بالوں کے سب بال منڈوا ڈالتے ہیں۔ اور عورتوں ان کو پلیٹ کی صورت میں بنا کر ایسا کر لیتی ہیں جیسے چھپر کی چھت

عورتیں ہاتھی دانت اور چاندی کے بازو بند اور پاؤں بین وغیرہ بھی پہنتی ہیں۔ علاوہ ان زیورات کے کئی قسم کے تعویذ جو مسلمانی فقیروں کا ایک قسم کا پیشہ بھی بنا ہوا ہی یہاں کی مستورات کے زیب بدن ہوتے ہیں +

شادی کارڈوفن میں شادی کا نہایت ہی عجیب دستور ہے۔ مسٹر فنیلکسن کہتے ہیں۔ کہ شادی ہونے سے پہلے نوشہ کی طرف سے اس امر کا عہد ہوتا ہے۔ کہ ہفتہ میں اتنی راتیں رہنتیں عورت آزاد رہ سکتی ہے۔ اور عموماً دیکھا گیا ہے کہ ہفتہ میں ہر چوتھی رات وہ جہاں چاہے اور جس طرح چاہے گذار سکتی ہے۔ انہیں لوگوں میں ایک اور جماعت ہے۔ جن کے یہاں کسی لڑکی کی شادی نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ اس کو ایک بچہ نہ پیدا ہو جائے۔ اور یہ بچہ وہ لڑکی اپنے بھائی کو دیدیتی ہے وہ اسکو بطور غلام کے رکھتا ہے۔ ان دو طریقوں کے علاوہ ایک اور طریق ہے اور وہ یہ کہ تازیانے سے نوشہ کا امتحان لیا جاتا ہے جو زیادہ کوڑے لیے تازیانے کھا سکے وہ اس امتحان میں کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر دو آدمی کہیں مقابلہ پر آجایں تو یہ دستور ہوتا ہے۔ کہ اس فرقہ کے بوڑھے بوڑھے آدمی اور لڑکی بیٹھ جاتی ہے۔ لڑکی کے ہر ایک بازو پر ایک ایک چاقو باندھ دیتے ہیں۔ یہ چاقو امیدوار کی رانوں میں چبھویا جاتا ہے۔ جسمیں زیادہ برداشت کی طاقت ہو وہی دولھا قرار پاتا ہے +

اخلاق یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ ان لوگوں کا اخلاق نہایت ہی بگڑا ہوا ہے۔ قتل ان لوگوں میں ایک عام بات ہے۔ اور چوری ایک معمولی پیشہ۔ یہ لوگ دروغ گو۔ کاہل اور بدچلن ہوتے ہیں۔ خواہ انہیں کیسی ہی تحریک کیوں نہ کی جائے یہ ممکن ہی نہیں کہ یہ لوگ اپنی ضرورت بات سے زیادہ کے لیے کام کریں۔ عجیب اخباروں کے یہ کبھی باہر نہیں نکلتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ شائستگی کی طرف کبھی مائل نہ ہونگے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ

دین اسلام نے ان پر کوئی بھی نیک اثر نہیں کیا ؛

نوبا کے کاردوفن کے نوبا لوگ انہیں اصلی نوبا لوگوں کی اولاد ہیں ۔ مگر ان کی نسبت بڑے کمزور اور قلیل التعداد ہیں ۔ بردہ فروشوں نے ان کو پہاڑوں میں بھگا دیا ہے ۔ اگرچہ ان کا لباس اہل عرب کا سا ہے ۔ لیکن بڑے بڑے جبڑوں اور بھورے چمڑے سے ان کی فوراً شناخت ہو جاتی ہے ۔ یہ لوگ چنداں ذہین نہیں ہوتے ۔ مگر جہاں تک ان کی بساط ہے ۔ ایماندار ضرور ہیں ۔ اہل عرب میں تو یہ اپنا دین اسلام ظاہر کرتے ہیں ۔ مگر فی الاصل ان کا وہی ڈائنوں اور بارش برسانے والوں پر بہت اعتقاد ہے ۔ ان کی زبان اہل نوبا کی زبان سے بہت مختلف ہے ؛

ڈوگالوس کے یہ ڈوگالوس لوگ نوبا کے قریب اسی نام کے ایک پہاڑ میں آباد ہیں ۔ لیکن ان کی زبان اور حرکات و سکنات میں بڑا فرق ہے ۔ ان کے جبڑے کچھ بہت بڑے نہیں ہوتے ان کے خط و خال باقاعدہ ہوتے ہیں اور ناک بھی چپٹی نہیں ہوتی ۔ نوباز کی نسبت یہ لوگ زیادہ ذہین ہوتے ہیں ۔ یہ آزادہ رو ہیں اور مصر والوں کے نخوت و کبر کا خوب مقابلہ کرتے ہیں ۔ آہنگری کے کام میں بڑے ہوشیار ہیں ۔ چنانچہ اپنے لئے ہتھیار وغیرہ بنانے کے لئے لوہا باہر سے لے آتے ہیں ؛

کیبے بش کے شیلان بیش لوگ کیبے بش اور بیگا رہ نامی دو قوموں میں منقسم ہیں ۔ یہ لوگ جنگلوں اور کاردوفن کے کم آباد حصوں میں رہتے ہیں ۔ بیگا رہ اپنے آپ کو عرب کہلاتے ہیں ۔ اور ایک عجیب و غریب لہجہ سے عربی زبان بولتے ہیں ۔ یہ لوگ ہاتھیوں کا شکار کرتے ہیں اور دوسرے جانور بھی پالتے ہیں ۔ امریکہ کے باشندوں کی طرح ان کی رنگت بھی سرخی مائل ہوتی ہے ۔ لیکن جسیم ہوتے ہیں ان کی عورتوں کے سر کا لباس مصر کی طرح ہے ۔ یہ مہدی کے بڑے سرگرم مرید تھے ؛

فنج — یہ لوگ جو پہلے دور دور پھیلے ہوئے تھے اب کوہ سینیار میں آباد ہیں پچھلی صدی کے شروع تک ان لوگوں کی سنیار نامی سلطنت تھی مگر ۱۸۲۱ء میں اسے محمد علی نے فتح کر لیا۔ ابھی تک ان لوگوں میں اپنی اصلی زبان قائم ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ تمام رنگوں (مثلاً سرخ زرد سفید کبودی۔ سبز اور سیاہ کے آدمی یہاں پائے جاتے ہیں۔ یہ فنج لوگ اہل نوبہ۔ خاص زنگباری اور گیبلا نامی لوگوں سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کے سر لمبے خط وخال باقاعدہ اور صورت اچھی ہوتی ہے۔ ایک بات جو تمام افریقہ میں نہیں پائی جاتی وہ یہ ہے کہ یہاں کی عورت بہت عرصہ جوان رہتی ہے۔ یہاں بھی جسم پر کٹی ایک چیزیں ملنے کا رواج ہے۔ یہ سناری لوگ فن جراحی میں بھی استاد ہوتے ہیں

خرطوم — جہاں دونوں دریائے نیل آکر ملتے ہیں وہاں شہر خرطوم واقعہ ہے یہاں تمام قسم کے لوگ بستے ہیں۔ یہ ایک بڑی مشہور جگہ ہے یہاں ترک اہل مصر اہل عرب اہل نوبہ اور حبشی وغیرہ سب بیوپار کرتے ہیں سپاہی سوداگر اور غلام یہاں کے بازاروں میں جوق جوق نظر آتے ہیں۔ یہ شہر بہت کچھ مصری نمونہ کا ایک شہر ہے۔ گارڈن کے زمانہ میں سوڈانی لوگوں نے بہت کچھ ترقی کی تھی۔ مگر اس کے بعد آئے دن ان میں زوال آتا جاتا ہے۔

فصل ۹

وسط کے اہل سوڈان

افریقہ کی سلطنتیں — سوڈانی حکمرانوں کی سلطنتیں جو کہ وسط میں اچھی خاصی طرح آباد ہیں صرف زمانہ حال ہی میں جرمن سیاحوں کے ذریعہ معلوم ہوئی ہیں ان سیاحوں کے نام یہ ہیں۔
(۱) بارتھ (۲) روہلفس (۳) ینچ گل۔ جو حالات انہوں نے باگرمی۔ بارنو اور

وڈائی قوموں کے متعلق لکھے جاتے ہیں۔ اس سے وہ رائیں جو کہ ہم حبشی نسلوں کی شائستگی اور ان کے انتظام سلطنت کی بابت رکھتے ہیں۔ بہت کچھ بدل گئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ یورپ ایشیا سے جب ہم صحرا سے بورنو اور جھیل چاڈ کے پاس پہنچے ہیں۔ ایک بڑی بھاری تبدیلی نظر آنے لگتی ہے۔ ملک کچھ اس طرح کا نہ زرخیز اور سیراب نظر آتا ہے۔ کہ گویا پہلے بالکل ویران پڑا تھا سیموسا کے جنگل اور گھاس کے بڑے بڑے قطعات حدبندی کا کام دیتے ہیں جھیل میں نہنگ اور دریائی گھوڑے پائے جاتے ہیں۔ اور اس کے مجمع الجزائر ہیں۔ تمام ٹرید۔ جو حبشی نسل کے دریائی ڈاکو ہیں آباد ہیں۔ یہ لوگ بارنو کے ماتحت نہیں ہیں ٭

بارنو کی ریاست

اس ریاست کی تاریخ ہمیں سولھویں صدی سے ملتی ہے اور اگر سراغ لگانا چاہیں تو ساتویں نویں صدی تک پہونچ سکتے ہیں۔ اہل اسلام نے یہاں آٹھ سو برس تک حکومت کی اور یہاں اسی مذہب کے بہت سے خاندانوں نے اقتدار قائم رکھا ہے۔ اس صدی کے شروع میں فلبی قوم کے لوگوں نے اس پر حملے کرنے شروع کر دیئے۔ یہ فلبی نامی قوم وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے کہ ہاسو کے ملحقات کو فتح کر لیا تھا۔ اور جنہوں نے بارنو کے دار الخلافہ کو برباد کر دیا ہے۔ ایک درویش محمد امیک نامی نے پھر بھی اس ملک کو بچایا اور ایک نیا دار الخلافہ آباد کر کے شیخ کا لقب اختیار کیا اور یہاں کی پوری حکومت حاصل کر لی۔ اور یہاں کے پہلے بادشاہ کا جو نہایت قریبی رشتہ دار تھا اسے سلطان کا لقب دیکر مسند نشین کر دیا امیکنامی نے اس نئے شہر کوکا میں بڑی ظلم تعدی سے حکومت کی۔ اور پرہیزگاری کے باعث بڑی شہرت حاصل کی۔ شہرت کی بڑی وجہ کچھ تو یہ تھی۔ کہ چھوٹے چھوٹے جرایم مثلاً عورت کے بے نقاب نکلنے یا زور سے بولنے کے لیئے اس نے بڑی بڑی سزائیں قایم کر رکھی تھیں۔ ۱۸۳۵ء میں اس کے بیٹے شیخ عمر نے باپ کی حکومت سنبھالی اور اوس نام نہاد سلطان

کو تخت سے اتار دیا - اگرچہ بار تو مین تجارت بہت کچھ فروغ پا گئی تھی - لیکن اس جگہ کو وہ رتبہ حاصل نہیں ہوا جس کی امید کیجاتی تھی ؎

کوکا کوکا جو کہ آج کل بارنو کا دار الخلافہ ہے - افریقہ کی پیداوار کی بڑی بھاری منڈی ہے - بڑی حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس کے دو حصے ہیں جن کے درمیان ایک میل بھر فاصلہ ہے - مشرقی حصہ میں بادشاہ اور اس کی سپاہ اور غلام رہتے ہیں - یہاں کے گھر مخروطی شکل کے بانس یا گھانس کے بنے ہوتے ہیں - یہاں غلاموں کی بڑی بھاری تجارت ہوتی ہے - بلکہ یہاں کی کل رونق اور بہبودی اسی تجارت پر مبنی ہے - بعض بعض مکان مٹی کے بھی بنے ہوئے ہیں - غلاموں کے علاوہ یہاں اور سوداگری چیزوں کا بھی لین دین ہوتا ہے ؎

تبادلہ کی تکالیف یہاں کے بیوپار کے تھوڑے سے نمونہ سے ظاہر ہو جائے گا کہ یہاں کے لین دین کا طریق کیسا مشکل ہے - بارتھ صاحب کہتے ہیں - کہ ایک مقررہ سکّے یا وزن کی عدم موجودگی کے باعث ان لوگوں کو جو یہاں بیوپار کی غرض سے آتے ہیں - بڑی مشکل پیش آتی ہے - اگر کوئی کسان یہاں غلہ بیچنا چاہے - تو وہ اسکی قیمت نہ تو گھونگے ہی لیگا - اور نہ ڈولر - اس لئے خریدار کو جسکے پاس کے ڈالر ہوں چاہئے کہ پہلے تو وہ ڈالر نہ کے گھونگے مول لے یا ان سے تبادلہ کرے - پھر ان گھونگوں سے ایک قمیص خریدے - اس طرح پھر قمیص کا کسی اور چیز کا تبادلہ کرے غرضیکہ تبادلہ سے جب وہ چیز جو کہ اس زمیندار کو چاہیئے مل جائے تو وہ پھر اس چیز سے غلہ خرید سکتا ہے - یہ تبادلہ کرنے مین یہاں تک مشکل پیش آتی ہے - کہ اکثر بارتھ کے نوکر تھک کر گھر کو محروم واپس آجاتے تھے - لیکن بہت سی چیزیں بہت سستی مل جاتی ہیں -

یورنیتر یا گنوری - اگرچہ بورنو مین ایک ہی قوم آباد ہے - مگر زیادہ

حبشیوں کی مخلوط نسل ہے۔ ان کو پورنیر یا کنوری کہتے ہیں۔ ان کی پیشانی اونچی چوڑی ناک۔ موٹے ہونٹ اور بڑے بڑے منہ ہوتے ہیں۔ یہاں کی عورتیں بہت ہی بدنما ہوتی ہیں۔ ان کے بڑے بڑے نتھنے ہوتے ہیں جنہیں بائیں طرف منکے یا سرخ رنگ کے مونگے ڈال کر اور بھی بدصورت بنا دیتے ہیں۔ عموماً ان کا لباس ایک باریک سے زیادہ نیل کی رنگی ہوئی قمیص ہوتی ہیں۔ اعلےٰ درجہ کے لوگ ایک نیلی ٹوپی بھی پہنتے ہیں۔ بادشاہ اور اس کے افسر سرخ رنگ کے جوتے پہنتے ہیں عورتیں بالوں کو تہ کر کے ایک تہ کو دوسری تہ پر رکھتی ہیں۔ ایک ایسی ہی تہ سر کے عین درمیان ہیں اور تین تہ اکھٹی کر کے پیشانی پر رکھتی ہیں۔ بدن کو کثرت سے گودتی ہیں۔ سامنے کے اوپر کے دانتوں کو سیاہ اور نیچے کے دانتوں کو سرخ رنگتی ہیں جس سے ان کی شکل اور بھی مہیب بن جاتی ہے۔ کثرت ازدواج کی رسم ان میں بہت جاری ہے۔ شادی کی رسومات بڑی لمبی اور نہایت پیچیدہ ہوتی ہیں یہاں تک کہ بڑے ایک ہفتہ تک جاری رہتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر ضیافتیں کثرت سے ہوتی ہیں

بردہ فروشی دین اسلام بارنو کی سلطنت کا مذہب ہے۔ اور اس کے پیرو لمبے کپڑے پہنتے ہیں کہ حبشیوں کے درجے تک نیچے پہنچ سکیں۔ جو لوگ ان کے عقاید پر نہیں چلتے وہ باہر بھیجا کر بطور غلاموں کے فروخت کئے جانے کے لائق سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن باوجود اس سختی کے رعایا بہت سی بت پرست ہے ٭

طرز حکومت اگرچہ یہاں کی حکومت کے متعلق کئی قوانین و ضوابط ہیں۔ مگر پھر بھی یہاں کا بادشاہ جسکو شیخ کہتے ہیں۔ مطلق العنان فرمانروا ہے۔ باج گذار رعایا اور دوسرے فرمانرواؤں کی اسقدر تعداد ہے۔ کہ وہ یورپین فیوڈل ازم کا خاصہ مقابلہ کر سکتی ہیں۔ ہر ایک کثیر التعداد فوج بن جاتی ہے۔ بعض دستوں کے پاس بندوقیں تک

بھی ہیں ۔ بادشاہ کا خاص باڈی گارڈ سواروں کا ہے ۔ یہ سب زرہ پوش ہوتے ہیں اس زرہ کا بہت کچھ حصہ یہاں بورنو میں بھی تیار ہوتا ہے ۔ بادشاہ کے پاس کچھ توپیں بھی ہیں ۔ جو شہر کوکا کی ساختہ ہیں

امتیاز کے نشانات اعلیٰ درجہ کے سرداروں کے لئے یہ ضروری ہے ۔ کہ وہ ایک بڑا جھتا رکھتا ہو ۔ اور اگر وہ بڑی بڑی پرتکلف ضیافتوں کے دینے سے بھی جھتا قایم رکھ سکے تو اسی درجہ کا بنا لیتا ہے ؀

ایک اور نشان بڑائی دکھانے کا یہ ہے کہ جسقدر زیادہ ممکن ہو سکے کپڑے پہنے رکھے حتے کہ کئی ایک پگڑیاں لیسے اپنی بڑائی قائم رکھنے کے لیے باندھنی پڑتی ہیں ؀

شہووہ عرب جس طرح کہ اردگرد کی ریاستوں میں ہے بورنو میں بھی بہت سے اہل عرب رہتے ہیں ۔ ان کو شہووہ کہتے ہیں ۔ ان میں بعض لوگ تو پکے گاؤں میں رہتے ہیں ۔ اگرچہ ان لوگوں کو بورنو میں رہتے عرصہ گذر گیا ہے لیکن ابھی تک ان کی عربی نسل کی صورت شکل قایم ہے ۔ ان کے قد درمیانہ جسم ذرا ڈبلا اور رنگ زیتونی بھورا ہوتا ہے ۔ خط و خال عموماً خوش نما ہوتے ہیں لیکن ان کی عربی زبان وزا اگر گئی ہے ۔ شہووہ کبھی پورے تین لفظ نہیں بول سکتا تا وقتیکہ اپنا تکیہ کلام بح بح (ہُوہُو کُح) نہ کہے ؀

بارگھی بورنو کے جنوب میں بارگھی نامی قوم آباد ہے ۔ یہ لوگ بت پرست حبشی ہیں ۔ سوائے ایک چمڑے کے ٹکڑے باندھنے کے یہ لوگ بالکل برہنہ رہتے ہیں ۔ مگر باوجود حبشی ہونے کے یہ غیر معمولی خوبصورت ہیں ۔ ان کے چہرہ کا رنگ سیاہی ۔ اور زردی کے بین بین ہوتا ہے ۔ مرد عورت دونوں دراز قد ہوتے ہیں ۔ عورتیں

حضو صاحب اپنے آپ کو سرخ رنگ میں رنگتی ہے۔ تو بہت ہی مکروہ ہو جاتی ہیں لمبے معلق پستان اور نیچے کے ہونٹوں میں دھات کے ٹکڑے ڈالتے ہیں اور بھی بدصورت ہو جاتی ہیں۔ ان میں ایک عجیب رسم یہ ہے کہ جب کوئی بوڑھا مرتا ہے تو بڑا غم کرتے ہیں اور برعکس اس کے جوان کی موت پر بڑی خوشی مناتی ہیں ٭

آڈموا بورنو کے جنوب میں ایک بڑا وسیع صوبہ ہے جسکا نام آڈموا ہے۔ یہ صوبہ بھی مسلمانوں کی مستحکم جگہ ہے۔ تمبیتا کی سلطنت کو تاخت و تاراج کر کے یہاں کی بنیاد اڈموا نامی ایک پلو سردار نے رکھی اور اپنے نام سے اسے موسوم کیا۔ اسی سردار کی قوم کے بہت سے لوگ جنہیں فولاہ کہتے تھے آکر آباد ہو گئے ان لوگوں نے کئی جگہ سے یہاں کے اصلی باشندوں کو نکالدیا۔ اور ان کی اچھی اچھی زمینیں خود دبا کر بیٹھ گئے۔ ممالک وسط افریقہ میں یہ ایک نہایت ہی نفیس جگہ ہے۔ کیونکہ ایسے چڈا کی ندیاں خاطر خواہ سیراب کرسکتی ہیں۔ اس ملک کی مشہور حبشی قوموں میں باٹا۔ فالی۔ ایم بم وغیرہ نہایت بڑی مشہور قومیں ہیں ٭

باگھرمی بارنو کا علاقہ آج کل جھیل چاڈ کے ارد گرد سوائے جنوبی مشرقی حصے کے جہاں کہ باگہرمی کی ریاست کا علاقہ ہے۔ پھیلا ہوا ہے۔ اگرچہ باگہرمی کی ریاست کو بھی ۱۸۷۱ء میں وڈہی کے بادشاہ علی نامی نے زیر تحت کرلیا تھا۔ تاہم ہم کچھ تھوڑا سا حال علیحدہ ضرور کہینگے یہ ملک دریائے شیری اور اس کے معاونوں سے جو جھیل چاڈ میں جاکر گرتے ہیں سیراب ہوتا ہے اور یہ نہایت زرخیز ہے۔ یہاں کئی ایک اجناس مثلاً باجرہ چاول وغیرہ ہوتے ہیں لیکن گیہوں بالکل نہیں ہوتے ٭

باگہرمی لوگوں کے حالات علاقہ بارنو کے لوگوں کی نسبت یہ لوگ ذرا خوبصورت ہوتے ہیں بلکہ مرد تو اور بھی لوگوں کی نسبت لمبے مضبوط اور زیادہ دلیر ہوتے ہیں ویسے ہی عورتیں بھی دراز قد۔ خوبرو۔ اور اچھے خط وخال کی ہوتی ہیں ان عورتوں کے

نتھنے بھی اسقدر فراخ نہیں ہوتے جسقدر کہ بانٹو عورتوں کے - بالوں کا یہ عورتیں بڑا اخیال رکھتی ہیں - اور ہمیشہ ان کو خود کی طرح ابھارے رکھتی ہیں ان کا لباس صرف یہی ہے - کہ ایک سیاہ چادر چھاتی کے گرد باندہ رکھتی ہیں +

سکہ ان لوگوں میں کوئی دھات کا سکہ نہیں صرف سوت کی چادر ہی تبادلہ کا ذریعہ ہے - بڑی چیزوں کی خرید قمیص کے ذریعہ سے ہوتی ہے گھونگے وغیرہ تبادلہ کے طور نہیں برتے جاتے مگر ہاں دوسرے ملکوں میں بھیجنے کے لئے خریدے جاتے ہیں - ان لوگوں نے رنگنے اور بننے میں بڑی ترقی کی ہے - ان کا بڑا ہتھیار نیزہ ہے ڈھال و زرہ وغیرہ کا ان میں بہت ہی کم رواج ہے +

(الف - (۱) بھینسے کے کھال کی ڈھال - (۲) حبشیوں کے بالوں کی خود جس پر کوڑیاں اور شتر مرغ کے پر لگے ہوئے ہوتے ہیں - (۳) گھاس اور مٹی کے مکان (۴) کمان - (۵) مٹی کی بنی ہوئی پانی کی مشکی (۶) لوہے کی برچھی (۷) اخطرہ ظاہر کرنے کا ڈھول (۸) لوہے کے ایک ہی ٹکڑے کی برچھی - یہ پہ بڈ کے لئے ایک ہتھیار ہے +

(ب) - (۱) لکڑیاں چیرنے کی کلہاڑی (۲) سینگ کا بنا ہوا چمچہ (۳) مٹی کی وہو نکنی (۴) بازو کا زیور جو کہ لوہے حلقوں کا بنا ہوتا ہے (۵) عورتوں کے گدے ہوئے بازو کا نقشہ (۶) بانس کی کنگھی (۷) آلو نما لکڑی کی چقماق (۸) لوہے کی برچھی جسکے ساتھ ایک کانٹا لگا ہوا ہے +

(ج) (۱) مٹی کا حقہ (۲) لوہے کا اوزار جسے زور سے پھینک کر کسی کو ضرب لگائی جاتی ہے - لکڑی کی ڈھال کا اندرونی حصہ (۳) ایک ہی لکڑی کے ٹکڑے میں موندھا - اور کھانا کھانے کی میز (۶) ایک قسم کی چارپائی جو درخت کے چھال سے بنی ہوئی ہوتی ہے (۷) - غلہ رکھنے کا کھاتہ جسکی چھت علیحدہ ہو سکتی ہے +

(د) - ۱) درانتی کی شکل کا دو دھارا کاٹنے کا آلہ جس کے لکڑی کے دستے پر لوہا چڑھا ہوا ہے - (۲) لوہے کی کلہاڑی جس کا دستہ لکڑی کا ہے - (۳) کمان جس کے ساتھ ہی بازو بند ہے - (۴) بانس کا بنا ہوا ترکش جس میں تیر رکھے ہوتے ہیں (۵) گھاس بنا کر بیتوں اور کھجور کے تنے کی شاہانہ جھونپڑی یہ سب ان کی صنعت کی چیزیں ہیں ﴾

جنوبی باگھرمی کے حبشی باگھرمی کے جنوبی حصوں میں ابھی تک بت پرست قومیں ندروں پر ہیں یہ لوگ زیادہ تر شانگھن قوم سے ملتے ہیں شانگہن وہ قوم ہے جن کی سلطنت مراکو تک پھیلی ہوئی تھی - یہ لوگ بہت بدنما ہوتے ہیں - ان کا لباس بھی قریباً کچھ نہیں یعنے صرف کمر کے گرد ایک چمڑے کا ٹکڑا لپیٹے رہتے ہیں بالوں کو خوب بنا کر رکھتے ہیں مرد اور عورتیں سامنے کا ایک دانت توڑ رکھتے ہیں گھوڑے بکثرت ہوتے ہیں - جن پر یہ لوگ بغیر زین وغیرہ کے سوار ہوتے ہیں مگر انہیں قابو میں رکھنے کی خوب مہارت رکھتے ہیں - ان کے ہتھیار زیادہ تر برچھی اور بڑے بڑے چھرے ہیں اور بچاؤ کے لئے بھینسے کی کھال کی ڈھال کا استعمال کرتے ہیں ﴾

یہ لوگ بڑے جفاکش ہوتے ہیں - ان کا پیشہ زراعت ہے - عموماً باجرے وغیرہ کی کاشت کرتے ہیں جوکوٹیوں - تمباکو - گھونگے اور مونیوں کے تبادلے کے لئے برتا جاتا ہے - خود تو یہ لوگ گھاس کی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں - مگر غلے وغیرہ کو مٹی کی کوٹھڑیوں میں رکھتے ہیں - زیادہ تر یہ لوگ گڈریے کا کام کرتے ہیں ان کے پاس گھوڑوں - بھیڑوں - بکریوں اور کتوں کی ایک تعداد ہوتی ہے - لیکن کہتے ہیں ان کی مرغوب غذا ہے بیل اور بلی یہاں بالکل نہیں پائی جاتی ﴾

رسم ازدواج - ان میں شادی کی نہایت ہی عجیب رسم ہے جس

عورت کے بچے نہ ہوا سے غلاموں کی طرح بیچ دیتے ہیں۔ لیکن جب اس سے تین بچہ پیدا ہو جائیں تو اسے اختیار ہوتا ہے۔ کہ وہ آزاد ہو کر اپنے والدین کے گھر میں چلی آئے۔ کیونکہ اسکا خاوند یہ خیال کر لیتا ہے۔ کہ اسکی قیمت اسے ان تین بچوں سے وصول ہو گئی ہے۔ مردوں کو گول قبروں میں دفناتے ہیں۔ اور لاش کے پاس کئی ایک طرح کے کھانے بطور غذا اور کوڑیاں بطور نقدی کے رکھ دی جاتی ہیں کہتے ہیں کہ بعض قومیں ان میں ایسی بھی ہیں جو ایک زندہ لڑکے اور ایک لڑکی کو ساتھ ہی دفنا دیتے ہیں۔ تاکہ وہ مکھیاں اوڑاتا رہے ۔

مذہب یہ حبشی لوگ ایک اعلےٰ وجود کو مانتے ہیں جسکی بابت ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کی آواز گرج ہے اور جسکا نشان درخت کا تنا ہوتا ہے۔ درخت کے چھلکے کو حلقوں کی صورت میں بنا کر گھر کے پاس ایک خانقاہ میں رکھ چھوڑتے ہیں جہاں عورتوں اور بچوں کو جانے کی ممانعت ہوتی ہے۔ قدرتاً ان لوگوں میں بھی بہوت پریت اور ڈائن کا بہت اعتقاد ہے۔

وڈائی کی ریاست باگھرمی اور جھیل چاڈ کے مشرق کی طرف وڈائی کی ریاست ہے اور تیم تیم کی حدود قایم کرتی ہے۔ اس ریاست نے بہت سے مسلمانوں کو جو عربی حملہ آوروں میں سے تھے نکال دیا۔ یہاں مختلف قسم کی قومیں آباد ہیں۔ مثلاً عرب۔ حبشی فلا وغیرہ۔

ٹے لیس اس حبشی قوم میں ٹے لیس بھی شامل ہیں۔ ان کی بہت سی تعداد ہے۔ اور اگرچہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ لیکن اہل عرب سے کچھ ایسی محبت نہیں رکھتے دارالخلافہ ابے شر میں آنے کی انہیں مطلق جرات نہ ہوتی تھی چندروز ہوئے کہ یہ لوگ یہاں داخل ہوئے ہیں۔ اگرچہ بعض حبشی قومیں جسم کے لحاظ سے خوب مضبوط اور بہادر ہیں۔ لیکن یہ

لوگ سوشیل صفات کے لحاظ سے یورپ سے بہت گرے ہوئے ہیں۔ ان کے گاؤں کچھ ایسے بڑے فراخ نہیں ہوتے۔ بلکہ عموماً وسط افریقہ میں سوائے شاہی اور دوسرے سرداروں اور بڑے بڑے افسروں کے مکانوں کے سب بانس کے بنے ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ اول الذکر مٹی کے ضرور ہوتے ہیں۔ لیکن چھپر کی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں یہ چھپر کھجور کے پتوں کے بنے ہوتے ہیں یہاں کی منڈیاں بھی کچھ ایسی بڑی نہیں۔ تنباولہ کی رسم عام جاری ہے۔ یہاں کی تجارت زیادہ تر ان سوداگروں کے ہاتھ میں ہے جو دریائے نیل کی وادی سے آتے ہیں بہت کچھ لین دین یہاں غلاموں۔ ہاتھی دانت اور شتر مرغ کے پروں کا ہے ٭

عادات و خصائل کے لحاظ سے وادی لوگ سخت ظالم اور بڑے جھگڑالو ہیں۔ شراب از قسم بیئر جو کہ دہرا سے بنتی ہے بڑی رغبت سے پیتے ہیں۔ غیر ملک کے لوگوں سے بڑی نفرت کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اجنبی یہاں بہت کم آتے ہیں۔ گوشت اور غلہ کی یہاں بہت کثرت ہے مال مویشی بھیڑ بکری وغیرہ کثیر التعداد پائی جاتی ہے یہاں کی رکابیاں نہایت خوبصورت اور بڑی بڑی ہوتی ہیں ٭

وڈائی قوم کی طرز حکومت وڈائی قوم کا علی نامی بادشاہ ایک بڑا طاقتور اور مطلق العنان بادشاہ ہے جو عموماً ان ملا لوگوں کی جو کہ قرآن شریف کے حافظ ہیں بڑی حمایت ہے حکومت یہاں کی بڑی سخت ہے۔ موت یا ہاتھ یا ناک کاٹنے کے عموماً فتوے دئے جاتے ہیں۔ دغابازی کے لئے نہایت ہی سخت سزائیں ہیں۔ بادشاہ کے ماتحت کئی ایک باجگذار گورنر اور ایجنٹ ہیں۔

وڈائی کے جنوب میں بیشمار قومیں ہیں۔ لیکن سوائے اس کے کہ انہیں سینڈے کہا جاتا ان کی بابت زیادہ حالات معلوم نہیں ہیں۔ ان میں سے

بعض مردم خوار ہیں *

فلہاٹہ کے مغرب کی طرف سے گذرتے ہوئے ہم دریائے نائیجر کے ان علاقوں میں پہنچتے ہیں جنہیں مسلمانوں نے جو کہ فلہاٹہ کے نام سے مشہور ہیں فتح کیا - یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اٹھارہویں صدی میں اپنا مذہب تبدیل کر کے سوڈان میں خوب جنگی جوہر دکھائے اور اپنا خوب اقتدار قایم کیا - بعض سیاحوں کی رائے ہے کہ یہ افریقہ کی تمام قوموں میں ایک نہایت ہی زیرک قوم ہے - یہ لوگ رنگ کے لحاظ سے بھی حبشیوں کی نسبت بہت ہلکے رنگ کے ہیں - بہت سے ان میں دراز قد اور عمدہ خط و خال کے ہوتے ہیں - ان کے بال لمبے اور کالے ہوتے ہیں جنہیں یہ کسی طرح کا خم وغیرہ نہیں دیتے اور بعض سیاحوں کی رائے ہے کہ یہ کاکیشی نمونہ کے ہیں اور بعض انہیں ہیٹیک نسل سے بتاتے ہیں اور اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ مختلف جگہ میں مختلف لوگوں سے ملنے کیوجہ سے ان کی عادات وخصایل میں بہت سا اختلاف آگیا ہے - اس لئے ہم ان کی بابت یہ کہہ سکتے ہیں کہ زمانہ جدید میں آکر یہ لوگ ایک نئی صورت کے بن گئے ہیں - اور ان میں وہ لوگ شامل ہیں - جو کہ وسط افریقہ اور مغربی سوڈان میں پرلے درجہ کے ذہین اور ہوشیار خیال کئے گئے ہیں *

گانڈو اور سوکوٹو کے صرف سنہ ۱۸۰۲ء میں شیخ عثمان نامی ایک مذہبی جوشیلے نے جو کہ گوبر کے حاکم کے زیر تخت تھا بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا - اور کئی دفعہ شکست کہانے کے بعد آخر گانڈو میں اپنی سلطنت قایم کی اس کے بیٹے محمد بیلو نے سوکوٹو جو کہ اس ریاست کا مشرقی حصہ تھا - لے لیا اور اس کا بھائی عبداللہ شمالی حصے پر جو کہ گانڈو کے نام سے مشہور ہے قابض ہو بیٹھا *

کانو کے متعلق سرسری حالات - فلہاٹہ حقیقت میں اتنی تعداد

کے نہیں ہیں۔ جسقدر کہ وہ حبشی کہ جو ان میں رہتے ہیں۔ یا جو ان کے زیر حکومت ہیں۔ یہ لوگ گاؤں میں رہتے ہیں اور بعض گاؤں تو تجارت کے بڑے بڑے مرکز بھی ہیں۔ جن کی حفاظت کے لئے گرداگرد مٹی اور خشک خندق کی شہر پناہ بنی ہوئی ہے۔ برتھ صاحب نے یہاں کے ایک سردار کالو کی بابت بہت دلچسپ حالات لکھے ہیں۔ جو واقعی اندراج کے قابل ہیں چنانچہ ذیل حالات ان کے متعلق درج کئے گئے ہیں+

یہاں کئی ایک طرح کے مٹی کے مکان جھونپڑیاں۔ چھپر خوبصورت درخت خوشنما پودے کھجور کے پودے ریشم کے درخت نظر آتے ہیں۔ یہاں ہر ایک قسم کے لوگ نیم برہنہ غلاموں سے لیکر خوش پوش لوگوں تک دیکھے جاتے ہیں۔ کہیں تو اناج کی دوکانیں ہیں جن میں دیسی اور غیر ممالک کی اجناس کے ڈھیر ہیں۔ کہیں نیم برہنہ اور نیم فاقہ کش غلاموں کی منڈی یہ بیچارے نہایت حسرت سے ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں ان کو اپنی زندگی کا آخری حصہ گذارنا ہے۔ مختلف صورتوں اور پراؤں کے خریدار جوق جوق ادھر ادھر گھومتے نظر آتے ہیں۔ ہر ایک اپنے تھوڑے سے منافع کی غرض سے دوسرے کو ہو کہہ دینے کے لئے کو شاں ہے، اسی منڈی کے دوسرے حصہ میں تنگی کی ضرور بات بک رہی ہیں اہل ثروت دستر خوانوں کے لئے عمدہ عمدہ کھانے خریدتے ہیں لیکن بیچارے غریب ایک مٹھی بھر غلہ کی طرف ہی ہمہ شوق ہو کر دیکھ لیتے ہیں۔ کہیں ایک رئیس ایک پر تکلف لباس میں ملبوس راہوار پار رفتار دوڑیاں سے چلا جارہا ہے۔ اور کہیں ایک بیچارہ مصیبت کا مارا غریب اندھا ہجوم میں سے مشکل سے راستہ چل سکتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کسی ذی اقتدار رئیس کے گھوڑے کی نذر نہ ہو۔ مکان بھی نہایت خوبصورت مصفا جن کی مٹی کی دیواریں اور گھاس پھوس کی چھتیں مع ان ضروری آسائشوں اور

آرائیشی سامان کے جو یہاں میسر ہو سکتا ہے دیکھے جاتے ہیں۔ جن میں گھر کی مالکہ نفیس سیاہ لباس میں ملبوس بالوں کو خوب آراستہ کئے اپنے شوہر کے لئے کھانا تیار کر رہی ہے بچے ادھر ادھر کھیلتے پھرتے ہیں۔ لونڈیوں کو پیہم ہدایت ہو رہی ہے۔ کہ غلہ کوٹیں۔ اگر صاحب خانہ کو کھانا پکانے سے فرصت ہو تو چرخا لے بیٹھتی ہے۔ مٹی کے برتن کاٹھ کے نہایت ستھرے صاف کرکے بڑے قرینہ سے دھرے ہیں۔

اب ہم کچھ انگریزوں کے کارخانوں کا نظارہ دکھاتے ہیں۔ ایک مٹی کا کھلا چبوترہ بنا ہوا ہے۔ جس پر رنگ کے کئی ایک مٹکے رکھے ہیں بہت سے آدمی کام میں لگے ہوئے ہیں کوئی نوٹیل میں کسی اور رنگ کی آمیزش کر رہا ہے۔ کہیں کوئی رنگ کے مٹکے سے رنگی ہوئی قمیص نکال رہا ہے۔ کہیں دو چار آدمی ملکر رنگدار قمیص کو کوٹ رہے ہیں اور ساتھ گاتے بھی جاتے ہیں۔ اور کوٹنے والی لاٹھیوں سے تال بھی دیتے جاتے ہیں۔ آگے چلکر لوہار کا کارخانہ ہے۔ یہ بیچارہ انہیں اپنے معمولی ہتھیاروں اور برے اوزاروں سے خنجر بنا رہا ہے۔ مگر ساتھ ہی اسی خنجر سے اگر کوئی اس کی سیاہ جنت ہستی اُڑا لے تو بیڑا پار بھی کر دیتا ہے۔ علاوہ خنجر کے بھالا اور دوسرے کاشتکاری کے اوزار بھی یہیں بنتے ہیں۔ یہیں ایک اور جگہ پر عورتیں بننے کے لئے یارڈ پر سوت ڈال رہی ہیں۔ ان کے پاس ہی کاہل لوگ دھوپ میں خراٹے لے رہے ہیں۔ کہیں گونجا سے سوداگر جوٹ وغیرہ لا رہے ہیں اور کہیں الیس بیوا کے لوگ اور گرد کے گاؤں کے واسطے نمک لدے ہوئے اونٹ کو ہانک رہے ہیں۔ کہیں جنگجو سوار اپنے آقا کو ایک نئی لوٹ کی خبر دینے جا رہے ہیں غرضیکہ یہاں ایک مصروفیت کا عالم نظر آرہا ہے۔ ہر ایک رنگ ہر ایک طبیعت کے لوگ یہاں ملے ہوئے ہیں۔ کہیں تو نرے زیتونی رنگ کے اہل عرب ہیں۔ کہیں کہیں بڑے بڑے سنتوں کے کنوری۔ کہیں

فراخ چہرہ میانہ شکل کہیں خوب مضبوط دیوزاد عورتیں ٭

ہوساس } ہوساس حبشیوں کی بھی یہاں زیادہ تعداد ہے۔ عرصہ سے یہ لوگ مسلمان ہیں۔ جن لوگوں کو ان کے حالات اچھی طرح معلوم ہیں وہ ان کی نسبت یہ رائے رکھتے ہیں کہ یہ لوگ ذہین۔ محنتی دوست نواز اور ملنسار ہوتے ہیں۔ ان کی زبان موزون اور حبشستان بھر میں عمدہ زبان ہے جو وسط افریقہ میں اچھی طرح سمجھی جاتی ہے ٭

جاگیرداری با شرط شراکت } یہ فضول معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان تمام چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا مفصل ذکر کریں۔ جن سے سوکوٹو کی بڑی سلطنت بنی ہوئی ہے یہاں کے بادشاہ کے ماتحت کئی ایک سردار یا جگیردار موروثی ہیں ٭

موسیا } موسیا یا مینیا جو کہ دریائے نائیگر کے دونوں کناروں پر لمبا را سے لیکر کابرا تک جگہ گھیرے ہوئے ہے ایک بڑی وسیع سلطنت ہے۔ ساحل ٹمبکٹو بھی ایک بڑی ریاست ہے۔ یہاں کے لوگ علاوہ جیتی ہیں سونا اور نمک کی بڑی تجارت ہوتی ہے۔ یہاں سونہریز لوگوں کی کچھ تعداد جو کہ پہلے مغربی افریقہ میں ایک مشہور قوم تھیں پائی جاتی ہیں۔ مگر اب یہ لوگ فریب اور عدم مہمان نوازی سے بدنام ہیں۔ جہاں یہ لوگ آزاد ہیں وہاں صرف ایک چمڑے کی اوڑھنی سی اوڑھ رکھتے ہیں۔ جہاں غلہا نہ کا ان پر زور ہے وہاں انہیں ایک نیلے رنگ کی قمیص پہننی پڑتی ہے ٭

سونگھی کی ریاست } سونگھی کے بادشاہ نے گیارھویں صدی میں دین اسلام اختیار کیا۔ اور مصر سے شائستگی کا سبق سیکھا۔ ۱۳۲۵ء کے قریب انہوں نے تواریک سے ٹمبکٹو کا علاقہ فتح کرلیا۔ اور شمال کی طرف سے سوداگروں کو ترغیب دے کر یہاں لے آئے ٭

اس وجہ سے یہ جگہ مغربی اور شمالی افریقہ کے درمیان ایک بڑی تجارت گاہ بن گئی۔ غالباً یہ لوگ حبشی نسل کے پادشاہوں میں ایک اعلےٰ درجہ کا نمونہ ہیں ان کی فتوحات ۱۲ دقیقہ شمال کی طرف سے لے کر مراکو کے جنوب تک پھیلی ہوئی ہیں اور ادہر ہوسا کے مرکز سے بحیرہ اٹیلانیک تک اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ ان لوگوں نے نہایت انصاف سے حکومت کی اور یہاں کے لوگوں کے لئے بہت کچھ آرام و آسائش کے سامان مہیا کئے۔

ٹمبکٹو اگر تجارت کے لحاظ کو چھوڑ بھی دیا جائے تو بھی اس سلطنت نے دوسرے درجہ سے کچھ بڑھکے کام نہیں کیا۔ اور یہاں کی شہرت کچھ یہاں کی پیداوار کے باعث نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ بہت سے راستوں کے درمیان تھا اور بایں وجہ ایک عمدہ منڈی تھی۔ یہاں کوئی شہر پناہ نہیں صرف قریب ایک ہزار مٹی کے گھر اور کچی سو جھونپڑیاں ہیں۔ یہاں تین بڑی بڑی مسجدیں ہیں۔ اس جگہ کی بڑی تجارت سونے اور نمک کی ہے۔ کپڑا جو کاتو میں بنتا ہے۔ بہت سا تبادلہ کے طریقہ میں برتا جاتا ہے۔ کولا نٹ یہاں کی ایک متاع گران ہے۔

فصل ۷

مغربی افریقہ دریائے سینیگال سے اوگاپاک

سینیگیمبیا میں اہل فرانس اس خطہ کی آب و ہوا یورپین تو کیا حبشیوں کے لئے بھی جو کہ زیادہ معتدل ملکوں میں پیدا ہوئے ہیں ناموافق ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ صرف حبشیوں ہی کا پورا تسلط بیٹھا ہوا ہے۔ اہل فرانس سینٹ لوئیس۔ اور ڈاکر میں بسے ہوئے ہیں اور ۱۸۵۴ء سے جب کہ فیڈہرب یہاں کا گورنر ہوا تو اس نے تمے دریائے سینیگال کے جنوبی ساحل کے قریب و جوار کے

علاقوں دریائے گیمبیا کے ملحقہ ساحل اور نیز ان چند بستیوں پر جو کہ اس کے جنوب کی طرف صحرائے ٹی آن کی طرف آباد ہیں قبضہ کر لیا۔ صحرا کے دوسری طرف الجیریا کے مقبوضات سے بھی کچھ اتحاد قایم کر رہے ہیں اور رشاہ سیگو پر بھی (جو کہ دریائے نائیگر پر واقعہ ہے اور جو مینڈن گونہ کی ایک شاخ بمبارہ پر حکومت کر رہا ہے) ان کی حکومت ہے ۔

جولوفس اور مینڈن گونہ دریائے سینی گال اور گیمبیا کے مابین کے بحری اور یہی ملک کے بہت سے حصص جولوفس نامی لوگ آباد ہیں۔ ان لوگوں کا گندمی بھورا سا رنگ اور چھوٹے چھوٹے بال ابھرے ہوئے جبا ڑے ہوتے ہیں۔ اور نیچے کے ہونٹ بھی بڑے ہوتے ہیں۔ تعویذوں۔ چھلوں۔ سکوں وغیرہ کے باعث یہ بڑے مشہور ہیں۔ ان کو یہ لوگ ہاتھوں۔ گردن اور ٹانگوں میں پہنتے ہیں اگر ادھر پہاڑوں کی طرف چلے جائیں تو وہاں مینڈن گونہ۔ اور بمبارا نامی قومیں بستی ہیں۔ اور جس علاقہ میں یہ آباد ہیں اسے فوٹا جیلون کہتے ہیں۔ اور وہ یہی جگہ ہے۔ کہ جہاں سے اس ساحل کی بہت سی قومیں نکلتی ہیں۔ ان میں فولہاس یا قبیلے بہت سی تعداد شامل آ ہوئی ہے یہاں کے مسلمانوں نے ٹوقمبا کو اپنا متبرک شہر بنا لیا ہے۔ مینڈن گو حبشیوں کی ایک نفیس قوم ہے۔ ان کا قد لمبا۔ سیدھے بال اور سیاہ رنگ ہوتا ہے۔ غالباً ان کی تعداد کل ساٹھ لاکھ سے اسی لاکھ تک ہے۔ ظاہراً طور پر ان میں اکثر اہل اسلام ہیں ۔

کیپ ورڈ کے باشندے ہم یہاں کچھ کیپ ورڈ کے جزیروں کا حال بیان کرتے ہیں یہ جزیرے اہل پرتگال کے قبضے میں ہیں۔ یہاں کے باشندوں میں کچھ تو خالص حبشی ہیں۔ لیکن زیادہ تر تعداد اہل یورپ اور دوغلے افریقیوں کی ہے جو کہ بہت غلیظ اور جاہل ہیں

اگرچہ سب مذہباً رومن کیتھلک ہیں - لیکن ان میں بہت ضعیف الاعتقادیاں اور بت پرستی کی رسمیں جاری ہیں - یہاں زراعت بہت ہوتی ہے - اور علاوہ اسکے یہ لوگ جولاہے - تیلی اور چینی کے صاف کرنے کا بھی کام کرتے ہیں لیکن ساری آبادی لاکھ تک بھی نہیں پہنچتی ٭

اہل برطانیہ کی بستیاں گیمبیا سے لیکر لائبیریا کی جمہوری سلطنت تک انگریزی بستیاں ہیں جن کا اثر بہت حد تک اندرونی ممالک میں بھی پھیلا ہوا ہے - جیسے گیمبیا، صحرائے لی اون اور جزائر بیٹرہو اور بڑی بڑی بستیاں ہیں - یہاں بڑے خوبصورت گھر بنے ہوئے ہیں ان میں یورپین بہت تھوڑے ہیں - یہاں کے نصف برہنہ حبشیوں کی بڑی بھاری تعداد بانس یا کھجور کے پتوں کی سادی جھونپڑیوں میں رہتی ہے ٭

صحرائے لی اون ۱۷۸۷ء سے لیکر جب تک کہ صحرائے لی اون آباد ہوا ہے اس میں کئی ایک نشیب و فراز آ چکے ہیں - ایک عرصہ تک تو یہ ان کوششوں کا صدر مقام رہا جو اس امر کے لئے کی جاتی تھیں کہ اُن غلاموں کی جن کو تاجران بردہ فروشی سے چھینا جاتا تھا - ایک جماعت بنائی جاسکے - ان غلاموں کی یہاں تک کثرت تھی اور یہ لوگ یہاں اس طرح رہتے تھے کہ گویا یہ یہاں حکومت ہی کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں چنانچہ کچھ زمانہ تو ان کے ہاتھ میں حکومت بھی آگئی تھی جس سے انہوں نے یہ فائدہ اُٹھایا - کہ آئے دن یہ اپنے فائدہ کے قانون پاس کرنے لگے - اور اہل یورپ کی جانب ان کی طرف سے عداوت و دشمنی کے آثار نمودار ہونے لگے - آخر ان کا یہ دست تعدی روکا گیا - ایڈالبورڈ و منوطن جرمنی جس نے کہ یہاں پچھلے ہی دنوں میں دورہ کیا ان کی بابت اسطرح رقمطراز ہے - کہ یہ لوگ یورپین تراش کے کپڑے پہنتے ہیں - سیاہ بالوں کو دھوپ سے بچانے کے لئے چھاتا لگاتے ہیں - چار پہیے کی گاڑی میں بیٹھتے ہیں - جنہیں کہ اسی قوم کے غریب

لوگ کھینچتے ہیں - ان لوگوں کو یہ امیر لوگ صرف یہی نہیں کہ غلام قبال کرتے ہوں بلکہ ان کے ساتھ ان کا ایسا برا سلوک ہے - کہ گویا وہ ایک قسم کے وحشی جانور ہیں کل جن کا کام کہ ان کا بوجھ اُٹھانا ہی ہے آگے چلکر وہ لکھتے ہیں کہ یہاں کے لوگونکی نسبت وہ حبشی جو کہ ارد گرد کے علاقوں میں رہتے ہیں اخلاق وو شائستگی میں کہیں بڑھ کر ہیں - مگر عیسائی دین نے یہاں بہت کچھ کام کیا ہے - جس دن سے اس نے یہاں قدم رکھا ہے - لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا ہے ان میں سے بہت سے لوگ پادری اور مفسر انجیل بھی ہو گئے ہیں علاوہ اس کے لوگ حساب کتاب بھی جاننے لگ گئے ہیں اور یوروپین تجارت کے بھی حامی و ممد ہیں سر آر - ایف برٹن اپنے پچھلے دورہ میں جو کہ انہوں نے صحرائے لی اون میں کیا لکھتے ہیں کہ ان حبشیوں کی حالت پہلے کی نسبت اب کہیں بڑھ کر سدھری ہوئی ہے ؛

لائبیریا لائبیریا کی جمہوری سلطنت اس کار ثواب کا نتیجہ ہے جو کہ ۱۸۱۶ء میں واشنگٹن نے اس غرض سے کیا تھا کہ ان حبشیوں کی جو کہ امریکہ میں آزاد کئے گئے تھے ان کے اپنے ملک میں تاکہ ان کی ایک بستی بنائی جائے اور جو وسائل ان کی اصلاح و بہبودی کے لئے بہتر ہیں اختیار کئے جائیں چنانچہ ۱۸۲۲ء میں ساحل گنی پر ایک علاقہ جس کا نام پیپر کوسٹ تھا اسی غرض سے لیا گیا اور اس کا نام لائبیریا رکھا - امید واثق تھی کہ یہ انتظام اہل افریقہ کی حالت کو بہت کچھ سدھار دیگا - لیکن نتیجہ برعکس نکلا کیونکہ اول تو وہ کنارہ ان وحشی حبشیوں کا سدھار میں رکھنا بھی محال ہو گیا بلکہ بعض مرتبہ تو ان سے لڑائیاں بھی ہوئیں اور شکستیں بھی کھائیں کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی - یہ لوگ چونکہ وحشی اور کاہل تھے یہ ان بڑی ٹکسوں کا بوجھہ نہ اٹھا سکے جو کہ ان پر لگائے جاتے تھے ؛

کرومین کے کرومین جنہیں کہ عموماً گرومین کہتے ہیں - یہیں کے باشندے
ہیں یوں تو ان کا صدر مقام لائبیریا کا کچھ حصہ ہے لیکن بوجہ
محنتی ہونے کے گھروں میں نہیں بیٹھتے بلکہ افریقہ کے حصہ میں جو خط سرطان
کے قریب ہے پھیلے ہوئے ہیں یہ لوگ جہازوں کے لئے آدمی مہیا
کرتے ہیں اور باوجود اس کے کہ انہیں چوری کی خو ہے انہیں پسند کیا جاتا
ہے - ان کے نام بھی کچھ عجیب سے ہوتے ہیں مثلاً "ٹام پیپر بوٹل آف
برانڈی باٹلڈ بیر - پرنس آف ویلز - آئی ایم لیبیٹ این - شلنگ - سی
برڈ - بلیک جیک - فل سٹیم یوروپین لباس سے کچھ ان کی عجیب
شکل بن جاتی ہے ؁

گولڈ کوسٹ کے صحرائے لی اون کے پرلی طرف گولڈ کوسٹ ہے
جہاں سونے کی ایک بڑی کان ہے - کچھ دیر ہوئی
ہے کہ یہاں کے لوگوں نے یہاں بڑی لیاقت سے کام لیا تھا - مگر آج کل
یہاں انگریزی کمپنیاں کام کر کے بڑے فائدے اٹھا رہے ہیں ؁
یہاں سے سونا بہت نکلتا ہے اس جگہ کا نام ایکسم ہے باوجود اس کے
کہ آب و ہوا اچھی نہیں بڑی بڑی ترقی ہو رہی ہے - یہاں کے لوگ
جو کہ بانس کے جھونپڑوں میں رہتے ہیں - برٹن کے قول کے مطابق بڑے
خوش باش ہیں - ان کی خوبیں سادگی اور بدظنی - امید اور تقدیر توہمات
اور کاہلی کے اجزا موجود ہیں - یہ لوگ بڑے خلیق ہوتے ہیں - اور جب
کبھی افسر سے ملیں تو ٹوپی اتارتے ہیں - صفائی کو بہت پسند کرتے ہیں
ان کی خوراک زیادہ تر گوشت ہے - جس میں بیل - بکری - سور اور مرغی
کا گوشت شامل ہے - ان کی عورتیں بڑی بدصورت ہوتی ہیں اور بالوں
کو عموماً سینگ یا گچھے کی صورت میں بنائے رکھتی ہیں برائے نام رکھنے
میں بڑے مشتاق ہیں - چنانچہ بچہ کی پیدائش کے دوسرے دن ہی اس

کا کچھ نہ کچھ نام رکھ دیتے ہیں اور اسی طرح کسی اجنبی کے ساحل پر قدم رکھتے ہی کچھ نہ لقب برا ضرور دے دیتے ہیں۔ ان کے بچے چالاک جھگڑالو۔ اور حریص ہوتے ہیں ٭

فینٹن ٹٹس کیپ کالونی کے متصل کے ساحلی اور اندرونی حصے کے لوگ عموماً دو مختلف قومیں خیال کیجاتی ہیں۔ ایک کا نام تو فینٹن ٹٹس ہے اور دوسرے اُشانٹی ہیں اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ ایک دوسرے کے سخت جانی دشمن ہیں لیکن ان میں سوائے اس کے اور کوئی زیادہ اختلاف نہیں کہ فینٹین چونکہ ساحل پر اور اس کے قرب وجوار میں رہتے ہیں ان میں کچھ نہ کچھ اہل یورپ کے نیک و بداطوار آگئے ہیں۔ بعض صورتوں میں تو انہوں نے بڑی ترقی کی ہے۔ لیکن فی الجملہ یہ کچھ ایسے نہ تو شائستگی میں ہی بڑھے ہوئے ہیں اور نہ کچھ بڑے محنتی ہی ہیں۔ یہ لوگ بھورے گندمی رنگ۔ فربہ بدن۔ گول سر موٹے ہونٹوں۔ ابھرے ہوئے جباڑوں کے ہوتے ہیں۔ ان کی ڈاہڑی کے بال بہت مختصر سے ہوتے ہیں۔ ان کی عورتیں عالم شباب میں تو خوبصورت ہوتی ہے۔ لیکن جب ذرہ زیادہ عمر ہو جاتی ہیں۔ تو مکروہ ہو جاتی ہیں مردوں کی نسبت یہ زیادہ ذہین ہیں۔ اور دستکاری کا مادہ بھی ان میں بہت زیادہ ہوتا ہے ٭

لباس اور زیورات مرد وزن چمکیلے نیلے۔ زرد اور سرخ رنگ کے سوتی کپڑے پہنتے ہیں۔ سب بڑی بڑی واسکٹیں پہنتے ہیں اور بکثرت ایسے بھی ہیں جو کندھوں کو ڈھانپتے ہیں شادی شدہ عورتوں کی پیٹھ پر ایک گدی سی بھی ہوتی ہے۔ جس میں بچے وغیرہ اٹھاتی ہیں۔ پیٹی۔ بلوری دانوں کی مالائیں۔ بالے اور ہار وغیرہ ان کے بڑے زیورات ہیں۔ بالوں کو اچھی طرح کنگھی کر کے لمبے چھوڑ دیتی ہیں۔ پھر ان

کو چبہ بی وغیرہ لاکر سینگ کی صورت ہیں بنالیتی ہیں ؂

اخلاق اخلاق کے لحاظ سے یہ لوگ ابھی بڑے ادنے درجے کے ہیں چنانچہ فن ٹس خود غرض اور شہوت پرست بہت ہیں - یہاں تک کہ جن مقامات پر پادری لوگ گئے ہیں اور بہت سوں کو اپنے مذہب میں بھی لے آتے ہیں - وہاں کی اخلاقی حالت بھی ابھی سخت مشتبہ ہے - بہت سے لوگ جو کہ مذہبی خیالات میں بڑے سرگرم ہیں - وہ بھی روزانہ زندگی میں مذہبی رسومات کی طرف زیادہ توجہ نہیں کرتے بدنصیبی سے یہاں ہر چیز ایسی سستی ہے - کہ آدمی بیوی کی تھوڑی سی محنت سے بخوبی گذارہ کرسکتا ہے اور اکثر فن ٹس قوم کے لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور اگر کبھی کچھ تھوڑا سا کام کرنے کے لئے اکسائے بھی جائیں تو نہایت ہی بیدلی سے کرتے ہیں - کوئی چیز بھی ہو خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو سروں پر ہی اوٹھاتے ہیں - کہتے ہیں کہ جب پہلے پہل ہاتھ گاڑیوں کا یہاں رواج ہوا تو یہ لوگ گاڑی کو معہ بوجھ کے سر پر اٹھا کر لے جاتے تھے - ان کے ناچنے کا عجیب ڈھنگ ہے - ناچ کے ساتھ زور زور سے چلاتے ہیں تاڑی اور رم ان کی مرغوب شراب ہے - باجرہ جوار اور دیگر انواع کی سبزیاں اور پھل جو کہ سرطان اضلاع میں پیدا ہوتے ہیں یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں - اور یہ ہی وجہ ہے کہ ان کو کاشت کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی علاوہ مذکورہ بالا نباتاتی خوراک کے مچھلی - بندر اور گھڑیال کا گوشت بھی کھالیتے ہیں ؂

طرز حکومت غلامی اور کثرت ازدواج کی رسم اگرچہ سرکار برطانیہ کی وجہ سے بہت کچھ کم ہوگئی ہے - لیکن ابھی تک بالکل معدوم نہیں ہوئی - تاہم پرانے قومی فرقے جنکے نشانات حیوانی صورتوں کے ہیں ان میں قایم ہیں - ہر فرقہ میں سرداری کا عہدہ موروثی ہے مگر بادشاہ کا انتخاب ایک جماعت کے ہاتھ میں ہے - یہاں کی حکومت مطلق العنان اور وحشیانہ ہے - مجرم کی تحقیقات

اور ڈیل نامی طریق سے ہوتی ہے ؞

اور ڈیل وہ طریق تحقیقات ہے کہ جس میں ایک ملزم کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کھولتے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈالے یا جلتی آگ سے لوہا کا حلقہ نکالے اگر ملزم کو کوئی ضرر نہ پہنچے تو خیال ہوتا ہے وہ بے گناہ اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچے ۔ تو اسے مجرم قرار دیا جاتا ہے ۔ یہی رسم کسی زمانہ میں انگلستان میں بھی جاری تھی ۔ اس میں شک نہیں کہ سرکار برطانیہ مدت پہلے سے یہ خیال دور کر سکتی تھی اگرچہ آج فنٹس قوم کے لوگ مردم خواری کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن ایک صدی بھی نہیں ہوئی کہ یہی عادات ان میں جاری ہے بلکہ اب بھی آشانتی اور ڈاہومے میں یہ عادت پائی جاتی ہے ؞

بھوت پریت کی فنٹس قوم میں بھوت پریت کا بڑا اعتقاد ہے ہر ایک شخص نے ایک اپنا بھوت بنایا ہوا ہے ۔ خواہ اس کی شکل معمولی ہو یا غیر معمولی خواہ کسی قسم کا بت ہو یا گھاس وغیرہ کا پولا زیادہ تر ان بھوتوں کی پرستش ہوتی ہے ۔ جو کہ زیادہ شریر خیال کئے جاتے ہیں ۔ ہر ایک ہفتے میں ان کے تہوار ہوتے ہیں ۔ بلکہ کثرت سے تو یہ مروج ہے کہ خاص خاص دنوں میں خاص خاص فرقے کچھ رسوم کرتے ہیں بڑا تہوار سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے ۔ اس دن بھوتوں کو گھروں سے نکالتے ہیں اور یہ رسم اس طرح ادا ہوتی ہے کہ ایک بڑا گروہ تمام گھروں محلوں اور دیواروں میں زور زور سے چلاتا ڈھول نرسنگے بجاتا پھرتا ہے ۔ اور تمام گھروں میں جا کر اس کی دیواروں اور چھتوں پر سونٹے مارتے اور شراب پیتے اور خوب ناچتے ہیں ۔ بہت سے جادوگر اور ڈائن نکالنے والے ایسے عقاید سے بہت فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ علاوہ آسیب وغیرہ دور کرنے کے ان میں تعویذ اور گنڈے کا بھی بڑا رواج ہے ۔ بہت سے تعویذ جانوروں کے دانتوں اور پنجوں کے ہوتے ہیں ۱۸۵۵ء میں مجسٹریٹس نے مغربی افریقہ کے گولڈ کوسٹ کے ان لوگوں

ہیں جو کہ نشئی زبان بولتے ہیں بہت کچھ روشنی پھیلائی ہے ۔

تدفین

جب متوفی کچھ جائداد چھوڑ کر مر جاوے تو اس کے تجہیز و تکفین پر بڑا شور اور بہت سی رسمیں ہوتی ہیں متوفی کے تمام دوست اس کے گھر کے سامنے جمع ہو کر بڑا شور مچاتے ہیں اور خوب گاتے ہیں علاوہ اس کے اس دن وہاں خوب شراب نوشی اور رقص نوشی ہوتی ہے ۔ بندوقیں بھی چلتی ہیں ۔ ایک کتے اور ایک بھیڑ کی قربانی بھی دی جاتی ہے ۔ جس کا گوشت بعد میں ماتمی ضیافت کے کام آجاتا ہے ۔ اکثر بہت سی جائداد از قسم نقد و طلا لاش کے ساتھ دفنائی جاتی ہے جو دفن شدہ لاش کو خراب کرنے کی ایک ترغیب ہوتی ہے بسا اوقات دفن کے بعد لاش کی بہت مٹی پلید ہوتی ہے ۔

آشانٹی قوم

ان لوگوں کا حال ہمیں اس وقت سے اچھی طرح معلوم ہوا ہے جب کہ ہم نے ۱۸۷۳ء میں ان کے دارالخلافہ پر چڑھائی کی ۔ لیکن ان کی دشمنی حبشیوں اور دیگر غیر ممالک کے باشندوں سے اسقدر ہے کہ ہم پھر بھی اس سے زیادہ حال نہیں معلوم کر سکے جسقدر کہ ۱۸۰۷ء میں باؤڈیچ نے بتلائے ہیں دارالخلافہ کماسی سن ۱۷۰۰ء کے قریب سے تاریخ مخلوقات میں آیا ہے ۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آشانٹی اور فنٹس قوم کے لوگ دور دراز کے اضلاع سے آئے ہیں ۔ دارالخلافہ ایک چٹانی ڈھلوان پر تعمیر ہوا تھا ۔ اور اس کے ارد گرد تمام دلدل اور ندیاں ہیں ۔ اس کی شکل مستطیل شکل کی سی ہے جسکا حلقہ قریباً چار میل کا ہے ۔ اس جگہ بڑے فراخ بازار اور کھلے چوک ہیں ۔ تمام بازار اعلےٰ افسروں کے نام سے موسوم کئے گئے تھے اور انہیں کے زیر نگرانی تھے جابجا پتھر کے جھونپڑے تیار کیے گئے تھے جہاں سے کہ بادشاہ اور اس کے ارکان جماعتوں کا نظارہ کر سکتے تھے ۔ منڈیاں اعلے پیمانے پر قایم تھیں جن میں مختلف قسم کی سبزیاں ۔ تاڑی رم ۔ بلور کے منکے آئینے ۔ پوڈر ۔ دھاگے اور اسی طرح کی کئی چیزیں جنہیں

کہ حبشی لوگ پسند کرتے تھے بکا کرتی تھیں ۔

شاہی محل یہ عمارت بڑی وسیع ہے اور تمام افریقہ کے واسطے ایک عالی شان جگہ ہے اس کا سامنا حصہ دو منزلہ مربع شکل کا ہے ۔ چھت اور چار دیواری چوڑی ہے ۔ بلکہ کچھ کچھ برجوں سے ملتی ہے محل کے سامنے کئی ایک طرح کے صحن ہیں ۔ جو کہ مقفل رہتے ہیں ۔ کہتے ہیں ۔ کہ اس محل کا نقشہ ایک فنی معمار نے تیار کیا تھا ۔ شاہی آرائشی سامان میں ہندوستان ۔ افریقہ اور یورپ کے خزائن ہیں جن میں مختلف قسم کی تصاویر ایرانی قالین ۔ سرخ چمڑے کی زین ۔ نہایت نفیس شاہی چھتر اور مختلف زبانوں کی کتابیں شامل ہیں ۔ موجود ہیں ۔ ۱۸۷۴ء میں تمام شہر اور اس محل کو فوج برطانیہ نے مسمار کر دیا تھا ۔ لیکن اسی وقت سے اسی پرانے موقعہ پر نیا دار الخلافہ بن گیا ہوا ہے ۔ ابھی تک کوئی گائڈ بک تیار نہیں ہوئی اور نہ کوئی نیا دورہ وہاں کسی نے کیا ہے ۔ باوجود برطانیہ کے رعب داب کے بھی یہاں دورہ کرنا خوف وخطر سے خالی نہیں ۔

مکانات شاہی محل کی طرح عام لوگوں کے گھر وغیرہ بھی افریقہ کی اقوام سے کہیں اچھے بنے ہوئے ہیں ان مکانوں پر مٹی کا پلستر ہوتا ہے ۔ اور جالی کی شکل چوبی دیواریں ہوتی ہیں ۔ ان کی چھتیں اور برآمدے ستونوں پر قایم ہوتے ہیں ۔ بعض بعض مکان دو منزلہ بھی ہوتے ہیں مکانوں کی کھڑکیاں لکڑی کی بنی ہوتی ہیں ۔ اور ان پر کھدائی کا کام نہایت ہی نفیس بنا ہوتا ہے ۔ کھڑکیاں سرخ رنگ سے رنگی ہوتی ہیں ۔ ان گھروں میں شائستگی کے بہت سے نشان دکھائی دیتے ہیں ہر روز صبح کو گھر کا تمام کوڑا کرکٹ گلی کے پچھلی طرف پھینک کر جلا دیا جاتا ہے ۔

خزائن اور دیگر جاہ وتجمل باؤڈچ نے اس جاہ وتجمل اور شان وشوکت کا حال جو کہ اس نے کماسی میں دیکھا بڑا ہی

پہ زور تحریر کیا ہے۔ اور اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ یہاں ۔۔ سونا با فراط
ہوتا ہے۔ اور آسانی سے دست یاب ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ہماری
فوج یہاں پہنچی تو انہیں کچھ بھی دست یاب نہ ہوا جسکی وجہ غالباً یہ معلوم
ہوتی ہے۔ کہ لوگوں نے دفنا دیا تھا۔ یا کہیں چھپا دیا تھا۔ تمام سونا پادشاہ
کی ملکیت ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی کسی قسم کا زیور پہنا چاہے تو اسکو شاہی
لائسنس یعنے اجازت نامہ لینا ہوتا ہے۔ شاہ اشانتی کے تجمل
کے اسباب گانے والوں کے گروہ۔ زرق برق کپڑے۔ نہایت شاندار
کھلے ہوئے گھومنے والے چتر کے علاوہ کئی ایک اور چیزیں ہیں اور یہ
امر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ باڈوچ کے زمانے میں یہاں کے بادشاہ نے
اپنے آپ کو ان تمام چیزوں کا جو کہ خاص افریقہ میں تیار ہوتی تھیں۔ یا باہر سے
آتی تھیں۔ مرکز بنایا تھا۔ کئی ایک جانوروں کے سر سونے سے منڈھے
ہوئے خدام شاہی کی تلواروں کے سنہری دستوں سے لٹکتے رہتے
تھے اور ان پر سجاوٹ کے طور پر دشمنوں کی کھوپریاں لگی ہوتی تھیں۔ بڑے
بڑے قرمزی نقارے چیتوں کی کھالوں سے منڈھے ہوتے تھے۔ نقارچی
کی کلائیوں میں کئی ایک گھنٹیاں اور عجیب طرح کے لوہے کے ٹکڑے بندھے
ہوتے تھے۔ جب نقارہ بجتا تھا تو ان سے بڑا شور پیدا ہوتا تھا۔ چھوٹی چھوٹی
ڈھولکیں سرخ کپڑے کی طنابوں سے گردن کے گرد لٹکالی جاتیں تھیں نرسنگوں
کے منہ پر جو کہ جوان ہاتھی کے دانتوں کے ہوتے تھے ان پر سونا اور آدمی کے
جباڑوں کی ہڈیاں لگی ہوتی تھیں عقاب کے پروں کی بنی ہوئی جنگی ٹوپیاں
پیچھے کی طرف سے خمیدہ شکل کی ہوتی تھیں۔ بڑے بڑے اہلکاروں کے
پنکھے شترمرغ کے بازوؤں کے پروں کے ہوئے تھے۔ ان کی کرسیوں
کے پیچھے (جو کہ سیاہ لکڑی کی بنی ہوتی تھیں اور جن پر سونے اور ہاتھی دانت
کا کام کیا ہوتا تھا) ان کے نہایت خوبصورت نوجوان غلام کھڑے ہوتے تھے

جن کی چیتے کی کھال کی پوشش ہوتی تھیں۔ اس پر سنہری گھونگے اور
چھوٹے چھوٹے چاقو جن کے سونے چاندی کے نیام ہوتے تھے لگے
ہوتے تھے۔ اسی طرح کے ہاتھی دانت مرصع کار توس کے
بکس ان کے نیچے لٹکتے۔ ایک بڑی سنہری دستے کی تلوار کندھے کے
پیچھے آویزاں ہوتی تھی۔ ریشمی چادریں بازوؤں سے لے کر کمر تک لٹکتی
تھیں۔ بندوقیں لمبی لمبی ہوتی تھیں۔ جن پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر
سنہری پتریاں لگی ہوتی تھیں۔ اور ان بندوقوں کے کندے گھونگے سے
جڑے ہوتے تھے۔ بعض کرسیوں کے پیچھے نہایت خوبصورت لڑکیاں
چاندی کے برتن لئے کھڑی رہتی تھیں۔ ان کے مونڈھے جو کہ نہایت
نفیس کھدے ہوتے تھے اور جن میں عموماً دو بڑی بڑی گھنٹیاں بندھی
ہوتی تھیں خاص منظور نظروں کے سر پر بڑی نمایش سے رکھے جاتے
تھے۔ اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کی جماعتیں تمام گرد اگرد بیٹھ جاتی تھیں خوبصورت
ہاتھیوں کی دمیں نہایت اچھی طرح سے سجی ہوتی تھیں۔

طرز حکومت۔ آشانتی کا بادشاہ مطلق العنان ہے۔ اس کی جگہ یا
تو اس کا بھائی یا اس کے بھتیجے جانشین ہوتے ہیں۔ کپتان جنہیں کہ کیبوکیئر
کہتے ہیں بادشاہ پر کچھ نہ کچھ ضرور رکھتے ہیں۔ بادشاہ بھی تمام بڑے بڑے
ملکی جنگی اور غیر ممالک کے متعلق ان سے اکثر مشورہ کرتا ہے۔ بڑے
بڑے ارکان میں جلد وہی شامل ہیں جن کے پاس سنہری دستے کے بڑے
چاقو ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کے پاس نقارہ فضا ہوتا ہے۔ جس پر
آدمی کی ہڈیاں۔ بال کھال وغیرہ لگے ہوتے ہیں علاوہ اس کے ایک لکڑی
کا کٹڑا ہوتا ہے۔ جس پر ہر ایک مقتول کا کچھ نہ کچھ خون ضرور چھڑکا جاتا ہے۔

انسانی قربانی ڈاہومے کی طرح یہاں بھی آدمی کی جان کی کچھ پروا
نہیں کیجاتی بادشاہ اور اسکی ماں کی موت پر ہزاروں

آدمی قربان کئے جاتے ہیں اور اسی طرح ذی مرتبہ اہلکاران کی موت پر بھی ہوتا ہے۔ فوج کا اعلےٰ سردار ہر ہفتہ یہ خونی رسومات ادا کرتا رہتا ہے۔ قربانی کے لئے۔ عورتیں۔ غلام اور مجرم لوگ قتل کئے جاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر حبشیوں کے مذہب کا اور خوفناک نظارہ کیا ہوسکتا ہے کہ ان میں اس طرح کی وحشیانہ کشت و خون ایک ضروری امر خیال کیا جاتا ہے۔ جس سے ان کی یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ متوفی کو اچھا مکان اور خاطر و تواضع کے لئے اچھے خادم ملیں۔ یہ خیال بھی اسی طرح کا مبالغہ ہے جو کہ متوفی کے ساتھ اُنہیں کھانے پینے کی اشیاء زیور۔ اور برتن وغیرہ رکھنے کی طرف مایل کرتا ہے۔ یہ کشت و خون اس کثرت سے کیا جاتا ہے کہ کئی مجرموں کو قتل کرنے کے لئے جگہ ہی نہیں ملتی ۔

پاداش جرایم غلاموں کو مار ڈالنے کے لئے کوئی سزا نہیں۔ بیوی اور بچہ کی قتل کی تلافی اس طرح کیجاتی ہے۔ کہ اس کے عزیز و اقارب کو خون بہا کے طور پر کچھ جرمانہ دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی آدمی اپنے برابر کے رتبے والے کو مار ڈالے تو اسے قتل کیا جاتا ہے۔ سرقہ کے متعلق یہ سزا ہے کہ مجرم کو علاوہ مال مسروقہ کے ایک اور رقم کثیر ادا کرنی ہوتی ہے۔ رات کے وقت کماسی میں بغیر اجازت شاہی کے کوئی آدمی باہر نہیں نکل سکتا۔ بادشاہ توپچی کا کام بھی خود ہی کرتا ہے۔ کم از کم ہر توپ چلتے وقت اوسکا موجود ضرور رہی ہے۔ اشانٹی قوم کے لوگ فنٹس سے زیادہ دلیر ہوتے ہیں اور ہر ایک بالغ شخص ایک سپاہی ہوتا ہے۔ یہاں کی فوج نہایت باضابطہ ہے۔ عام لباس چمڑے کے رنگ کے سوتی کپڑے کا ہوتا ہے۔ چہرہ پر یہ لوگ ایک عجیب قسم کا سبز اور سفید غازہ ملتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے کپڑوں کا بہت سا حصہ خود ہی گھروں میں اپنی اپنی گرگہ پر تیار کر لیتے ہیں اور خاصکر زرا زیادہ

شاید ادہو - وہ ضرور یہی خود بناتے ہیں - یہ لوگ علاوہ جولاہے کے کام کے بجارہی اور چمڑے کے کاموں میں بھی خوب لایق ہوتے ہیں *

بہوت پرسیت کا خیال ان اشانٹی لوگوں میں نہایت ہی وسیع ہے کیونکہ ان کی قربانی انسانی ہوتی ہیں - ہم یہاں اس کی توضیح نہیں کرنا چاہتے مختصر یہ ہے کہ کہین کے لوگ بھی اتنے ضعیف الاعتقاد نہیں ہوتے جیسے کہ یہاں کے * * *

ڈاہومے کے فیضون کے ڈاہومے جو کہ اشانٹی کے مشرق کی طرف واقعہ ہے - اس کشت و خون میں اس کو بھی مات کرنا ہے - فیضوں حبشی لوگ ہیں اور ان کا بادشاہ مطلق العنان ہے یہ لوگ آشانٹی کی نسبت کوتہ قد لیکن فربہ بدن ہوتے ہیں - عام لوگوں کی نسبت جو اعلی جماعت کے ہیں یہ رنگ میں ہلکے ہوتے ہیں - یہ لوگ اور ناچ اور درختوں پر چڑھنے میں بڑے چالاک ہوتے ہیں - چال چلن کے لحاظ سے چھوٹے - بیہودہ گو - خدمتگذار - دغاباز - چور - کینہ جو - سخت - ظالم اور جاہل ہوتے ہیں - محبت کرنے کی ان میں خو ہی نہیں - ان کی عورتیں مردوں کی نسبت مضبوط ہوتی ہیں - اور شباب کے بعد سخت مکروہ ہو جاتی ہیں مرد و زن کنپٹی پر تین سید سے خط کھینچ لیتے ہیں - اور بالوں کو کئی طرح پر بناتے ہیں - تمام جسم پر آفتاب کی گرمی سے بچنے کے لئے تیل ملے رکھتے ہیں - عورتوں کے پستان لمبے ہوتے ہیں اور تھیلوں کیطرح لٹکے رہتے ہیں - جس سے ان کی صورت اور بھی بدنما معلوم ہوتی ہے - سوائے بہت غریب آدمیوں کے یہ لوگ ایک کمربند اور اس کے اوپر ایک چھوٹا کوٹ پہنتے ہیں - جن لوگوں کو میسر ہو سکے وہ ایک لمبا چوغہ بھی اوپر پہن لیتے ہیں - لیکن اکثر اسے بایئں کندھے پر ڈالے رکھتے ہیں - عورتیں بھی اسی قسم کے چوغے پہنتی ہیں لیکن صرف جسم کے گرد لپیٹ رکھتی ہیں - ان کی زیبائش کا عجیب زیور یہ ہے

کہ کان میں ایک موم بتی ڈال رکھتی ہیں ۔

ان کی اصل خوراک کنگی نامی غلے کی روٹی ہوتی ہے۔ جسے یہ لوگ یا تو اوبال لیتے ہیں۔ یا کیلے کے پتوں میں رکھ کر بھون لیتے ہیں۔ گوشت امیر آدمی کھاتے ہیں۔ بیوی خاوند کی تعظیم کے واسطے دوزانو ہوتی ہے۔ شراب کا رواج ان میں بہت ہوتا ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ پانی یہاں بہت کمیاب اور خراب ہوتا ہے ۔

اس ملک میں تمام زمین بادشاہ کی ملکیت تصور ہوتی ہے۔ جس کے عوض میں رعایا معاملہ دیتی ہے۔ یہاں کی زمین بڑی زرخیز ہے۔ کھیتی کا بہت سا کام عورتیں ہی کرتی ہیں۔ یہاں کے گھر اشانٹی کے گھروں کی نسبت ادنے درجہ کے ہوتے ہیں ۔

ایمے زان } ڈاہومے کی مشہور باتوں میں ایک یہ ہے کہ یہاں ایمے زان یعنے عورتوں کا ایک فوجی دستہ ہے۔ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ مرد ملک میں جنگ کیوجہ سے بہت مارے گئے اور اس کمی کے لئے عورتوں کا دستہ تیار ہوا ہو۔ کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ ۱۸۲۸ء سے شروع ہوا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہاں کے طاقتور بادشاہ (جس نے ۱۸۱۸ء سے ۱۸۵۸ء تک حکومت کا دعوے ہے کہ ایمے زان (فوجی عورتوں کا دستہ) کو پہلے پہل میں نے ہی باقاعدہ بنایا ہے اور درحقیقت اس کی حکومت کے ابتدائی حصہ سے لے کر اس بادشاہ کے فوجی محکمہ میں اچھی طرح سے کارروائی دکھائی گئی ہے۔ یہ بادشاہ خود رعایا میں سے عورتوں کو اس پلٹن میں بھرتی کرنے کے لئے انتخاب کرتا ہے۔ ان میں چند تو بادشاہ کے لئے مخصوص ہو جاتی ہیں۔ اور بعض افسروں سے شادیاں کر لیتی ہیں۔ لیکن کثرت کے ساتھ مجرد ہی رکھی جاتی ہیں یہ عورتیں ویسی ساخت کا ایک سوتی چوغہ پہنتی ہیں جیسکی

آسنین بالکل نہیں ہوتیں اور اس پر سفید اور آسمانی رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ علاوہ ان چوغوں کے ان کے لباس میں چھوٹے چھوٹے پاجامہ بھی شامل ہیں ٭

قدرتاً یہ عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ تر نازک ہوتی ہیں۔ لیکن نہایت چست پہلے درجے کی ہمت والی۔ بہادر۔ آزاد۔ شیخی باز اور نہایت خوفناک دشمن ہوتی ہیں۔ بعض رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ نشانہ بازی میں یہ بڑی ہی استاد ہیں۔ بندوق کو بڑی تیزی سے بھرتی اور چلاتی ہیں۔ لیکن بعض اس کے برخلاف ظاہر کرتے ہیں ان میں جو کپتان ہوتی ہیں وہ دشمنوں کی کھوپریاں کمربندوں میں لیے جاتی ہیں پادشاہ کے محلوں میں یہ بڑی مفید ہوتی ہیں۔ کیونکہ پانی کا کام جو کہ ایک نہایت ضروری اور یہاں ایک نادر چیز ہے۔ انہیں کے سپرد ہوتا ہے۔ سب کی سب ایک لائن میں کھڑی ہو کر یہ کام انجام دیتی ہیں۔ اور جب کوئی راستہ میں آتا ہوا دکھائی دے تو فوراً گھنٹی بجا دیتی ہیں جس سے ان کی یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ راستہ صاف رکھا جائے۔ کیونکہ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی کچھ نقصان پہنچے تو وہی آدمی اس کا باعث خیال کیا جاتا ہے۔ جو کہ نہایت قریب ہو اور اس کی پاداش میں یا تو زندگی سے یا ہمیشہ کے لئے آزادی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے ٭

لڑنے کا طریق

یہاں مردوں کی بھی ایک بڑی فوج ہوتی ہے۔ جو کہ عورتیں کے دستے طرح بندوق اور تلوار سے مسلح رہتی ہے۔ ان کا لڑنا دھوکے اور مکاری سے ہوتا ہے۔ اور ایک دم آپڑتے ہیں۔ ان کا بڑا مقصد یہ ہے کہ منزل مقصود پر اس طرح پہنچ جائیں کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ اگر جیت جائیں تو بہتر ورنہ ایک یا دو گھنٹے تک بغیر کسی قاعدہ یا قواعد کے ایک بے ترتیب طریق سے لڑتے ہیں۔ اور ناکامی کے آثار دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور جسطرح ہو سکے دارالخلافہ میں آپہنچتے ہیں۔ ۱۸۷۴ء میں جب کہ انہوں نے میپے اور کوٹا کے برخلاف بغیر سوچ سمجھ کے چڑھائی کر دی تو ان کا بہت نقصان ہوا اور ان کی طاقت بھی بہت کچھ گھٹ گئی ٭

رسم و رواج ہم یہاں اس امر کی کوشش نہیں کرینگے کہ ڈاہومے کے رسم و رواج کا ہم مفصل حال لکہیں - یہ نہایت تکلیف دہ وحشیانہ طریق اور انسانی زندگی کی تباہی کے اصولوں پر قایم ہیں - صرف یہ کہہ دینا کافی ہوگا - کہ یہاں کے پادشاہ کا یہ اعتقاد ہے - کہ زیادہ جانیں ایک تو اس لیئے قربانی کی جائیں کہ اس کی ملک ارواح میں اسکی عظمت کی تصدیق ہو اور دوسرے اس لیئے کہ متوفی بادشاہوں کے پاس ایلچی وغیرہ بھیجکر ان کی رائیں مانگی جائیں - اور یہ قربانیاں ان لوگوں کی ہوتی ہیں جو کہ مجرم قرار دیئے گئے ہیں - اگر یہ نہ ہوا تو پھر پادشاہ کے کسی خاص مقرب کو انہیں اعزاز کے لیئے قربان کیا جاتا ہے - شاہی محل تمام انسانی کھوپڑیوں سے سجے ہوتے ہیں - بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے - کہ سونے کے کمرے کا تمام فرش دشمن کی کھوپڑیوں کا بنا ہوا ہوتا ہے - مفتوح بادشاہوں کے کھوپڑیوں سے شراب کے پیالے بناتے ہیں سالانہ رسمیں پادشاہ کے دشمنوں کے ہاتھ سے بچنے کی تقریب سے وابستہ ہوتے ہیں - اور ان سے ایک مطلب رعایا پر ٹکس لگانے کا خوف دلجانا ہے - پادشاہ کی موت پر بڑی بڑی رسمیں اس غرض سے کی جاتی ہیں - کہ پادشاہ کی روح ملک ارواح میں بڑی دہوم دھام سے داخل ہو اور اس کے ہمرکاب ہولیں اور خادم وغیرہ بھی ہوا - اس میں کچھ شک نہیں کہ شان و شوکت کو دوبالا کرنے کے لیئے بہت سے مجرم قتل کیئے جاتے ہیں *

فیٹش ازم ڈاہومے سے بڑہ کر کہیں بھی اس کا رواج نہیں - عموماً اس دیوتا کا نام فیٹوتی تام یا جی وہی ہے - یہ دیوتا آدمی سے افضل درجہ کا مانا جاتا ہے مگر نہ تو اس سے لوگ کسی طرح کا خوف رکھتے ہیں اور نہ محبت - لیکن ان لوگوں کا یہ اعتقاد ہے - کہ یہ بہوت پریت آدمیوں کو بچا سکتے ہیں - اور ان کی عالم ارواح میں بھی شفاعت کر سکتے ہیں - ان کی سکونت کی بابت لوگوں کا یہ خیال ہے - کہ یہ مختلف اشیا میں رہتے ہیں *

بلند اور خوبصورت درختوں کی بھی ان لوگوں میں پرستش کیجاتی ہے۔ جب کبھی کوئی بیمار ہوتا ہے۔ تو یہاں آکر کئی ایک طرح کی منتیں مانتے ہیں۔ اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ان میں سمندر کی پرستش بھی جاری ہے۔ امام کی ان میں بڑی عزت ہے۔ اور اس کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ چاول۔ تیل۔ غلہ اور کوڑیاں وغیرہ سمندر میں ڈالے اور اس کے آگے التجا کرے کہ وہ خوفناک طوفان کی صورت اختیار نہ کرے۔ اسی طرح بجلی کا بھی ایک دیوتا ہوتا ہے۔ غرضیکہ ان دیوتاؤں کے اماموں کا بڑا زور ہوتا ہے۔ اور عورتیں جو عموماً ان کے پاس جمع ہوتی ہیں۔ ان کی شادی ان دیوتاؤں سے ہو جاتی ہے۔ اور اکثر اوقات یہ عورتیں بڑے لوگوں کے سامنے ناچنے اور کودنے کے بڑے بڑے جوش دلانے والے تماشے کرتی ہیں۔

یوروباس اور ایگباس خوش قسمتی سے آئے دن ڈاہوے کی طاقت اور تعداد گھٹ رہی ہے۔ اور امید ہوتی ہے۔ کہ ان دیوتاؤں کے اماموں کی جگہ کچھ اچھی باتیں قایم ہونگی انتہا مشرق کی طرف ٹوپے اور کوٹا اور یوروباس سے اور ادھر ساحل کے قریب ایگباس سے داہوے قوم کی ترقی اور طاقت گھٹائی جا رہی ہے۔ قصبہ لیگوس جو کہ ایک جھیل پر واقع ہے۔ سنہ ۱۸۶۱ء میں انگریزوں کے قبضے میں آگیا تھا۔ اس شہر کا ان لوگوں سے بڑا رسوخ ہو رہا ہے۔ بلکہ منڈی کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہاں کے لوگ بڑے پست قد ہوتے ہیں۔ یوروبا ملک میں بھی عیسائی پادری بڑی ہی کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن یہاں اس قدر آبادی ہے کہ ابھی تھوڑا سا حصہ ہی اصلاح پذیر ہوا ہے۔

جسمانی حالت مردوں کے چہرے اور عورتوں کی بناوٹ مبرّہ ہی بدوضع بدنما ہوتی ہے۔ مگر مردوں کے جسم کچھ ایسے بھدے نہیں ہوتے۔ قریباً وجوانہ کی قوموں کی طرح یہ بھی بالوں کو عجیب و غریب

خیالی نمونوں میں بنا رکھتے ہیں اور بدن پر جانوروں وغیرہ کی شکلیں گوڈ
چھوڑتی ہیں - چوڑیاں - بازو بند اور کنٹھے وغیرہ میں یہ لوگ گھونگے وغیرہ
با افراط پہنتے ہیں - علاوہ ان زیورات کے بلوری یا دیگر اقسام کے دانوں
کا بھی بڑا رواج ہے ٭

سلام کرنے کا طریق ان لوگوں میں سلام کرنے کا طریق نہایت عجیب و غریب ہے مختلف لوگوں مثلاً
اجنبی - مسافر - بیٹھے ہوئے - کھڑے ہوئے - اور اپنے گھر والوں کے
لئے سلام بھی مختلف طریقوں میں کئے جاتے ہیں - اور ان میں کورنش کی بھی
جاری ہے - برٹن صاحب لکھتے ہیں - کہ عموماً یہ طریق ہے - کہ پہلے زمین پر
بیٹھ جاتے ہیں - پھر ایک دو یا تین دفعہ تالیاں بجا کر بکری کی طرح ہاتھ پاؤں کے
بل کھڑے ہوتے ہیں - پھر پیٹ - چھاتی - پیشانی - اور چہرہ کے دونوں رخساروں
کو باری باری زمین سے چھوتے ہیں - اس کے بعد زمین پر بوسہ دیتے ہیں اور
نصف کھڑے ہو جاتے ہیں - پھر دائیں کہنی کو بائیں پر اور بائیں کو دائیں پر رکھتے
ہیں - پھر کھڑے ہو کر زمین کو سلام کرتے ہیں اور اس کے بعد کھڑے ہو جاتے
ہیں - باوجود اس رسم و قواعد کے آپ اس بات سے حیران نہ ہونگے - کہ مرد و زن
علیحدہ علیحدہ دستر خوان پر کھانا کھاتے ہیں -

ضعیف الاعتقادیاں یوروبا کا شمالی حصہ کو فلانامی قوم نے فتح کر لیا ہے اور گانڈو کی سلطنت میں شامل ہے
ایلوری جو کہ تجارت کا ایک بڑا قصبہ ہے - ایک بادشاہ کے تابع فرمان ہے
یہاں کا شاہی مذہب اسلام ہے - یہ بات ابھی پوری تحقیق نہیں ہوئی کہ آیا شمالی
یوروبا میں انسانی قربانی جاری ہے - یا معدوم ہو گئی ہے لیکن دیوتاؤں
اور متوفی بزرگوں کی پرستش ابھی تک جاری ہے - یہاں کچھ مخفی سوسائٹیاں
بھی ہیں - ان کی رسمیں کچھ پوشیدہ ہی ادا ہوتی ہیں - یہ فرقے لوگوں کے واسطے

بڑے خوفناک اور ایذا دہ ہیں۔ یہ لوگ دو چیزوں سے بڑے خائف ہیں ایک تو انگوگن جس کے معنی مسے پڑیاں ہیں۔ اس کی بابت ان لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ ایک مردہ ہوتا ہے۔ جو کہ قبر سے اٹھتا ہے۔ اور دوسرا ادرو جس کی بابت ان کی رائے ہے۔ کہ یہ ایک مہیب شکل ہوتی ہے۔ جو جنگلوں میں پھرتی ہے اور نہایت ضروری ہے کہ عورتیں اسکی آواز سنکر گھروں کے اندر بھاگ آئیں۔

آیل کوسٹ ہم خصوصیت سے آیل کوسٹ کے (جو کہ دریائے نائی گر کا ڈیلٹا ہے۔ اور جس سے آج کل تاڑی کا تیل اندرونی ممالک سے داخل ہو کر باہر جاتا ہے اور جہاں سے کہ کسی زمانہ میں غلام بکنے کے لئے باہر جاتے تھے) سلاطین کا حال تحریر نہیں کر سکتے۔ ان ساحلوں کے حبشی کچھ دیگر حبشیوں سے اختلاف نہیں رکھتے۔ بونی کا بادشاہ ایک پشت سے زیادہ عرصہ تک باعث تسخیر رہ چکا ہے۔ اور اغلب ہے۔ کہ چند سالوں میں بھول بسر جاوے تاڑی کے تیل کا ساحل میں بہت سے دریا ہیں جو کہ مغربی افریقہ کی تجارت سے ظہور میں آئے ہیں۔ مثلاً اولڈ کیلے بار۔ نیو کیلے بار۔ بونی۔ براس۔ بینینی وغیرہ۔

بیرحمانہ رسمیں لوگ اگرچہ بیوقوف اور طفلانہ مزاج کے نہیں ہوتے لیکن وحشی اور بے رحم سخت ہوتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ بونی لوگوں کے اگر کہیں جوڑوان بچے پیدا ہوتے تھے۔ تو انہیں زندہ ہی دفنا دیتے تھے۔ یہ رسم ابھی تک بعض اضلاع میں جاری ہے۔ بلکہ علاوہ اس کے یہ رسم بھی ان میں مروج ہے۔ کہ اگر بچہ کا اگلا اوپر کا دانت نیچلے سے پہلے سے نمودار ہو جائے تو اس کو بھی مار دیتے ہیں ۱۸۵۹ء کا ذکر ہے۔ ڈیوک ٹاؤن کی منڈی میں جو کہ اولڈ کیلا بار پر واقع ہے۔ علانیہ انسانی گوشت فروخت کے واسطے رکھا جاتا تھا۔ قرب و جوار کی ریاستوں میں یہ ایک دستور عام ہے۔ کہ اسیران جنگ کا گوشت کھایا جاتا ہے ۔

فیتش یعنی دیوتا کے واسطے یہاں عام نام جو جو ہے۔ اور ہر ایک گاؤں

ہیں ایک جو جو کا گھر ہوتا ہے جہاں بہت سے کھوپڑیاں اور کئی ایک دیوتاؤں کی بت ہوتی ہے ۔ جسطرح ہم نے پہلے اگوگن اور اورو کی بابت لکھا ہے اسی طرح یہاں مجیو جمبو ہوتے ہیں ۔ یہ لوگوں کے واسطے بڑے خوف کا باعث ہے یہ ایک عجیب وغریب لباس میں نکلتا ہے ۔ اور ان کی سرائے ہے ۔ کہ یہ بہت سے تہواروں میں عورتوں اور مردوں کو جنہوں نے کہ عام رائے کو کچھ نقصان پہنچایا ہو ۔ پکڑ کر لے جاتا ہے ۔ اور خوب سزا دیتا ہے ۔

آبو کے لوگ یہ تابگر کی طرح اہل یورپ کی سخت دشمن ہیں ۔ سردار لوگ برحق سمجھتے ہیں ۔ کہ وہ اُن سوداگروں پر جو کہ اُن کے علاقہ سے گذریں ٹکس لگائیں ۔ اور بعض وہ کام جو کہ یہ لوگ براہ راست کرتے ہیں اس لئے روک دیتے ہیں کہ کچھ زیادہ منافع اٹھالیں ۔ آبو ایک بڑی آباد جگہ ہے ۔ لوگ اگرچہ غریب ہیں ۔ مگر بڑے مکار ۔ ان کی گذران زیادہ تر دریائی ڈاکہ زنی پر ہے ۔ سرداروں کے انتخاب کرتے وقت بڑی سخت لڑائیاں ہوتی ہیں ۔ اور فاتح فریق حریف کو مار دیتا ہے ۔

بردو کہتا ہے کہ آبو کے لوگ آسانی سے پہچانے جاتے ہیں ۔ ان کی بڑی بھاری شناخت یہ ہے ۔ کہ ان کی کنپٹی پر آنکھ سے لے کر کان تک تین گڈھے ہوئے زخم ہوتے ہیں ۔ اور اسی طرح کے تین متوازی خطناک کے اوپر اور آنکھوں کے درمیان بنے ہوتے ہیں ۔

عورتوں کے اس طرح کے خط کثرت سے ہوتے ہیں ۔ ہاتھی دانت یا تانبے کے چھلوں سے ان لوگوں کے تمام بازو اور ٹانگیں لدی ہوئی ہوتی ہیں ۔ عورتیں شادی کی انگوٹھی کی طرح شادی کے بعد پازیب پہنتی ہیں ۔ جو کسی وقت بھی اتاری نہیں جاتیں ۔ ان لوگوں میں بہت سے ایسے ہیں جن کی بتلی آنکھیں سیاہی مائل سرخ رنگ خوبصورت اور خوب بنا ہوا جسم ہوتا ہے ۔ وے بہت ہوتے ہیں اور بحث کرتے وقت فوراً تند ہو جاتے ہیں ۔ بلکہ بہت جلد حد سے بڑھ جاتے

ہیں - ان لوگوں میں جو نسل مردم خوار ہے - وہ سیاہ - دبلی - لپست قد اور بدنما ہوتی ہے ؞

ازدواج کے ان کی شادیاں ایک طرح کی تجارت ہے - کوئی رسم و رسومات ادا نہیں ہوتی عورتیں ناز و کرشمہ یا حیا جانتی ہی نہیں - ہر ایک بیوی خاوند کی غلام ہوتی ہے - بہت سا کام کاج بھی کرتی ہیں - بلکہ باہر کھجور کا تیل اکٹھا کرنے کے لئے بھی بھیجی جاتی ہیں - یہاں کی عورتیں بچوں کو گود یا پیٹھ پر نہیں لے جاتیں - بلکہ بازوؤں میں اٹھاتی ہیں - بچے والدین کے پاس اس وقت تک رہتے ہیں جب تک کہ وہ خود اپنا گذارہ کرنے کے قابل نہیں ہوتے سوائے سرداروں یا اعلا خاندانوں کے لڑکوں کے دوسرے لڑکے جب ذرا کمانے کے لائق ہو جاتے ہیں تو فوراً بھاگ جاتے ہیں - یہاں کے لوگوں میں کاشت کار بھی ہوتے ہیں - جوار - باجرا - زمین قند - وغیرہ کی زراعت یہاں بہت ہوتی ہے - اور بڑے محنتی - ذہین اور ہوشیار ہوتے ہیں ؞

بردہ فروشی کے ایم برڈ کہتے ہیں کہ اگر کوئی دنیا بھر میں سخت ماتمی نظارہ ہے تو وہ اگ بی ٹی کی غلاموں کی منڈی ہے - یہ منڈی دریائے نائیگر اور بینو کے مقام اتصال کے جنوب میں واقعہ ہے - وہ لکھتے ہیں - کہ علانیہ طور سے مال مویشی کی طرح آدمی - عورتیں بچے نیلام کئے جاتے ہیں - یہ غلام بالکل برہنہ ہوتے ہیں - نیلام کرنے والا سخت کوشاں اس بات کا ہوتا ہے - کہ وہ خریداروں پر ان کی خوبیاں ظاہر کرے - خریدار ذرا ذرا سی بات میں ان کا امتحان کرتی ہیں - علاوہ اور باتیں دریافت کرنے کے خریدار منہ کھول کر ان کے دانت دیکھتا ہے - اس امتحان کے واسطے فروخت کنندہ کچھ چوں چرا نہیں کرتا - مردوں کی قیمت صرف ان کی لیاقت - طاقت اور عمر ہی کی وجہ سے نہیں گھٹتی بڑھتی بلکہ علاوہ صفات مذکورہ کے ان اضلاع میں ان کو فوقیت ہوتی ہے - جہاں کہ وہ پہلے

والے ہوں - وجہ اس کی یہ ہوتی ہے - خاص خاص ضلعوں کے آدمی کینہ جوئی سلامت روی - اور بد اندیشی کے لئے مشہور یا بدنام ہوتے ہیں

اور قوموں کی طرح ان حبشیوں کے ملکوں کے بادشاہ اور امام ظلم و تعدی سے حکومت کرتے ہیں - لیکن ترقی کے آثار اب ظاہر نظر آرہے ہیں بہت بڑی قومیں زائل ہو رہی ہیں - غلاموں کی خرید و فروخت آئے دن گھٹ رہی ہے - اسلامی سلطنت جو کہ اس وسیع ممالک میں پھیلی ہوئی ہے - اس حکومت اوتنی بڑی نہیں جتنی وہ پہلے تھی - جس کی جگہ کہ اسے انگریز سنبھالی ہے - عیسائی پادریوں نے بعض اضلاع میں ایسا کام کیا ہے - جو باوجود تمام شراب خواری اور دیگر اقسام کی بدیوں کے بھی جو کہ یہاں آکر سوداگروں اور دوسرے بداخلاق سیاحوں نے پھیلائیں مدہم نہیں ہوا ہے - اگر اہل یورپ نے عہد کرلیا ہے - تو اب بھی ان کے واسطے یہاں بہت کچھ کرنا باقی ہے پیشتر اس کے وہ ان اہل افریقہ کی وحشی اقوام کو شائستہ بنانے کا خیال کریں

فرینڈ پو کے بوبی لوگ

ہم مختصر طور سے خلیج گنی کے اضلاع کی بابت اشارہ کرتے ہیں - ان میں فرینڈ پو جو کہ اہل ہسپانیہ کے قبضہ میں ہے - سب سے بڑا ہے - وہاں کی سرکار نے اس جگہ کو ان لوگوں کے لئے بنا چھوڑا ہے جو ملکی جرائم میں سزایاب ہو کر جلاوطن ہوتے ہیں - علاوہ ان جلاوطنوں کے یہاں حبشی اقوام بھی رہتی ہیں - یہ وہ قومیں ہیں جو کہ خاص براعظم سے یہاں آکر بسی ہیں بوبی کہلاتے ہیں - مگر انہیں انگریزی ملاح بوبی کہتے ہیں - جس لفظ کے معنے "آدمی" کے ہیں - یہ پانچ مختلف ہجوں میں ہوٹہ زبان بولتے ہیں - براعظم کے حبشیوں کی نسبت یہ لوگ پست قد اور کم موٹے ہوتے ہیں - اور بمقابلہ ان کے ڈرپوک اور حلیم بھی ہوتے ہیں - ان کے بدن کے بعض بعض حصے گڈے ہوئے ہوتے ہیں - یہ لوگ سرخ مٹی اور کھجور کے تیل سے جسم پر پلستر کر چھوڑتے ہیں - ان

میں سلام کرنے کا بڑا پسندیدہ طریق یہ ہے کہ یہ لوگ سلام کرنے وقت ایک دوسرے سے اپنی ٹھوڑی گھستے ہیں۔ عموماً چھوٹی تنکوں کی ٹوپی پہنتے ہیں۔ اور یوروپین یا دیگر اجنبی لوگوں سے ملنا یا شائستہ عادات کا اختیار کرنا بالکل پسند نہیں کرتے یہ ایک بڑی روح کی پرستش کرتے ہیں۔ یہ روح کسی کو بھی دکھائی نہیں دیتی لیکن اس کا ظہور چکا چوند کی روشنی یا ایک آواز سے جو کہ زمین سے آتی ہے۔ اس کا پوجاری نماز میں ہیتا ہے۔ اور وہیں سے اس روح کے آگے دعائیں کرتا ہے۔ سنیٹ تھامس ہیں جو کہ پرتگالی جزیرہ ہے اور خط استوار کے شمال کی جانب واقعہ ہے۔ اینگولا کے حبشی آباد ہیں۔ یہ لوگ کافی اور کوکا کثرت سے بوتے ہیں۔ برازیل سے بہت سے لوگ یہاں آکر آباد ہو گئے ہیں +

کیمروں

اہل پرتگال نے کیمرونہ (جس کے معنے بوتا ہے) کا نام اس بہت شاخوں والے سمندر کے کول کو دیا ہے جو بیفرا بائٹ کے شمال کیطرف واقعہ ہے۔ جو اُن آتش خیز حصوں کے جنوب و مشرق کی طرف ہے جن کو کہ کیمروں ماونٹین (کوہ کیمروں) کہتے ہیں۔ اور ساحل کے پاس واقعہ ہے۔ آج کل کیمروں اس علاقہ کا نام رکھا گیا ہے۔ جو کہ جرمنی کے قبضے میں ہے اور یہ جگہ بڑی مشہور ہے کیونکہ یہاں بہت سے اہل یورپ کے مقبوضات جرمنی کی جنوبی حد جو کہ ساحل پر واقع ہے۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے یہ سب لوگ بنٹو زبانیں بولتے ہیں اور رشتہ بھی ہیں۔ اُن لوگوں کی بہت سی شاخیں ہیں مگر ان میں اتفاق نہیں۔ بڑی مشہور شاخیں ان لوگوں کی یہ ہیں۔ (۱) بکوایری (۲) بکنڈو (۳) ڈوالا (۴) بکوکو ان سب میں پہلے تو اس لئے مشہور ہے۔ کہ ان کی عورتیں نہایت پست قد ہوتی ہیں مگر قرب و جوار کی قوموں کے آدمیوں

کی اوسط بلندی سے بڑی ہوتی ہیں - یہ لوگ بڑے ذہین - چست و چالاک - عمدہ شکاری اور لائق سپاہی ہوتے ہیں اور جرمنی لیبیٹوں و کٹوریا اور نمیا کے گرد نواح میں رہتے ہیں - یہ جلسوں کے باعث بڑے مشہور ہیں - ان جلسوں میں بڑی فصاحت دکھاتے ہیں گاتے بھی ہیں - اور کئی ایک مضمون حفظ کر کے پڑھتے ہیں - جادوگری اور اماموں کا یہاں بھی بڑا زور ہے - اور متوفی بزرگوں کی پرستش بھی جاری ہے ٭

یکنڈو قوم یہ لوگ بڑے محنتی ہوتے ہیں اور کیمرون کے شمال کی طرف آباد ہیں - ان کے گھر پتھروں کے ہوتے ہیں جن پر اکثر آدمیوں اور جانوروں کی شکلیں نقش ہوتی ہیں - ان کا ایک ..... بڑا امکان ہوتا ہے - اور لطف یہ ہے - کہ یہی مکان منقش بھی ہے - ٹوکریاں چٹائیاں جال وغیرہ بنانے میں بڑے استاد ہوتے ہیں - یہ لوگ ہمیشہ شمالی باشندوں سے ملتے جلتے رہتے ہیں - چنانچہ اہل عرب اور فلا سے اچھی طرح واقف ہیں غلام لوگ جنہیں کہ یہ شمال سے خرید لاتے ہیں - اور جو مختلف جماعتوں میں رہتے ہیں - یہاں بکثرت ہوتے ہیں ٭

ڈوآلا یہ لوگ اہل یورپ سے کچھ اور سے میتر لوگوں سے بہت مشابہت رکھتے ہیں - مگر رنگ ان کا بھی قرب وجوار کے قوموں کی طرح سیاہ ہی ہوتا ہے - ان کی پنڈلیاں بہت افریقن نسلوں کے لوگوں کی پنڈلیوں کی نسبت اچھی طرح پرورده ہوتی ہیں - ان کے بچے بھی جلدی بلوغت کو پہنچ جاتے ہیں - بلکہ لڑکے تو دس برس کے عمر میں شادی کر کے تجارت بھی شروع کر دیتے ہیں - عورتیں صرف جانوروں کی طرح خیالی کی جاتی ہیں - بلکہ دولتمند

لوگ اور سردار وغیرہ انہیں فروخت کرنے کے لئے پالتے ہیں ڈوالا
اور چند قرب وجوار کے لوگوں نے ایک تار بھی ایجاد کر رکھا ہے
اس کی صورت یہ ہے کہ ڈھول پر مختلف اقسام وتعداد کی ضربوں سے
مختلف الفاظ اور معانی کے حصے سمجھے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس کام کے
لئے تعین ہوتے ہیں جب کسی قسم کا پیغام یا خبر سنتے ہیں تو اسی طرح
وہ بھی شروع کر دیتے ہیں۔ غرضیکہ بہت ہی تھوڑے وقت میں وہ خبر
تمام ملک میں پھیل جاتی ہے۔ غلاموں کو اجازت نہیں کہ یہ زبان سیکھیں
چند روز پہلے ان میں مردم خواری کا رواج تھا۔ یہاں کے سردار لوگ بڑے
دولت مند ہوتے ہیں۔ تمام تجارتی چیزوں پر جو کہ ان کے علاقہ سے گذریں
یا داخل ہوں یا باہر جائیں۔ یہ لوگ محصول لیتے ہیں۔ کھجور کا تیل ہاتھی
دانت وغیرہ یہاں کی بڑی پیداوار ہے اور بھی چیزیں یہاں سے باہر
کو جاتی ہے ؛؛

گیبون اور گوڈے کہ

سنہ ۱۴۸۰ء سے لے کر اہل پرتگال نے خط استوا
کے جنوبی افریقہ کے دورے شروع کئے
چنانچہ ابھی تک بہت سی مقامات دریا وغیرہ پرتگالی نام سے نامزد
ہیں۔ لیکن گیبون کا دورہ ان لوگوں نے صرف سنہ ۱۸۴۳ء میں ہی
شروع کیا ہے۔ جب کہ اہل فرانس نے ایک تھوڑے سے علاقہ
پر جو کہ گیبون کے کول پر واقعہ ہے۔ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ۱۸۵۶ء
میں جب کہ ایم ڈو چیلو نے آکر گوریلا لینڈ (گوریلا ایک قسم کے بندر ہوتے
ہیں) کی بڑی بڑی کہانیاں سنائیں۔ تو اس کے گرد و نواح کا علاقہ
اور بھی مشہور ہونا شروع ہوا۔ اس کے بعد چند قوموں کے سیاحوں
نے اکر دریائے اوگووے کا دورہ کیا۔ سنہ ۱۸۶۷ء اور اس کے بعد
میں بھی ایم۔ ڈی برازا اور ایک مددگار اس کے ساتھ لگا کر دیئے

گیبون اور کانگو کے درمیانی ضلع کے دیکھنے کے لئے بھیجے تھے تمام لوگ سینوؤ یا بن بولتے ہیں ۔

مپونگ وی کے یہ لوگ بہت شائستہ ہیں ۔ اور تعداد میں بھی بے شمار ہیں ۔ ان کی زبان بہت وسیع اور مکمل حالت میں ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ انجیل کا ترجمہ جو ان کی زبان میں کیا گیا ہے ۔ اس میں کئی زبان کا لفظ شامل ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے عیسائی دین سے ضرور حصہ لیا ہے ۔ اتوار کی تمام رسمیں نہایت سرگرمی سے ادا کرتے ہیں ۔ اور اس دن کچھ بیہودہ آرائش سے اپنے آپ کو سجاتے ہیں ۔ ان لوگوں میں بڑائی کا ایک بڑا نشان یہ ہے ۔ کہ یہ لوگ اپنی گردنوں میں چابیوں کے گچھے لٹکا چھوڑتے ہیں ۔ جس سے ان کی یہ مراد ہوتی ہے ۔ کہ اسقدر صندوق ان کے گھروں میں موجود ہیں ۔ بہت سی صورتوں میں یہ اہل یورپ کی رسموں کی نقل کرتے ہیں ۔ لیکن کسی طرح کثیر الازدواج کی رسم کو نہیں چھوڑتے ۔ گولہ کے اندرونی ملک دریائے اوگوبانگ کے لوگ بڑے طاقتور اور ذہین ہوتی ہیں ۔ ان کی عورتوں کی محنتی مجلسیں ہوتی ہیں ۔ جسکی وجہ سے انہیں کچھ طاقت حاصل ہے ۔ اگرچہ یہاں دین اسلام کا کچھ دخل نہیں لیکن چند قوموں میں رسم ختنہ جاری ہے ۔

بیک لیس یا یہ لوگ خاص کر دریائے اوگووے کے جنوب میں اندرونی ممالک کے جنگلوں کے آباد ہیں ۔ مپونگ وی کی طرح یہ بھی آئے دن فین قوم کے حملوں کے باعث گھٹتے جاتے ہیں ۔ نقل مکانی کی طرف ان کی طبیعت بڑی مائل ہے ۔ ان کو موت کا بڑا ڈر ہوتا ہے ۔ جب چند ہی دنوں میں دو آدمی مر جائیں تو ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ ملک پر کسی قسم کا آسیب یا سایہ وغیرہ ہو گیا ہے

اور یہ فوراً اس جگہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ملک گیبون کی بہت سی قوموں کی طرح یہ لوگ بھی اپنی شادیاں اول تو گاؤں کے باہر اور اگر ممکن ہو سکے تو اپنی قوم کے باہر سے کرتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی مر جائے تو اس کی تمام بیویاں اس کا بیٹا سوائے اپنی ماں کے سنبھال لیتا ہے ان کی خوراک زیادہ تر بی اوک (ایک قسم کی نباتات) کی ہوتی ہے جسے یہ لوگ نباتات کے تیل سے تیار کرتے ہیں۔ مچھلی بہت کم پکڑتے ہیں۔ ان کے گھروں میں پالتو جانور نہیں ہوتے۔

یہ لوگ ہر ایک طرح سے بڑے طاقتور ہیں۔ اور خط **فین** استوا کے جنوب۔ دریائے گیبون کے مشرق اور دریائے اوگووے کے شمال میں آباد ہیں۔ اور ان لوگوں نے مشرق کی طرف بڑھنا شروع کیا ہے۔ اور جو جو کمزور قومیں ان کے سامنے آتی جاتی ہیں۔ انہیں پامال کرتے جاتے ہیں۔ یہ آئے دن بڑھ رہے ہیں۔ ان کی عورتیں اچھی بار دوتی ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ ساحلی قوموں کی نسبت بڑی عمر میں شادی کرتی ہیں۔ ان کی زبان بنٹو زبان ہے مگر اس میں کئی اور خصوصیتیں ہیں۔ جسمانی ساخت کے لحاظ سے یہ لوگ بھی ... کی اہم قوم کے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کی بہت سی رسومات بھی ان سے ملتی ہیں۔ مردم خواری کی رسم ان میں بھی جاری ہے۔ اس قوم کے آدمی سپاہی اور شکاری ہوتے ہیں۔ مگر دبلے پتلے یا معمولی اپنی ذات پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بمقابلہ ان کے ... ہوتے ہیں اور جبڑے بھی اس قدر ابھرے ہوئے نہیں ہوتے ہیں۔ جیسے کہ حبشیوں کے ہوتے ہیں۔ تمام ذلیل کام عورتیں کرتی ہیں۔ شباب یا ڈھلتے پر ان کی صورت نہایت مکروہ ہو جاتی ہے۔

ان کی پیشانی بھوؤں کے اوپر بہت گول ہوتی ہے۔ جسمانی زیبائش کے بڑے مشتاق ہیں۔ بدن کو گودتے اور منقش کرتے ہیں۔ ماموں بیروں اور کوڑیوں کو بطور زیورات کے پہنتے ہیں۔ ان کا ان میں بڑا رواج ہے۔ ان کی پنڈلیوں میں تانبے کے چھلّے دیکھکر مشرق افریقہ کی قومیں یاد آتی ہیں۔ بعض عورتیں زیورات سے اسقدر لدی ہوتی ہیں کہ چل نہیں سکتیں۔ جب پہلے پہل ان لوگوں کو علم ہوا ہے۔ تو ان میں مردم خواری عام تھی۔ مگر اب یوروپین اثر سے گھٹ رہی ہے۔ اندرونی اضلاع میں ابھی تک ایران جنگ اور جادوگروں اور ڈرائیوں کو کھا لیتے ہیں۔ بعض حالتوں میں مردم خواری کی رسم مذہبی خیال کی جاتی ہیں۔ چونکہ یہ اب تجارت کی گرم بازاری دیکھتے ہیں اور ساحلی لوگوں سے ملتے جلتے کاشتکار سوداگر اور ملاح وغیرہ بنتے جاتے ہیں۔ ان کے پیشہ ان کے ذہانت کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہ لوگ آہنگری۔ کمان سازی باغبانی وغیرہ وغیرہ بھی کرتے ہیں ؂

گوریلا ایک قسم کا بندر ہوتا ہے۔ جو خونخواری اور طاقت کے باعث مشہور ہے گیبن کے ملک میں بہت پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ ایسے اشیاء مقدس میں سے خیال کرتے ہیں ؂

انشیرا کی دریائے اوگویا کے جنوب میں انشیرا نامی قوم آباد ہے۔ عورتوں کی خوبصورتی میں یہ قوم بڑی مشہور ہے مگر چونکہ بکالی اور دوسری قومیں انہیں خرید کر یا چرا کر لے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے۔ چیچک نے ان گولیوں کو بہت کچھ کم کر دیا ہے۔ اس قوم میں عورتیں اچھی حالت میں ہیں۔ ان کی اپنی جائداد بھی ہوتی ہے اور ان کے ساتھ سلوک بھی اچھی طرح کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اوپر کے دو درمیانی دانت اکھاڑ دیتے ہیں۔

ان کے بال عجب طرح سے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے گاؤں بڑے صاف ہوتے ہیں ٭

ان کے گاؤں بڑے صاف ہوتے ہیں۔ جن میں سامنے بنے ہوتے ہیں۔ اور بعض بعض جگہ مزروعہ زمینیں بھی ہوتی ہیں۔ یہ لوگ تاڑی اور ہندوستانی سن کے پولے کے بڑے مشتاق ہیں

بت پرست ان میں بھی بہت رائج ہے۔ مگر یہ لوگ ڈاکٹر ڈوجیلو اسمتھ اور ڈیل کو جو کہ یہاں مروج ہے وغیرہ دوسری قوموں سے پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک آدمی کی جو کہ کسی کی ڈونگی کو ضرر پہنچانے کے جرم میں ملزم قرار دیا گیا تھا اس طرح تحقیقات ہوئی۔ کہ پہلے ایک اسسٹنٹ ڈاکٹر نے تین لکڑیاں لے کر ان کے سر جوڑ کر تکونی صورت میں کھڑی کر دی۔ پھر اس کے نیچے ایندھن رکھ دیا۔ اس کے بعد ایک دیسی ساخت کا مٹکا تیل سے آدھا بھر کر اس چولہے پر رکھ دیا اور نیچے آگ جلانی شروع کر دی جب تیل خوب گرم ہو گیا تو اس میں ایک پیتل کا حلقہ ڈال دیا۔ ڈاکٹر پاس کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں گھاس کا ایک پولا تھا جو پانی سے بھگا ہوا تھا۔ ڈاکٹر وقتاً فوقتاً گھاس کے کچھ تنکے اس گرم تیل میں ڈالتا جاتا تھا تاکہ وہ خوب گرم ہو۔ غرضیکہ تیل جلنا شروع ہو گیا۔ جب سارا جل چکا تو امتحان شروع ہوا۔ ملزم ایک چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ اس کو حکم دیا گیا کہ وہ حلقہ جو آگ کی مانند سرخ ہو ہاتھ میں اٹھا لے۔ اس نے ذرا تامل کرنا چاہا۔ مگر اس کے باپ نے اس کو آگے دھکیلا اب لوگ چلا اٹھے کہ اب دیکھیں گے مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچا۔ اخیر کار لڑکا بڑھا اور ہاتھ ڈال کر وہ حلقہ نکالی کر فوراً پھینک دیا۔ اس کی انگلیاں تو سخت جل گئیں۔ مگر لوگ بول

اکھٹے مدعی جوٹھا ہے مدعی جوٹھا ہے۔ اور ملزم بیگناہ قرار دیا گیا ہ

فصل - ۸

جنوبی افریقہ کے باشندے

تاریخ کیپ کالونی کی اگرچہ پہلے پہل ایک پرتگالی جہازران مسمیٰ بارتھو لومیو نے ہی ۱۴۸۶ء میں راس امید کو دریافت کیا تھا مگر وہاں ان کا مستقل طور سے قدم نہ جم سکا یہی اس راس کا نام بھی انہوں نے رکھا تھا۔ کیونکہ پہلے اسے کیپ آف سٹارمز یعنے طوفانوں کی راس کہتے تھے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ اس سے جزائر ہند کا راستہ پا مید مل گیا تھا۔ ۱۶۵۲ء میں یہاں اہل ہالینڈ نے آکر مقیم ہوئے اور انہوں نے یہاں کے لوگوں کا نام ہاٹن ٹوٹس رکھا کیپ ٹاؤن کی بنیاد جرمنی اور ہالینڈ کے دہقانوں نے ڈالی تھی پھر ان میں اعلان نینٹیز کے منسوخ ہونے پر بہت سے ہوگے ناٹس شامل ہو گئے آہستہ آہستہ اہل ہالینڈ نے ہاٹن ٹوٹس کو نکالدیا اور جو رہ گئے انہیں غلام بنا لیا۔ مگر ان کی حکومت اسقدر ظالمانہ تھی کہ وہ اس سے تنگ آکر ملک کے اندرونی حصہ میں چلے گئے۔ ۱۷۹۵ء میں کیپ کے آبادکاروں نے مطلق العنانی کا جھنڈا کھڑا کر دیا۔ مگر انگریز فوراً مدد کو پہنچے۔ پھر ایکدفعہ انہیں ان کے بادشاہ کے ماتحت کر دیا۔ لیکن ۱۸۰۶ء میں پھر انہیں اپنے زیر حکومت لے آئے۔ ابھی تک مشرق سے مبلغ اور افریقہ کے اور بہت سے حصوں سے آکر یہاں غلاموں کی تجارت بند ہو گئی اور ۱۸۳۴ء میں تمام غلام آزاد کئے گئے۔ لیکن اسی اثناء میں بوئر جو کہ ہالینڈ کے زمینداروں کی نسل سے تھے۔ بہت سے جابرانہ طریقہ عمل میں لائے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تو ان کی اور پھر انگریزوں

کے مالک کے بہت سے حصوں میں لڑائیاں چھڑ گئیں۔ مگر یہ سب یہاں
کے باشندوں کے لئے مضر ثابت ہوئیں۔ کیونکہ پھر وہ یہاں سے فوراً
نکال دئے گئے۔ یا بالکل گھر گئے۔ اسی اثنا میں بوئر انگریزوں سے بھی
ناخوش ہو گئے۔ اور ان کی حدود کے باہر جا بسے اس طرح اورنج ریور فری
سٹیٹ ٹرانسوال کی جمہوری سلطنت۔ نٹال۔ گریک لینڈ مغربی۔ گر
یک لینڈ مشرقی بنیاد پڑ گئی۔ مگر ۱۸۴۳ء میں انگریزوں نے پھر نٹال
پر قبضہ کر لیا۔ اور اسی سال تمام گریک لینڈ کو بھی بعد میں اپنے قبضہ میں لے
آئے

لیکن پچھلی تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی افریقہ کی
چھوٹی چھوٹی ریاستیں ایک بڑی ریاست بن گئی ہے۔

اہل انگلینڈ اور ہالینڈ کی ہمسری

کیپ کالونی جسے کہ ۱۸۵۳ء میں رائے دینے کی طاقت
حاصل کی ایک ایسی آبادی ہے۔ جس میں کہ صرف پانچواں حصہ یورپین نسل
کے لوگ شامل ہیں۔ جن میں زیادہ تر اہل انگلینڈ اور ہالینڈ ہیں۔ ان کی زبان
دلندیزی اور انگریزی ہے۔ بڑی بھاری تکالیف جو کہ آج کل ہیں اور
قریباً پیچھے بھی ہوتی آئی ہیں۔ کہ اہل انگلینڈ نے ہالینڈ کی حکومت کے دو
سال بعد میں اس بستی پر تسلط جما لیا تھا۔ اور ان دلندیزوں کے اس
سلوک پر جو وہ یہاں کے باشندوں سے کرتے تھے بہت سی قیود لگا دیں
مثلاً انہوں نے قرار دیا تھا کہ دیسی کو مارنا یا پیٹنا جرم ہے۔ اس سے اہل
ہالینڈ سخت ناراض ہو گئے اور جب اس پر عمل درآمد ہونے لگا تو یہ انگریزوں
کے بہت کچھ برخلاف ہو گئے اور علاوہ اس کے انگریزوں نے جب بردہ فروشی
قانوناً بند کر دی تو ان لوگوں کو اور بھی نقصان پہنچا۔ زیادہ تر اہل ہالینڈ
کے کینہ کی آگ اس سے بھڑک اٹھی کہ بہت سے اہل انگلینڈ یہاں آبسے

ان وجوہات سے ان میں ازدواج باہمی کا سلسلہ جس کے قائم ہونے سے شاید بہت کچھ آگ دب جاتی بالکل ٹوٹ گیا۔ اور چونکہ ان لوگوں نے شادیوں وغیرہ کا سلسلہ یہاں کے دیسی باشندوں سے اختیار کر لیا تھا۔ یہ اس سے اور بھی سست اور دست نگر ہو گئے۔ اور ادھر ان کے اخلاق میں بھی آہستہ آہستہ فرق آ گیا۔ مسٹر سٹین اپنی کتاب جنوبی افریقہ میں انگریزوں کی بابت اس طرح لکھتے ہیں۔ کہ انگریزی روپے اور دماغ نے ریل۔ بندرگاہ سرکاری عمارتیں بنا دیں۔ علاوہ شتر مرغ اور بھیڑوں کے کھیتوں کے سوائے اور بہت سے کام کاج بھی کھول دیے۔ ان بستیوں کے اندرونی اور بیرونی بچاؤ کے لئے بہت سے وسائل اختیار کئے۔ اور یہاں کی پیداوار موجودہ ان کے فائدے کی غرض سے اور فائدے وہ منڈیوں میں پہنچاتے رہے لیکن انگریزوں کے واسطے یہ نہایت ہی غیر موزوں تھا کہ انہوں نے ان دلندیزوں کو جن کی پیدائش کہ افریقہ میں ہوئی حقارت کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا اور ان کا نام افریقیہ رکھا۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ ان کے اور کئی بڑے بڑے نام دھرے اور بعض سے لوگ جو کیپ میں زر و جواہر کی خاطر گئے یہی خیال کرتے تھے کہ ہر ایک آدمی ان کا غلام ہی ہے۔ خواہ وہ یورپین نسل کا ہی کیوں نہ ہو ۔

شتر مرغ اور بھیڑوں کے کھیت

کیپ ٹون ۔ پورٹ الزبیتھ
گراہم ٹون ۔ گراف ریینٹ

اور کمبرے یہاں کے بڑے بڑے شہر ہیں۔ ان میں عمارتیں بھی اچھی اچھی ہیں۔ آبادی یہاں کی ملی جلی ہے۔ کیپ ٹون میں زیادہ حصہ اہل ہالینڈ کا ہے۔ لیکن اس بستی کا بہت سا حصہ ایسا ہے جس میں انگریز یا وہاں کے دیسی باشندے بہت ہی کم آباد ہیں۔ یہاں بڑے بڑے کھیت بھیڑوں اور شتر مرغوں کے ہیں۔ جن سے بہت سے پر اور اون پیدا ہوتی ہے

یہاں کے لوگ شتر مرغوں کو بڑی احتیاط سے دانہ پانی دیتے ہیں۔ اور ان کے پر جب اچھی طرح پختگی کو پہنچ جائیں تو کاٹ لیتے ہیں۔ لیکن اوکھا ڑے مصنوعی طور سے ان کے انڈے بھی لیتے ہیں۔ کیسید شراب اب آہستہ آہستہ اچھی صورت پکڑتی جاتی ہے۔ لٹل نمقوا لینڈ میں تانبا کثرت سے نکلتا ہے۔ بلکہ بستی کے مغرب کی طرف اس کام کا خوب زور ہے۔

الماس پچھلے سالوں میں گریک لینڈ میں جسکا رقبہ قریباً سوئزرلینڈ کے برابر ہی ہے۔ الماس کی کانوں کو بہت ترقی ہوئی ہے سب سے پہلا ہیرا ۱۸۶۷ء میں سے نکلا تھا۔ لیکن چند ہی سالوں میں ہزارہا آدمی زمین اور دریاؤں کی کھدائی ہونے لگی۔ اور دستور کے مطابق یہاں کی آبادی کی بربادی شروع ہو گئی۔ شرابخوری اور قمار بازی وغیرہ نے بھی قدم جمالئے۔ اس طرح سے کیمپ ایک شہر کی صورت میں بن گیا۔ اور آج وہاں پتھر کی عمارتیں۔ گرجے ہوٹل وغیرہ نظر آتے ہیں

دیسی باشندے جنوبی افریقہ کے باشندوں کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی تین بڑی بڑی قومیں ہیں۔ ایک تو ہاٹن ٹوٹش دوسرے بشمین۔ اور تیسرے بنٹو فرقہ کے لوگ جن میں کافر بہت مشہور ہیں۔ ان میں سے اول الذکر تو یہاں کے باشندے ہیں۔ جن کو کہ موخر الذکر نے انتہا جنوب کی طرف دھکیل دیا تھا یہ لوگ اب تمام لیک وکٹوریا اور دریائے کانگو سے لے کر نٹال اور کافریہ تک پھیلے ہوئے ہیں یہ خط استوا کے حبشیوں سے بہت کچھ مختلف ہیں *

میلنر علاوہ ان کے قریباً دس ہزار کے میلنر لوگ ہیں۔ یہ لوگ کیپ ٹون یا پورٹ الزیبتھ میں آباد ہیں اور وہ بھی قوم ہے جس سے کہ بہت سے کاریگر * بڑھئی۔ درزی۔ گاڑی ساز۔ ناؤ ماہی گیر جن کی عورتیں

کہ دھوبی کا کام کرتی ہیں نکلتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ انہیں عرب کے واعظوں نے آکر پہلے پہل مسلمان کیا تھا۔ ان کی یہاں اچھی اچھی مسجدیں ہیں۔ جہاں کہ یہ لوگ تمام تہوار وغیرہ کرتے ہیں۔ عموماً ان لوگوں کے چال چلن بہت اچھے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خوشدل۔ پرہیزگار۔ صاحب امتیاز اور ملنسار ہیں۔ مرد تنکوں کی بنی ہوئی ٹوپی جو کہ بت خانہ کی سے مشابہ ہوتی ہے پہنتے ہیں اور عورتیں عموماً چمکیلی پوشاکیں مگر ان میں نقاب کا دستور نہیں ؛

قلی لوگ یہ سب لوگ کیپ کے نہیں کیونکہ انگریزوں نے دس ہزار سے بھی زیادہ قلی ہندوستان سے کاشت اور اور کاموں کی غرض سے یہاں اور خاصکر نٹال میں لاکر آباد کئے ہیں۔ یہ لوگ ذہین شائستہ مگر بے ایمان اور فریبی ہوتے ہیں۔ ہوٹن ٹوٹس۔ اپنی زبان میں انہیں کی کی یا کھوہی کھوہن جسکے معنے "آدمی" ہیں۔ کہتے ہیں۔ ان کی تعداد اب قریباً نوے ہزار کے ہے۔ جن میں بہت سی یورپین اور دیگر نسلوں کے بھی معلوم ہوتے ہیں۔ اس قوم کے بڑے بڑے تین گروہ ہیں۔ (۱) نمقوس (۲) کورانس (۳) گریکس گھیوں کی صورت کے ہوتے ہیں۔ ان کی پیشانی تنگ اور ٹھوڑی چھوٹی ہوتی ہے۔ اور رخسارے کی ہڈی کسی قدر چوڑی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ قوزنشکل کے نظر آتے ہیں اور ان کے ہونٹ موٹے اور نتھنے چوڑے ہوتے ہیں ؛

ہوٹنٹوٹس لوگ کا حال تفصیر کیونکہ یورپین تہذیب کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا بیان کرنا مشکل ہے اس لئے مناسب ہے کہ ہم ان کے متعلق جو کچھ پیٹر کالبسی نے (جو کہ پچھلی صدی کے شروع حصہ میں کیپ میں رہتا تھا۔) لکھا ہے درج کردیں۔ قدرتی طور سے یہ لوگ ذرا خوش شکل ہوتے ہیں۔ لیکن بہت کے چہرہ پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔

بچہ پیدا ہو جانے کے بعد عورتوں کے پستان ڈھیلے جھولے کی شکل بن جاتے ہیں ؛

مردوں نے اگرچہ آج کل یورپین فیشن اختیار کر لیا ہے مگر پہلے یہ لوگ اپنے اپنے درجے کے مطابق بھیڑ - جنگلی بلی - یا چیتے کی کھالیں کندھوں اور کمر کے گرد گرمی سردی رات دن غرض ہر وقت پہنے رکھتے ہیں - ان کی گردن میں چھوٹے چھوٹے تھیلے ہوتے تھے - جن میں اکثر چاقو اور تمباکو رہتا تھا - اور بازوؤں میں ہاتھی دانت کے کڑے ڈالے رہتے تھے اور ان کی عورتیں علاوہ کھال کی پوشاکوں کے پیراہن سیا اوڑھے رکھتی تھیں جن میں کہ زیورات لٹکے رہتے تھے - تمام سر اور جسم میں چربی ملتے تھے - جیسا کہ کچھ سرخ دھات سی چیز ملی ہوتی تھی ؛

عمارات — ان کے گاؤں چراگاہوں میں ہوتے ہیں - ان کی جھونپڑیوں کی شکل مکھی کے چھتے کی طرح ہوتی ہیں - ایک گول دائرہ میں بنی ہوتی ہیں - تمام بنا بنایا گاؤں کا گاؤں اکثر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں - تمام گھر کا کام عورتیں کرتی ہیں - کھانا مردوں کے ساتھ بیٹھ کر نہیں کھاتیں - ان جھونپڑیوں میں بڑا مختصر سا سامان ہوتا ہے - مثلاً چند مٹی کے برتن کھوپرے کی ہڈی کے چمچے اور کابیاں دودھ اور مکھن کے واسطے مشکیں اور توبے ہوتے ہیں بیچ میں چولھا ہوتا ہے - جس کے دونوں طرف تھوڑی تھوڑی خندق زمین کھود کر سونے کی بنائی جاتی ہے - ان کی بڑی خوراک گائے بھیڑ کا دودھ بھینس اور دیگر جانوروں کا گوشت اور پھل ہے ؛

عادات و اطوار — جب لڑکا جوان ہو جاتا ہے - تو خاندان کے بزرگ اس کے جسم پر خط یا زخم وغیرہ لگا دیتے ہیں - اور جب یہ کوئی ہاتھی دریائی گھوڑا یا گینڈا مارے تو پھر

اس کے بدن پر اور زخم لگائے جاتے ہیں۔ شادی کا طریقہ یہ ہے کہ نوشہ دلہن کے والدین کے پاس جاکر درخواست کرتا ہے۔ اگر یہ منظور ہو جائے تو یہ اپنے رشتہ داروں کو ساتھ لیکر ان کے مکان پر چند موٹے بیل ضیافت کے واسطے لیجاکر ذبح کرتا ہے۔ اسکے بعد مقتداء مذہبی شادی کی رسم ادا کرتا کثرت ازدواج اور طلاق بھی ان میں کم و بیش جاری تھا۔ لڑکیاں کے کنبہ کا تمام اختیار رکھتی تھیں والدین بچوں کے ساتھ بڑی محبت کرتے تھے اور وہ بھی ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ لیکن جب کوئی بہت بوڑھا ہو جاتا تو اس کی خبر گیری کرنی چھوڑ دیتے تھے۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ اس وقت ہوتا تھا۔ جب خوراک کم ہو جاتی تھی لیکن عموماً دونوں طرفوں سے محبت اور پیار ہوتا تھا یہ لوگ مہمان نواز بھی ہوتے تھے مویشیوں کی حفاظت اور شکار کے سوائے سست پڑے رہتے تھے اور اب بھی یہی حال ہے۔ جنگ اور شکار میں ان کے بڑے بڑے ہتھیار کمانیں۔ زہر آلودہ تیر اور لٹھ جن کے سروں پر ہیں۔ بڑی بڑی گرہ ہوتی ہیں۔ ضیافت۔ حقہ نوشی۔ ناچ۔ راگ ان کی دل کے بہلاؤ کے سامان نگران اسباب ہیں آج کل ایک قسم کی شراب جسے کیپ سموک کہتے ہیں شامل ہو گئی ہے۔ ان کے راگ کے ساز خاص قسم کے ہوتے ہیں۔ کچھ تو تاروں سے اور پھونک دینے سے بجتے ہیں۔ ان کے ناچ بڑے لمبے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کبھی تو تالیوں سے اور کبھی کسی اور حرکت و انداز سے ساری ہی رات ناچتے رہتے ہیں ؛

طرز حکومت ان میں ایک گھرانے کا بزرگ ہی حاکم ہوتا ہے۔ مگر آج کل انگریزی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ ہر ایک قوم کا ایک سردار اور ہر فرقہ کا ایک کپتان ہوتا تھا۔ جب کبھی کوئی ضروری معاملہ درپیش ہوتا تو یہ دونوں کونسل میں اکٹھے ہو جاتے تھے۔ جب شکار

کرتے تو سردار کو پہلے دیا جاتا تھا۔ غرض اس کی بڑی عزت ہوتی تھی۔ ہر ایک کپتان کا کام جھگڑوں کا تصفیہ اور جرموں کا فیصلہ کرنا ہوتا تھا۔ مگر سب کام اسے اپنے فرقہ کی صلاح و مشورہ سے کرنے ہوتے تھے۔ قتل۔ سرقہ اور خاص کر مال مویشی کے چورانے کے لئے بڑی سخت سزائیں تھیں ۔

مذہب قدرت کی بڑی بڑی چیزیں اور جن بھوت پر یہاں بڑا اعتقاد تھا۔ لیکن بزرگوں کی پرستش بڑے زور شور سے قائم تھی۔ ہی اٹ سی آلیپ نامی بہادر کی بابت ان کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ بڑا توانا ہے۔ یہ شخص ہوٹن ٹوٹس کا ایک حاکم تھا جو کہ مشرق کی طرف سے آیا اور یہی وجہ تھی۔ کہ ہٹنوٹس جھونپڑوں کے دروازہ مشرق کی جانب رکھتے تھے اور ان کی قبریں مشرق اور مغرب کی طرف اور مردوں کے منہ مشرق کی جانب ہوتے تھے۔ ان میں بھوت وغیرہ کے نکالنے کے لئے کئی رسمیں تھیں۔ منتروں وغیرہ کو یہ لوگ بہت مانتے تھے۔ اور اسی طرح ڈائن وغیرہ کے لئے بھی عامل ہوتے تھے۔ چونکہ یہ لوگ کند ذہن انتظام کے لئے بے صبر اور تکلیف کو جلدی محسوس کرنے والے نہیں ہوتے۔ ان میں قومیت پیدا کرنا کا مادہ نہیں ہوتا۔ اور اگرچہ ان کی بہت سی تعداد عیسائی مذہب کی بدولت بہتر ہوگئی ہے۔ لیکن ابھی تک بہت سی تعداد ایسی ہے جنہیں شائستگی اور ذہانت کی بہت ضرورت ہے۔ بہت سے لوگ کاہل۔ دروغگو ہیں۔ جو کہ سوائے حال کے ماضی و مستقبل کا کبھی خیال نہیں کرتے اور شراب کے واسطے خواہ کیسا ہی جرم کیوں نہ ہو کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔

ہوٹن ٹوٹس کی زبان - اس زبان کی ایک قسمیں ہیں۔ اور

ان کی آواز اکثر کھٹ کھٹ کی آواز ہوتی ہے۔ جس کے باعث یہ زیادہ تر عجیب ہے۔ یوروپین یہ زبان قریباً بول ہی نہیں سکتے۔ عموماً اسے سانس لیتے ہوئے بولتے ہیں۔ یہ اس آواز سے مشابہ ہے جو کہ گھوڑے کو اکسانے وقت یا چابک لگانے وقت پیدا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ان کا تین چوتھائی اس آواز سے ملتا ہے۔ جو کہ زبان کو حلق سے لگا کر فوراً ہٹانے وقت پیدا ہوتی ہے۔ یوروپین ایسے لہجے کو ایک اور لہجے کے ساتھ جو کہ ایک اور قسم کا ہوتا ہے۔ ہوٹن ٹوٹس کی طرح ملا نہیں سکتے۔ ان لہجوں اور آوازوں کے سوا کئی ایسی بھی ہیں جو کہ حلق سے اور ناک سے نکالی جاتی ہے۔ مگر ان کی صرف نحو ایک باقاعدہ طور کی ہوتی ہے۔ اور ان کی ضمیریں ایسی پیچیدہ ہیں۔ جن کی بابت یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ زبان اور سیمٹک زبان ایک ہی مخزن سے تھی۔ مگر پیچھے اگر حبشی اور بنٹو قوم کے ملنے سے بہت کچھ علیحدہ ہو گئی +

بش مین ہوٹن ٹوٹس کی نسبت ان میں بڑے فرق ہے یہ لوگ یا تو غریب اور خارج شدہ لوگوں کی طرح جیسا ٹوٹوں یا کیپ کالونی کے پہاڑوں کی غاروں میں نہایت مصیبت ناک زندگی بسر کرتے ہیں یا شمال کی جانب جنگلوں میں سب چھپائے بیٹھے ہے۔ ان کا یہ نام ولندیزی زبان بوس جیس میتس سے نکلا ہے جسکے معنے جنگلی کے ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ اہل ہالینڈ بڑے ظلم اور تعدی سے سلوک کرتے تھے۔ اگرچہ ان میں اور ہوٹن ٹوٹس میں بہت کچھ فرق آگیا ہے۔ لیکن یہ لحاظ صورت نسبت کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان میں اور ان میں کوئی بھی فرق نہیں۔ صرف یہ لوگ ان سے قد میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کے قد اوسطاً چار

چار فٹ چھہ انچ سے چار فٹ آٹھہ انچ تک ہوتے ہیں اگرچہ ان کی کھوپری
چوٹی سے اہل انڈیمن اور ویدا اس سے ذرا زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن
چھوٹی اور لمبی ہوتی ہے رخساروں کی ہڈیاں بہت اوبھری ہوئی ہوتی
ہیں۔ ان کی ناک چپٹی اور نتھنے فراخ ہوتے ہیں +
زیادہ تر اختلاف کیوجہ یہ ہے۔ کہ مختلف مقامات میں ان کی
مختلف حالتیں ہوتی تھی اور اس باعث سے بھی کچھ جھگڑا اٹھتا ہے۔ کہ
خارج شدہ گڈریئے بہت سی قوموں سے اپنی نسل بتاتے ہیں۔
لیکن پھر بھی ان میں بہت سی باتیں فرق ڈالنے کے لئے موجود ہیں
اور چونکہ اکثر ان میں کافر اور ہوٹن ٹوٹس قوموں سے مل گئے ہیں۔
ان میں بہت کچھ تبدیلی ہوگئی ہے۔ کن سے ملتے ہیں۔ اب یہ مانے
قرار پاگئی ہے کہ بُش میں اصل میں جنوبی افریقہ کے اصلی باشندے
تھے۔ جنہیں پہلے تو ہوٹن ٹوٹس اور پھر کافروں نے بھگا دیا۔
اور یہ لحاظ شکل وشباہت کے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ
بہت کچھ ہوٹن ٹوٹس سے ملتے ہیں +

جسمانی حالت سیاہ چربی کی وجہ سے جو کہ یہ لوگ چہروں پر مل
رکھتے ہیں ان کے چہرہ کے رنگ اور بھی زیادہ
سیاہ معلوم دیتے ہیں۔ ان کا اصلی رنگ مونگولویڈس کیطرح زرد
ہوتا ہے۔ لیکن بال ہوٹن ٹاٹس کیطرح گچھے دار اُبھرے ہوئے پیدیٹ
چھوٹے چھوٹے عضو مکارہ اور فریبی آنکھوں محترک بھووں نتھنوں
اور خاصکر کانوں کے باعث بڑے بدنما دکھائی دیتے ہیں۔ علاوہ
اس کے اخلاقاً بڑے گرے ہوئے ہیں۔ ایک شخص کی بابت لاچٹین
سٹین اس طرح لکھتے ہیں۔ جب ہمنے اسکو ایک گوشت کا ٹکڑا دیا
تو جھپٹ کے لے لیا۔ اور اسے فوراً آگ میں ڈال دیا اور دیکھتا رہا کہ کوئی نہ جاتے

انہیں اس حالت میں دیکھکر بے اختیار کہنا پڑتا تھا۔ کہ یہ بالکل بندر سے سیکھا ہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اسنے اس گوشت کے ٹکڑے کو آگ سے نکال لیا۔ اور بائیں بازو پر رکھ جلدی جلدی دائیں ہاتھ سے صاف کیا اور پھر اس نیم پختہ ٹکڑے کو دانت سے کاٹنا شروع کر دیا۔

طریقہ معاشرت

بہ لحاظ لباس کے یہ لوگ ہوٹن ٹوٹس سے مشابہ ہیں۔ ان کے مکان عموماً بانس کی جھونپڑی کے بنے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ نہ تو کاشت کرتے ہیں اور نہ مویشی وغیرہ پالتے ہیں۔ ان کا گذارہ زیادہ تر شکار پر ہے۔ یہ ایسی ایسی حرکات کرتے ہیں۔ جن سے بنی نوع انسان کے بہت سے ابتدائی مدارج ظاہر ہوتے ہیں۔ چونکہ انہیں اکثر جنگلیوں سے لڑنا بھڑنا ہوتا ہے۔ ان کے قوے بڑے تیز ہوتے ہیں۔ شکرے کی طرح تیز آنکھیں جلدی اور صحیح سننے والے کان اور کتے کی سی تیز قوت شامہ ہوتی ہیں۔ یہ اپنے آپکو شیر اور چیتے سے بچا لیتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو انہیں تیر سے جو کہ یہ نباتات۔ سانپ یا کسی اور جانور کے زہر میں بجھا رکھتے ہیں۔ مار بھی لیتے ہیں۔ ان تیروں سے مسلح ہو کر بشمین تمام جنگل کا مالک بن جاتا ہے۔ لیکن شتر مرغ کا شکار ذرا مشکل سے ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بڑا ہی پھرتیلا جانور ہے۔ لیکن بشمین بھی بڑے ہوشیار ہوتے ہیں۔ وہ انہیں اسطرح پکڑتے ہیں کہ شتر مرغ کی کھال پہن کر اسکے پاس آجاتے ہیں۔ اور دھوکے میں لاکر اسے پکڑ لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو مال مویشی پکڑنے کے لئے بھی کئی ایک کرتب یاد آتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے کافر۔ ہوٹن ٹوٹس اور بوئر ان سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ بلکہ موخر الذکر تو جب کبھی یہ قابو پاتے ہیں۔ مار بھی ڈالتے ہیں مگر ان کا ایک آدمی شکار کرنے کے لئے کئی ایک جانیں شکار ہوگئی ہیں

کیونکہ قولے کی تیزی قریب کی مدد۔ کمین کی وجہ سے ان کے زہر آلودہ
تیر اکثر مہلک ثابت ہوئے ہیں۔ اور اپنا پورا کام کر گئے ہیں ÷

چٹانی مکانوں پر نقاشی اور کھودائی کا کام بشن مین کی ایک عادت سے
یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ اس بات کے بڑے مشتاق ہیں کہ اپنے
چٹانی مکانوں پر مرد۔ عورت۔ لڑکے اور جانوروں کی شکلیں کھینچتے
ہیں۔ یہ بات یورپ کے لوگوں کا ابتدائی زمانہ جبکہ وہ غاروں میں
رہتے تھے یاد دلاتی ہے۔ یہ لوگ ریتیلے پتھر پر کھود کر یا نقش کرکے
اس میں لال پیلی مٹی بھر دیتے ہیں تصویر بنانے سے پہلے اس کا خاکہ
ایک سہ پہلو چقماق سے بناتے ہیں۔ اور پھر علاوہ انسان یا حیوان
کی صورتوں کے قسم قسم کے دائرے چاند سورج ستارے وغیرہ
کھینچتے ہیں۔ اور ان میں نیلا رنگ بھرتے ہیں جس طرح آدمیوں اور
جانوروں کی شکلیں دیکھ کر ہمیں یورپ کے ابتدائی باشندے یاد
آتے ہیں۔ اسی طرح اہرام فلکی دیکھ کر ہمیں مصر کا قدیم زمانہ یاد آتا ہے

کھودنے والی لائیں یہ لائیں ایک بھدی سی لکڑی کی ہوتی ہے۔ اس کے ایک سرے کو نہایت ہی تیز کرکے
اس کے دوسرے سرے پر ایک سوراخ پتھر کو میخ سے جڑ دیتے
ہیں۔ اس لائن کو یہ لوگ جنگل سے اس دار یا ہرے ہرے پھلوں
کو نکالنے کے لئے برتتے ہیں۔ اسی طرح کے چھدے ہوئے
کئی پتھر جنوبی افریقہ میں بھی پائے گئے ہیں۔ جن سے ان لوگوں
کے بھی بابت ایسا ہی پتہ چلتا ہے ÷

ابتر حالت یہ ممکن نہیں کہ ان بشن مین کی ابتر حالت پر افسوس
نہ کیا جائے۔ ان میں کوئی بھی ترقی نہیں پایا جاتا یا پہلا ...

کا سامان نہیں - اگرچہ کچھ ہے - تو یس یا تو کہنے کا دھیان یا انتظام کا خیال -
اور نہ ان میں کوئی باقاعدہ حکومت ہے - ان کی شادیاں نہایت ہی ابتدائی
درجوں میں ہیں - کہتے ہیں - کہ ان کی زبان میں کوئی ایسا لفظ نہیں کہ
جس سے شادی شدہ یا کنواری لڑکی میں تفاوت کیا جا سکے - ضعیف
الاعتقادی کا مادہ ان میں بہت کم ہے - اور مذہب کا اس سے بھی کم - یہ
لوگ ان قوموں کی طرح ہیں جنہیں ہم یہ کہا کرتے ہیں - کہ وہ موت کے دن
پورے کرنے آئے ہیں ؎

بنٹو قوم کے لوگ پیشتر اس کے کہ ہم جنوبی افریقہ کے باقی باشندوں
کا حال ظاہر کریں ہم قوم بنٹو کا ذکر کرتے ہیں -
جو ان لوگوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں - اس قوم میں کافر - زولس
بیلے کونس - ڈیمبراکس - اور بہت سے کانگو اور زمبری قوم کے لوگ
شامل ہیں ؎

یہ لوگ نتھنوں کی شکل اور ناک کے لحاظ سے حبشی نسل کے ہیں
ان کی کھوپری لمبی اور اونچی ہوتی ہے - لیکن جبڑے اسی حد تک
آگے بڑھے ہوئے نہیں ہوتے - یہ لوگ حبشیوں اور اہل یورپ کے
بین بین ہیں - مگر ان کے دانت مقابلتاً چھوٹے ہوتے ہیں - گو جسمانی
لحاظ سے یہ بالکل حبشیوں سے ملتے ہیں - لیکن ایک بالکل علیحدہ
قبیلے سے ہیں ؎

بنٹو لوگوں کی زبان ان لوگوں کی زبان سب سے نرالی
قسم کی ہے - مگر آپس میں فرقوں سے ملتی
اسیقدر ہے کہ معلوم ہوتا ہے - کہ گویا ان کی اصل ایک ہی ہے - ہوٹن
ٹوٹس کا مک ٹک کا لہجہ صرف کافروں کی زبان میں ہی ملتا ہے - لیکن
بنٹو قوم کی زبان میں ہی ملتا ہے - لیکن بنٹو قوم کی زبان گردان کے

لحاظ سے بہت کچھ ہی عجیب ہے - کئی ایک حروف پہلے لگائے جاتے ہیں - مثلاً "یو" کا حرف اگر قوم کے نام کے پہلے آئے تو وہ ملک کو ظاہر کرتا ہے - اور "وا" باشندوں کو "ایم" ایک فرد کو "کی" زبان کو "انبٹو" ایک اصلاح ہے - جس کے معنے آدمی کے ہیں - پہلے پہل یہ نام اہل ایران نے ان لوگوں کو دیا تھا جو کہ مسلمان نہیں تھے - اور کافرستان کے باشندے تھے - اس کے بعد لفظ اہل پرتگال - ہالینڈ اور انگریزوں نے باری باری اختیار کیا کیونکہ ان لوگوں نے یہ نام پہلے افریقہ کے مشرقی ساحل سے سنا تھا -) اور پھر یہی اصطلاح نبٹو قوم میں آگئی اور اس سے وہ لوگ مراد ہو گئے - جو کہ کافروں سے ملتے جلتے تھے نبٹو زبان میں قریباً دو سو ڈھائی سو قسم کے ایسے مختلف الفاظ ہیں - جو فیل کی صورتیں اور آپس میں ان کے تعلقات ظاہر کرتے ہیں - اور اگرچہ یہ بولنے کے لحاظ سے بڑے ہی پیچیدہ رہی - لیکن باقاعدہ اور بناوٹ کے لحاظ سے بھی باترتیب تھی کہ ان میں بعض فقرے ایک ہی حرف سے شروع ہوتے جاتے ہیں - اور مسٹر کین کہتے ہیں - کہ انسانی تربیت میں یہ ایک نہایت ہی تعجب خیز قدرتی قاعدہ ہے (انسائیکلوپیڈیا برے ٹن کا بار سوم جلد ۱۳ صفحہ ۱۲ ‘‘

بنٹو فریق قدرتاً "بنٹو" لوگ گندمی سرخی مائل ہوئے رنگ کے ہوتے ہیں - ان کے بال خط استوا کے حبشیوں کی طرح سخت نہیں ہوتے - دماغی طاقت کے لحاظ سے یہ لوگ اپنے سیاہ فام بھائیوں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں - ان کے جسم خوب مضبوط و توانا ہیں - مشرقی بنٹوں کے یہ فریق ہیں - کافر - زنتی ری - نیاسہ اور مہیلوی یعنے زنبز باری - ان میں سے پہلے بہت مشہور ہیں کیونکہ ان میں زولس - کھوسہ - پونڈولس

فنگوز - ٹیمبو - میبیٹ بیلی وغیرہ میں شامل ہیں - یہ نہایت مناسب ہوگا - کہ ان کا ذکر مجمل طور سے کیا جائے ؛

اصل میں ان کے چند ہی گروہ ہیں - جو سردار یا خاندان کی وجہ سے مشہور ہو گئے ہیں - مثلاً ایم کھوسہ کے لوگ ہیں - کھوسہ نامی سردار کے وقت سے جسکو گذرے ہوئے تین سو برس ہوئے مشہور رہیں ؛

زولو کا فرقہ زولو لوگ زولو ملک کے رہنے والے ہیں - اور ان کا یقین ہے - کہ ان کی بنیاد کسی زولو نامی نے رکھی تھی - زولو ایک مشہور سردار ہوچکا ہے - جس کی بابت ان کی رائے ہے - کہ وہ اس فرقہ کے بانی زولو سے ساتویں پشت میں ہیں - اور اس نے حال کی صدی کے اوائل میں اپنی بہادری اور شجاعت کیوجہ سے وہ نام پایا کہ اس کا باپ ہی اس کا حاسد ہو گیا - یہ بھاگ کر اہل یورپ سے جا ملا - یہ ان کے رسالوں قواعد دانوں اور فوجوں اور ان کے باقاعدہ دستوں کی بناوٹ کے حالات سنکر نہایت خوش ہوتا تھا - اپنے باپ کی موت پر اس نے ۱۸۱۰ء میں پھر اپنی قوم کی سرداری حاصل کی - اور ان لوگوں کو جو کہ اس کے دشمن تھے مار ڈالا - اور اپنی سلطنت پھیلانی شروع کی - اسنے اپنی قوم کو سخت قواعد وغیرہ کے ذریعہ ایک سپاہیانہ قوم بنا دیا ؛

جنگ کی سرگذشتی اس نے اپنی موت سے پہلے پہلے قریب کے تمام جنوبی مشرقی علاقہ دریائے لیمپوپو سے کیپ کالونی تک کو یا تو بالکل فتح کر کے پا لیا یا ان کو اپنے ساتھ شامل کر لیا - مگر اس کے دوران حکومت میں بڑا کشت

وخون ہوا۔ یہ خون کی ندیاں نہ صرف مفتوح قوم کی ہی تھیں۔ بلکہ اس کی اپنی قوم کی بہی۔ اس خون ریزی کا بڑا مشہور واقعہ چک سردار کی ماں کی موت سے تجہیز وتکفین پر ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر سات ہزار جوان تہ تیغ ہوئے۔ اور دس نہایت خوبصورت لڑکیاں اس کے ساتھ زندہ دفنائی گئیں ۱۸۲۸ء میں چک کو اس کے بہائی قتل کر کے اس کے ملک پر خود قبضہ کر لیا۔ ڈنگن نامی ایک اور سردار ہوا ہے۔ یہ بہی کچھ کم ظالم یا خونخوار نہ تھا۔ اس نے بڑے دہوکے سے ولندیزی بوئروں کی ایک بڑی تعداد جسکو خود اس نے آباد ہونے کے لیئے بلایا قتل کر ڈالا۔

بنیاد نٹال کی پری ٹوریا نامی ولندیزی سردار نے آخر اسے شکست دی۔ اور اس کے بہائی پانڈا نامی کو اس کا جانشین کیا۔ اور ان بوئیروں نے نٹال کی بنیاد ڈالی لیکن ۱۸۴۳ء میں انگریزی فوج نے انہیں مغلوب کر لیا اور اسوقت سے نٹال انگریزی بستی قرار دی گئی۔

کیٹ ویو کی ۱۸۵۶ء میں پانڈو کی زندگی میں ہی ایک لڑائی اس کے شہزادوں کیٹ ویو اور امیلزی میں ہو پڑی۔ موخر الذکر نے شکست کہائی اور ۱۸۷۲ء میں کیٹ ویو اپنے باپ کا جانشین ہوا اس نے شروع میں انگریزوں کے ساتھ بڑا دوستانہ برتاؤ رکھا جدید عدادتیں اور زولو کی لڑائی جو کہ ۱۸۷۹ء میں مقام رولنڈی پر ہوئی اور جس میں یہ قید ہو گیا لوگوں کو اچھی طرح یاد ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے بعد میں کچھ عقلمندی یا دانائی دکہائی ہو۔ سوائے اس تہوڑی سلطنت کے جو کہ بوئیروں نے مغربی زولولینڈ میں قائم کی۔ باقی کا کل علاقہ انگریزی علاقہ میں

شامل کیا گیا تھا۔

دولس کی شاخیں - چک کی کامیابی اور عمدہ قواعد دانی سے بہت کچھ نیک نتائج نکلے۔ چنانچہ اس کی فوج کے بہت سے کپتان بلند خیال ہو گئے۔ اور ہر ایک نے اپنے لئے علیحدہ علیحدہ ریاست بنا کر بہت سی قوموں کو اپنے میں شامل کر لیا۔ میٹے بیلی اور دوسری ریاستیں مثلاً ام بیلی کیٹ سی نے بیکانس کے کمزور قوم کو نکال کر اس کے ملک پر خود قبضہ کر لیا یہ آج کل ٹرانسوال کے نام سے مشہور ہے۔ اور جب انہوں بویئروں نے نکال دیا۔ تو یہ لوگ شمال کیطرف جا بسے اور وہاں انہوں نے دریائے لمپوپو اور زمبیزی کے درمیان ایک میٹے بیلی نامی ریاست قائم کر لی اس کے جانشین نے ۱۸۷۰ء میں حکومت کرنی شروع کی اس کا نام لوبنگو تھا۔ چک کا ایک اور جرنیل بینی کوس تھا۔ یہ جب اہل پرتگال کو نہ نکال سکا تو اس نے ڈیلاگوبے سے لے کر تمام دریائے لمپوپو اور زمبیزی کے درمیان کی کل قوموں کو مغلوب کر کے سلطنت گاسہ کی بنیاد ڈالی۔ چک کا یہ عمل سوائے اس کے اپنے ملک کے باہر والوں تک نے بھی پسند کیا۔ چنانچہ سیبی ٹوانین نے جو کہ ماکالولو کا سردار تھا۔ اس کے فوجی آئین کو اختیار کیا۔ اس کی سلطنت جو کہ دریائے وال کے منبع کے قریب واقعہ تھی۔ شمال کیطرف تو دریائے زمبزی اور کلہاری جنگل کے مشرق تک پھیل گئی لیکن جب یہ پوری طاقت بہی ہو گئی تو اسے پڑوسی کی مغلوب شدہ قوموں نے برباد کر دیا۔

مے ویٹی - جس کی لیک نیاسہ اور ٹانگانیکا کی فتوحات کی بابت لونگ سٹون نے لکھا ہے۔ یہ بھی چک زولس

کی ہوئی شاخ تھی ۔ تمام قوموں میں ثوج مطلق العنانی کا ایک قاعدہ ہی ہو گیا ہے ۔ مسٹر میگزین بیٹے ہیلی سوسائٹی کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ سوسائٹی سردار کے لئے ہے ۔ اس کے دعوے اور حقوق اونغل ہیں کوئی ان پر معترض نہیں ہوتا ۔ ہر ایک چیز یا آدمی جو کہ اس ملک میں ہے ۔ اس سردار کے لئے ہے ۔

کافر کرال کافر قوموں کی رسم و رواج کا ذکر کرتے ہوئے ہمارا ارادہ ہے ۔ کہ یہاں تھوڑا سا حال گاؤں وغیرہ کا بہ مصداق نمونہ از خروارے لکھا جائے ۔ گاؤں کے درمیان مال مویشی کے واسطے کہیں زمین ہوتی ہے ۔ گاؤں کے گرد بانسوں کی باڑ ہوتی ہے ۔ یہاں کے مکان مخروطی شکل کے ہوتے ہیں جس کی دو تین قطاریں ہوتی ہیں ۔ اور چھپر بڑے ہوتے ہیں اور مکان جھاڑیوں کے بنے ہوتے ہیں جس پر گوبر وغیرہ کا پلستر کیا ہوتا ہے ۔ ان کی بلندی سات فٹ سے زیادہ نہیں ہوتی اور قطر بھی ۔ اوسط ہے ۲۰ فٹ تک بھی ہوتا ہے ۔ ان مکانوں میں تیس آدمی رہ سکتے ہیں ۔ ان کے بستر ے عموماً گھر درے چٹائیوں کے ہوتے ہیں ۔

لباس کافروں نے کبھی یورپین لباس کے پہننے کی کوشش نہیں کی اس لئے یہ صرف بیل یا ہرن کی کھال پہنتے ہیں جو کندھوں سے لے کر گھٹنوں تک پہنچتی ہے ۔ عورتیں یا تو ایک چادر جس پر کچھ منکے لگے ہوتے ہیں ۔ اوڑھے رکھتی ہیں ۔ یا چھوٹے کوٹ پہنتی ہیں ۔ اور بہت سی ایسی بھی ہوتی ہیں ۔ جو کہ صرف چھاتی کو ایک صاف کی ہوئی کھال سے ڈھانپ رکھتی ہیں ۔ کمر کے گرد ایک پیٹی باندھتے ہیں جس کے ساتھ تھیلے جن میں کہ ان کی قیمتی چیزیں اور

تمباکو وغیرہ ہے۔ لٹکتے رہتے ہیں۔ جسقدر دانے جیسے منکے میسّر ہوسکیں مرد و زن بڑے شوق سے پہنتے ہیں۔ اور علاوہ ان دانوں کے ہار۔ گلوبند۔ بازوبند وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ مردانوں کے گلے میں وحشی جانوروں کے دانتوں کی مالائیں ہوتی ہیں یہ لوگ اکثر چوٹی کے بال منڈوا رکھتے ہیں ٭

زیورات ان کے کانوں میں یا تو بالا کی قسم کے بالے ہوتے ہیں یا خار پشت یا اور پرندوں کے کنڈل مرد عموماً سروں پر کچھ نہیں پہنتے۔ مگر بعض اوقات ایک چمڑے کی پٹی سی ہوتی ہے۔ جس کے اگلی طرف ایک تانبے کا ٹکڑا لگا ہوا ہوتا ہے جس کے ساتھ کئی ایک قسم کی رسیاں جن میں مختلف رنگوں کے منکے پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ عورتیں بعض اوقات پگڑی کی طرح بارہ سنگے کی کھال کی پٹی سر کے گرد لپیٹ رکھتی ہیں اس میں کئی طرح کے دانے مختلف دھاتوں کے چھلے وغیرہ لگے ہوتے ہیں۔ گودنے کی رسم ان میں عام ہے۔ اس نقاشی سے یہ اپنے بدن پر خط یا نقط وغیرہ بنا لیتی ہیں۔ یہ لوگ تیل یا چربی بہت ملتی ہیں۔ اور کبھی کبھی عورتیں خوبصورتی کی غرض سے اس چربی میں لال یا زرد رنگ کی مٹی بھی ملا لیتی ہیں۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بالکل برہنہ رہتی ہیں ٭

خوراک کافروں کی خوراک زیادہ تر نباتات ہے۔ مثلاً جوار یا باجرے کی روٹی اور چھاچھ۔ شاذو نادر ہی ضیافت کے وقت بیل ذبح کرتے ہیں۔ جنگلی شہد کے بہت عادی ہیں۔ مگر نمک کو ناپسند کرتے ہیں۔ یہ لوگ عموماً بڑے مہمان نواز ہیں اور مہمان کی خاطر بیل کو بھی حلال کر لیتے ہیں ٭

شکار وغیرہ اگر ان لوگوں کی جنگی مہمات کا خیال کیا جائے۔ تو یہ مشکل سے خیال آتا ہے یہ لوگ گڈریئے وغیرہ کا بھی کام کرتے ہیں۔ لیکن ان کے پاس ایک بڑی تعداد مال مویشی کی ہوتی ہے جہاں جابجا سبزہ زار ہوتا ہے۔ لئے پھرتے ہیں۔ ان کے متعلق کام مرد کرتے ہیں اور عورتیں مستثنےٰ ہیں۔ ان کو چوپائی کاموں میں بڑی مہارت سیکھا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کے ہانکنے وغیرہ کا تمام کام اس آدمی کے سپرد ہوتا ہے۔ یہ ان جانوروں کو ہانکنے کے لئے ایک خاص قسم کی لاٹھی رکھتا ہے جیسی یہ نابب کیبسر یہ کہتے ہیں۔ بیز روبیل سواری کے واسطے سدھائے جاتے ہیں۔ گائے کے دودھ کو چمڑے کے تھیلیوں میں ڈال رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ ترش ہو جاتا ہے۔ جسکو استعمال میں لانے سے پہلے بلوچ لیتے ہیں۔ مگر یہ کام ان کو شکار وغیرہ سے نہیں روکتا۔ یہ لوگ بہت سی کھیلوں کے شایق ہیں۔ ان کا ہتھیار ایک لمبی برچھی ہے جس کے چلانے کے لئے انہیں ایک خاص ڈھنگ آتا ہے۔ علاوہ ان برچھیوں کے یہ اکثر کمین گاہیں و گڑھے وغیرہ بھی بناتے ہیں ٭

عورتوں کی حالت کاورعورتیں زیادہ تر خدمتگاروں کی طرح ہوتی ہیں۔ یہ ایک عام شکایت ہے کہ شمال میں مرد تمام کاہل ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کی گذران ہی عورتوں کی محنت و مشقت پر ہے۔ مگر حیرانی یہ ہے۔ کہ یہ عورتیں بڑی خوشی سے سب کچھ کرتی ہیں۔ لیکن سوتیا ڈاہ ان میں بھی غضب کا ہوتا ہے۔ جسقدر خاندان ہیں۔ امیر ہو اسی قدر سوتنیں زیادہ حاسد ہوتی۔ خوشامد اور ناز و ادا کو بہت پسند کرتی ہیں۔ امیر ہو

اسی قدر سوتنیں زیادہ حاسد ہوتی۔ خوشامد اور ناز و ادا کو بہت پسند کرتی ہیں۔ لیکن بہت سی قوموں کی نسبت ان کا چلن نیک ہوتا ہے یہ دانا ہی ہوتی ہیں۔ یہاں بیویاں خریدی جاتی ہے۔ جن کی قیمت بعض اوقات ایک مجلس مقرر کرتی ہے۔ پہلے اچھی طرح سے لڑکے والے لڑکی کے متعلق بہت کچھ باتیں اس کے والدین سے معلوم کرتے ہیں۔ یہ دستور کچھ ان قوموں میں ہی نہیں بلکہ اکثر شائستہ ملکوں میں ابھی جاری ہے۔ شادی کی ایک بڑی رسم یہ ہوتی ہے۔ کہ نوشہ بیٹھا رہتا ہے۔ اور دولہن اس کے سامنے ناچتی ہے۔ مگر یہ رسم شادی سے پہلے ادا ہوتی ہے۔ اسمیں کچھ مذہبی حصہ نہیں ہوتا۔ طلاق کی رسم ان میں بہت ہی کم ہے۔ لیکن اگر کسی عورت سے کوئی بیوفائی صادر ہو تو اس کے واسطے بڑی سخت سزائیں ہیں۔ اغوا کی سزا یہ ہے کہ اغوا کنندہ ایک اچھا سا جانور از قسم مال مویشی فریق ثانی کو دیدے۔

بچے — نوزائیدہ بچوں کے جسم پر سیپال چونے کے پانی میں ملا کر ملتے ہیں۔ کم از کم بچوں کو دو سال تک دودھ پلایا جاتا ہے۔ اور ان کی بڑی اچھی طرح پرورش ہوتی ہے۔ مائیں اکثر انہیں اپنے کندھوں پر لئے پھرتی ہیں۔ پستان عموماً اسقدر لمبے ہوتے ہیں۔ کہ بازوؤں کے نیچے سے نکالے جاسکتے ہیں اور کندھوں کے اوپر بھی ڈالے جاتے ہیں۔ اور انہیں دو طریقوں سے عورتیں بچوں کو دودھ پلاتی ہیں شادیوں پر عموماً ان موقعوں پر ناچ رنگ اور ضیافتیں ہوتی ہیں +

دستکاری — یہ دستور ہے کہ جو قومیں زیادہ تر شکار لڑائیوں وغیرہ میں مصروف رہتی ہیں۔ وہ دستکاری میں بہت ہی کم ترقی کرتی ہیں۔ مدت سے یہ لوگ کم از کم اپنے لئے کچھ بے ڈھنگے ہتھیار اور دیگر آلات جنگ تیار کر لیتے تھے۔ لیکن غیر ممالک کی

تجارت کرتے ہوئے پر انہوں نے یہ بھی چھوڑ دیا بننا اور کاتنا یہ لوگ جانتے ہی نہیں - عورتیں گھاس وغیرہ سے اچھی چٹائیاں بنا لیتی ہیں مٹی کے برتنوں کو جو کہ بڑے بڑے ہوتے ہیں - آگ میں نہیں پکاتے بلکہ دھوپ میں ہی خشک کر لیتے ہیں دودھ کے واسطے بچھڑے اور بھیڑ کی کھالیں رکھتے ہیں - لیکن دودھ مٹی کے برتنوں میں ہی دوہا جاتا ہے - کھالوں کو مرد اس طرح صاف کرتے ہیں - کہ تھوڑی فاصلے پر پہلے کھالوں کو دھوپ میں پھیلا دیتے ہیں - پھر انہیں چھیلکر انہیں ریلوے کے پتوں سے صاف کرتے ہیں - اس کے بعد ان پر چربی مل دیتے ہیں - ان کے تنبو اکثر کے بکس حیوانوں کی شکل کے بنے ہوتے ہیں - جن میں ایک چھوٹا سا سوراخ ہوتا ہے - اس کا ڈھکنا ایک لکڑی کا ہوتا ہے جس پر کھدائی کا کام ہوتا ہے علاوہ ان کے لکڑی کے چمچہ اور رکابیاں بھی بناتے ہیں ؀

کافروں کی توجہ دستکاری کی نسبت تجارت کی طرف زیادہ مائل ہے - زیادہ تر تبادلہ مال مویشی سے ہوتا ہے - مگر مختلف قسم کی دھاتیں اور منکے وغیرہ خرید کے لئے پرتے جاتے ہیں - مگر آج کل سکہ کا رواج زیادہ تر پھیلتا جاتا ہے ؀

اخلاق و ذہانت کافروں کے اخلاق و آداب کی نسبت بہت سی مختلف رائیں ہیں - بعض تو یہ کہتے ہیں کہ ان میں بدیاں ہی بدیاں ہیں - مگر بعض کی یہ رائے ہے - کہ یہ لوگ نیک منش - آزادہ رو - مہمان نواز - ملنسار اور منصف مزاج ہوتے ہیں اس میں شک نہیں کہ مغرور ضرور ہیں - اور ذرا سی آسودگی ان میں نخوت پیدا کر دیتی ہے - چنانچہ سردار اور افسر نہایت ہی خوشامد پسند ہوتے ہیں - ذرا سی ہتک سے آگ بگولا ہو جاتے ہیں - یہ

ممکن نہیں کہ ہنک کی آسانی سے تلافی کیجا سکے۔ اگرچہ یوں تو یہ بڑے بے رحم اور کینہ کش ہوتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی دستگیری اور ہمدردی کے صفات سے بھی بے بہرہ نہیں ہوتے لیکن عموماً ان کی دماغی طاقت کچھ بچوں کی سی ہی ہوتی ہے۔ یورپین لوگوں کی آمد سے پہلے ان میں ایسے بہت کم تھے جو دس سے زیادہ گن سکتے ہوں۔ اور نہ ان میں وقت دریافت کرنے کا کوئی قاعدہ تھا۔ ان سے پچھلی باتیں خواہ وہ ان کے اپنے وقت کی بھی کیوں نہ ہو دریافت کرنا واقعی ایک مشکل امر ہے۔ کہ یہ بہت سی مفید وادیوں کا علم رکھتے تھے

تفریحات ناچ اور گانا ان کی بڑی تفریح ہے۔ تمام تمام راتیں اسقدر جوش وخروش اور کئی قسم کی حرکات سے ناچتے ہیں اور گاتے رہتے ہیں اور بالکل چور ہوکر پڑجاتے ہیں۔ ان کا راگ ایک ہی طرح کا اور سمع خراش ہوتا ہے۔ ایک ہی لفظ ایک ہی سُر میں بار بار دہراتے رہتے ہیں۔ بیہودی سارنگی ان کا بڑا بھاری ساز ہے ؛

طرز حکومت یہاں کی عنان حکومت سرداروں اور بادشاہوں کے ہاتھ میں ہے۔ یہ افسر مطلق العنان ہوتے ہیں۔ لیکن اتنا ضرور ہے۔ کہ وہ قدیمی رسومات کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ یوں تو ان میں یہ دستور ہے۔ کہ اولاد نرینہ جانشین ہو مگر عموماً بڑی بیوی کی اولاد وارث بنتی ہے۔ ہاں اگر عام رائے اس بات پر ہو جائے کہ کوئی باہر سے تخت پر بیٹھایا جاوے۔ تو پھر کسی کا حق بھی فائق نہیں دیکھا جاتا۔ مال مویشی پر سالانہ ٹکس ہوتا ہے اور سردار کا حق ہوتا ہے کہ وہ کسی قسم کا جانور۔ ہاتھیوں کے دانت چیتے کی کھال یا کوئی اور چیز جو کہ اس کے پسند آجائے۔ رعایا سے

لے سکتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ جب رعایا کی تمام محنت مشقت پر سردار کو حق ہے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ اس کو ہر ایک طرح ان پر زور حاصل ہے۔ بڑے سردار کے ماتحت چھوٹے چھوٹے سردار اور اکابران ملک کی کونسل ہوتی ہے۔ جب کوئی کار عظیم پیش آئے تو ان سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ موت کی سزا عام ہے۔ مگر یہ بھی ہے۔ کہ جب کبھی مناسب خیال کیا جائے۔ تو کچھ جانور ہی بطور جرمانہ کے لے لئے جاتے ہیں۔ والدین یا کسی افسر کا قتل وغیرہ کے لئے موت کی سزا دی جاتی ہے۔

ضعیف الاعتقادیاں یہ ممکن نہیں کہ اس وحشیانہ زندگی میں ان کا کوئی ٹھیک مذہبی عقیدہ ہو۔ یہ کسی قادر مطلق کو نہیں مانتے۔ اور نہ کوئی ان میں عبادت کا طریقہ ہے۔ لیکن ان میں بہت قسم کی باطل پرستی اور توہمات رائج ہیں۔ تمام قسم کی بیماریاں یا آفتوں کی وجہ ڈائن یا بھوت پریت سمجھی جاتی ہے۔ مینہ برسانے کے لئے اور کئی ایک دیگر امورات کے لئے ایک قسم کے جادو ٹونے کرتے ہیں سردار تھوڑا ایسے موقعوں پر بڑا حصہ لیتا ہے۔ اس کام کے واسطے علیحدہ ہی آدمی ہوتا ہے۔ اور بجائے مقتدائے مذہبی کہلانے کے یہ زیادہ موزون ہے کہ اسے مسافر یا جادوگر کہا جائے دوا دارو کا کام بھی انہیں لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہی لوگ جن بھوت بھی لگاتے ہیں۔ ان کی بڑی استادی سانپ کھوے کچھوے اور چھپکلی کا نکالنا ہوتا ہے اور اگر یہ جادوگر لوگ کسی موقعہ پر نا کامیاب ہو جائیں تو ان کے واسطے یہ کہنا کافی ہوتا ہے۔ کہ بھوت بڑا زبردست ہے۔ بعض اوقات یہ کام

عورتیں بھی کرتی ہیں جنہیں ساحرہ کہتے ہیں یہ بعض دفعہ کبھی منحوس آدمیوں کو بیماریوں اور آفتوں کا موجب بنا دیتی ہے جس بیچارے کی یہ سزا ہوتی ہے کہ اسے مار دیا جاتا ہے۔ اور اس کی ملکیت ضبط کر لی جاتی ہے۔

ایم گہوسا ایم گہوسا کافروں کے دو بڑے فریق گیکس اور گیلکس ہی یہ لوگ ان میدانوں میں آباد ہیں جو کہ شمال کی جانب سے کوہ وشٹربرگ سے گھرے ہوئے ہیں۔ ان میدانوں میں بہت سی چراگاہیں اور شکار وغیرہ موجود رہتا ہے یہ لوگ دراز قد اور خوب مضبوط ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سرخی مائل بھورا اور ان کے بال اونی ہوتے ہیں۔ دانت سفید اور ہونٹ اُبھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات میں بھی طرحداری پائی جاتی ہے لیکن جسقدر یہ جسمانی خوبصورتی رکھتے ہیں اخلاقی صفات سے بے بہرہ ہیں۔ یہ لوگ اکثر ظالم اور لیٹرے ہوتے ہیں۔

بیماروں اور کمزوروں کے ساتھ التفات سے پیش نہیں آتے پہلے درجہ کے ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں۔ لیکن باایں ہمہ مہمان نواز ہوتے ہیں۔ ان کا پیشہ زراعت ہے اور زیادہ تر جوار۔ باجرا۔ تمباکو۔ اور کودون بوتے ہیں۔ کاشت کا بہت سا کام عورتوں کے سپرد ہوتا ہے۔

باسوٹو لے کویش باسوٹو بھی کافرہی قوم سے ہیں جو کہ اڑ الشوال کے جنوب مشرق میں

آباد ہیں ۔ لیکن ان کا اصلی مقام بلیوموون ٹن کا شمالی حصہ ہے ۔ یہ آج کل سلطنت برطانیہ کے تحت میں ہیں ۔ اور کچھ وسطی جنوبی افریقہ کی بیکونس قوم سے جس کی چند قومیں تھوڑی دیر ہوئی کہ سلطنت برطانیہ کے تحت میں آگیئں کچھ زیادہ اختلاف نہیں رکھتے ۔ ان قوموں نے اپنے نام زیادہ تر جانوروں مثلاً ہاتھی ۔ سنسار ۔ مچھلی ۔ بندر وغیرہ کے ناموں پر رکھے ہیں ۔ چونکہ یہ لوگ باقی کافروں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں ہم صرف ان کے چند مشہور توہمات کا ذکر کرینگے ۔

ان کے عقاید کچھ ایسے اعلیٰ نہیں کہ اونہیں مذہب کہا جا سکے جب کبھی کوئی بڑی آفت مثلاً قحط یا بیماری وغیرہ آئے تو یہ لوگ اپنے بڑے بڑے مشہور سرداروں کی روحوں کو بلاتے ہیں ۔ ان حالتوں میں یہ لوگ چھوٹے چھوٹے چاقوؤں سے بدن پر زخم لگا کر مٹی میں لپیٹ جاتے ہیں ۔ اور زور زور سے چلاتے اور آہ زاری کرتے ہیں ۔ درمیان میں کبھی کبھی ماتمی گانے اور اسی طرح کے ناچ بھی کرتے ہیں یہ سلسلہ رات دن جاری رہتا ہے ۔ اس کے بعد یہ لوگ کمین گاہوں میں جاتے ہیں ۔ اور جال اور پھندوں کو دیکھتے ہیں ۔ بعض کی

یہ رائے ہے ۔ کہ سب چیزیں آپ ہی پیدا ہو گیئں ہیں ۔ لیکن جہاں یہ کسی نیک طاقت کو نہیں مانتے تمام قسم کی بدیوں اور آفتوں کو ایک بری طاقت سے منسوب کرتے ہیں جسے کہ یہ اپنی زبان میں مولیمو کہتے ہیں ۔ ان کا اعتقاد ہے ۔ کہ اس کے طاقت جادوگرون کے جادو ٹونے کے زور سے گھٹ سکتی ہے ۔ اچھی فصل حاصل کرنے کے لیئے یہ لوگ قسم کے پودوں اور اعراض کے لیئے یہ لوگ زندہ انسانوں کو جلاتے تھے ۔

لیناکس پیشہ ور جادوگروں ۔ حکیموں اور مینہ برسانے والوں کو لیناکس کہتے ہیں ایک بیل کی قربانی دینے پر بھی

اس پیشہ کو اختیار کر سکتا ہے۔ اور اس رسم کے بعد اسے ایک اور رسم کرنی پڑتی ہے۔ جس کا نام کورخندق کھودنا ہے"۔

یہ لوگ لنگور کی کھال پہنتے ہیں۔ اور اپنی جھونپڑی میں بھی چرگ کی کھال پر بیٹھتے ہیں۔ ڈاکٹر ہولیب کہتے ہیں۔ کہ یہ لوگ گلے میں مختلف پرندوں کی ہڈیاں کی مالائیں پہنتے ہیں۔ اور بلا خصوصیت ہر ایک شخص کے پاس ہاتھی دانت یا بعض اوقات سینگ کی چار کھونٹیاں ہوتی ہیں۔ ان پر کیب تین کی شکلیں بنی ہوتی ہیں اور یہ ہی کھونٹیاں ان کے غیبی حالات دریافت کرنے کا آلہ ہوتی ہے ان کھونٹیوں کو ان کی زبان میں ڈولوس کہتے ہیں مال مسروقہ یا گم شدہ عزیز یا کسی جانور کے معلوم کرنے کے لیے مختلف قسم کی ہڈیوں اور چمڑے کے تعویزوں کے علاوہ کھونٹیاں بھی برتی جاتی ہیں۔ بلکہ ان لوگوں کا یہ ہی اعتقاد ہے۔ کہ ان کے ذریعہ دشمنی اور اس کی عداوت کو مغلوب کر سکتے ہیں۔ جس وقت ان کا عمل شروع ہوتا ہے۔ تو یہ لوگ کچھ منہ میں بڑبڑاتے بھی جاتے ہیں۔

مولوٹی بعض لوگ لیناکس کو حقارت کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں اور انہیں مولوٹی کہتے ہیں۔ ان کی بابت لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے یہ کام انتقام کی غرض سے یا برے کاموں کی غرض سے اختیار کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ مولوٹی لاشیں کھودلاتے ہیں اور نوزائیدہ بچوں کو مار ڈالتے ہیں۔ کہ ان کے بدن کے خاص حصے اپنے جادو کا کام میں لائیں۔ لیکن یہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں کو کچھ انتقام وغیرہ لینا مقصود ہوتا ہے وہ ان سے رجوع لاتے ہیں۔ ان کا یہ بھی دعوےٰ ہوتا ہے۔ کہ ہم مینہ برسانے والوں کی طاقت کو روک سکتے ہیں اور بادل کو ہٹا سکتے

ہٹا سکتے ہیں ٭ -

عیسائی مذہب کا اثر اس ملک سے ضعیف الاعتقادیاں اور کئی قسم کے توہمات عیسائی مذہب کے اثر سے زائل ہو گئے ہیں مگر بعض مشکل سے دور ہوتے ہیں یعض بیکوینیا بادشاہوں نے اثناء گفتگو میں اپنے بادل برسانے کے طریقوں کو رائج کرنے کا ذکر کیا ہے ۔ بعض جگہ اچھی کامیابی سے سکول قایم کئے گئے ہیں ۔ اور اب بہت سے لوگ اپنی زبانوں میں انجیل کا ترجمہ بھی پڑھنے کے لایق ہو گئے ہیں ۔ اور اسی قوم میں باایمان اور دیانت دار لوگ بطور واعظوں اور استادوں کے بھی پیدا کئے گئے ہیں ٭

دیسی باشندوں کی آئندہ حالت یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ یہ لوگ بھی اسی طرح یورپین لوگوں کے قریب قریب ہو جائیں گے ۔ جسطرح کہ ہندوستان کے اصلی باشندے اپنے حملہ آوروں کے قریب قریب ہو گئے تھے ۔ بغیر ذات پات کے اسقدر امتیاز کے جو کہ ہندوستان میں آریوں نے پیدا کیا تھا ۔ اور جسکی نسبت آج کل افریقہ میں کہیں زیادہ امتیاز دیکھا جاتا ہے ۔ یہ لوگ اگر اونچی نسلوں کیواسطے مفید بن سکیں تو اپنی موجودہ حالت کے زائل ہونے سے نہیں ڈرتے ۔ اگر یورپین قومیں انہیں سایہ امن میں نہ لے لیں ۔ اور اسی طرح چھوڑ دیں ۔ جسطرح کہ امریکہ میں ریڈ انڈین اور نیوزیلینڈ میں میوری لوگ ہیں ۔ تو یہ ایک بڑی نادانی ہوگی ٭

فصل ۹

خط سرطان کی حبشی قومیں

ڈیمرانہ اگر ہم اضلاع کیپ سے شمال کی طرف جائیں تو ہمیں بہت سی اقوام ملتی ہیں۔ جن میں سے کچھ تو کافروں سے ملتی جلتی ہیں۔ اور کچھ خط استوا کے حبشیوں کے۔ ڈیمرانہ اور اوام بوس صرف مسٹر فرانسس کی بدولت مشہور ہوئے ہیں۔ ڈیمرانہ کے وہ لوگ جو میدانوں میں رہتے ہیں گو اصلی ہٹنٹاٹ قوم کے لوگوں نے میدانوں سے نکال دیا تھا۔ میدانوں میں رہنے والے ڈیمرانہ قوم کے لوگ جو اُوواہیرو کہلاتے ہیں۔ لمبے اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ ان کی عورتیں عالم شباب میں خوبصورت ہوتی ہیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں بھی چھوٹے اور نازک ہوتے ہیں۔ لیکن بڑھاپے میں نہایت ہی بدنما اور مکروہ ہو جاتی ہیں۔ کھجور یہاں کا بڑا میوہ ہے۔ اس ملک کے بڑے بڑے جنگل آندھیوں سے بالکل برباد ہو جاتے ہیں۔ ڈیمرانہ کی مخروطی جھونپڑیاں جو کہ اکثر کافروں کی جھونپڑیوں کے مشابہ ہوتی ہیں بیل کے چمڑے سے بنی ہوتی ہے۔ ان کے سرے عموماً نائی درخت کی شاخوں کے ہوتے ہیں۔ جن پر یہ لوگ کھال وغیرہ بچھا لیتے ہیں ان کا لباس کافرستان کے لوگوں سے ملتا جلتا ہے۔ ان لوگوں کے پاس بھیڑوں اور دیگر مویشیوں کی بے انتہا تعداد ہوتی ہے۔ جن کی حفاظت کیا کرتے ہیں۔

عادات و خصائل چونکہ ڈیمرانہ اخلاقی اور دماغی صفات سے بہت کچھ بے بہرہ ہیں۔ اس لئے ان کا زیادہ تر میلان چوری یا بھیک مانگنے کی طرف ہے۔ یہ لوگ ضعیف الاعتقاد بھی پرلے درجے کے ہوتے ہیں۔ گنتی جانتے ہی نہیں بلکہ انہیں اپنی عمر تک بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ان کی بابت کہتے ہیں۔ کہ سورج کی نسبت ان کی عجیب رائے تھی۔ ان کا اعتقاد ہے۔ کہ جو سورج صبح

بڑھتا ہے۔ وہ نہیں ہوتا جو کہ اس سے پہلی شام کو غروب ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی بہت سی بیویاں ہوتی ہیں۔ طلاق یہاں عام ہے۔ اور اس کے لیے کسی رسم کی پابندی نہیں۔ قریباً تمام کام عورتیں ہی کرتی ہیں۔ اور مردوں کے لیے بڑی مددگار ہیں۔ یہاں تک کہ گھر بھی یہی بناتی اور اس پر پلستر بھی یہی کرتی ہیں۔ اور اگر کہیں۔ مکان بدلنا ہو تو اسباب وغیرہ اٹھا کر بھی ان ہی کو لے جانا پڑتا ہے +

بیمارداری برادرانہ شفقت ان میں بہت ہی کم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان میں قدرتی موت بہت ہی کم واقع ہوتی ہے۔ بیمار کو جھونپڑیوں سے باہر نکال کر اور سردی میں پڑا رہنے دیتے ہیں۔ مسٹر گالٹن کہتے ہیں۔ کہ یہیں تک بس نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے تمام رشتہ دار وسائل اختیار کرتے ہیں کہ جس سے وہ جلدی مر جائے۔ اور جب وہ کچھ مرنے کے قریب نظر آتے ہیں۔ تو اس پر بیل کی کھال ڈال کر اس کا دم بند کر دیتے ہیں۔ اور جب مر جاتا ہے۔ تو پھر لاش کو بٹھا کر گھاس میں سی کر ایک گڑھے میں دفنا دیتے ہیں۔ لاش کا منہ شمال کی طرف رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد تمام رشتہ دار یا اور لوگ جو وہاں موجود ہوتے ہیں۔ اس کی قبر کھودتے ہیں۔ جس سے ان کی یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ اس سے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے مگر یہ دستور عام لوگوں کے لیے ہیں۔ اگر کوئی بڑا آدمی مر جائے تو اس کے واسطے بڑا ماتم کرتے ہیں۔ اور اس کی تدفین کی رسم بھی بڑی آہ و زاری اور بہت سی رسومات سے ادا کرتے ہیں +

ضعیف الاعتقادیاں وہمی اتنے کہ ضعیف الاعتقادیوں کی کوئی حد نہیں۔ اور ان میں کئی ایسے

ہیں - جو بکری کا گوشت نہیں کھاتے اور بعض گائے کا گوشت جبکہ خاص قسم کے داغ ہوں کھانے سے پرہیز کرتے ہیں - چرخ کے گوبر کو دوائی سمجھ کر بیمار کے منہ پیشانی پر ملتے ہیں +

خاص خاص جانوروں کی چربی کا ملنا اچھا خیال کیا جاتا ہے - آگ کی حفاظت سردار کی لڑکی کے سپرد ہوتی ہے - اور اگر اتفاق سے کہیں بجھ جائے تو پھر جلانے کے لئے کئی رسمیں ادا کرتے ہیں - یہ بھی پوری طرح سے تحقیق نہیں ہوا - کہ آیا یہ بھوت پریت کو بھی مانتے ہیں - یا نہیں - ان کا اعتقاد ہے - کہ تمام ذی روح اشیا کی اصل ایک درخت سے ہے +

اوام پاس لوگ اوام پاس بالکل مختلف طریقہ کے لوگ ہیں - مسٹر گیلن نے دیکھتے ہی ان میں تفاوت کا درجہ دریافت کر لیا ہے - یہ لوگ صاف - بدصورت پست قد ہوتے ہیں - ان کے نقش تیز ہوتے ہیں - رنگ نہایت ہی کالا اور بال اون سے ہوتے ہیں - ان کے شہر نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگ کھیتوں میں گھر بنا کر رہتے ہیں - جن کی ساخت بڑی پیچیدہ ہوتی ہے - اور خاصکر سرداروں کے گھروں کی - حقیقت میں بہت سے گھروں کا مجموعہ ہوتا ہے جہاں چند نسلوں کے خاندان مع اپنے غلاموں کے رہتے ہیں - تمام مکانوں کی بلندی بہت ہی کم ہوتی ہے - اگرچہ کھڑے بہت اونچے ہوتے ہیں - وہ گھر جو علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں - بڑے چھوٹے ہوتی ہیں - ان کی بلندی صرف تین فٹ اور عرض قریباً ساڑھے پانچ فٹ کے ہوتا ہے - جھتیں مخروطی شکل کی گھاس پھوس کی بنی ہوتی ہیں - ان کے دروازے قریباً دو فٹ اونچے اور ڈیڑھ فٹ چوڑے ہوتے ہیں - ہر ایک جھونپڑی میں ایک کنبہ رہتا ہے

ان کی مقررہ خوراک باجرہ جوار اور دودھ ہے ۔ ہاں بڑے بڑے موقعوں پر اور اکثر تہواروں میں بیل ذبح کر لیتے ہیں ۔ قریباً ہر ایک جانور کا گوشت یہ کھا لیتے ہیں اور شراب بھی پیتے ہیں ۔

اوام پاس کافروں کی نسبت کم کپڑے پہنتے ہیں ۔ صاف شدہ کھال سے بدن کا اگلا اور پچھلا حصہ ڈھانپ لیتے ہیں ۔ اور یہی ان کا بڑا لباس ہے ۔ کانوں میں گھونگے یا اور قسم کے دانوں کے بالے ڈالتے ہیں ۔ اور اسی طرح کی ان کی مالائیں ہوتی ہیں ۔ یہ کافروں سے بہت کچھ مشابہ ہیں ۔ اور اسی واسطے اغلب ہے ۔ کہ یہ بھی بنٹو قوم کی جماعت میں شمار کئے جا سکیں ۔

دیگر بنٹو قومیں مشرقی افریقہ کی بنٹو قوموں میں غالباً جنوبی بنٹو کے تعلق دار اور جھیل نیاسہ کے مشرقی لوگ بھی شامل ہیں ۔ اور یہی وجہ ہے ۔ کہ ان کی رسومات آپس میں ملتی جلتی ہیں ۔ ان کی اخلاقی حالت ابتدائی حالت میں ہے یہ لوگ تلون مزاج ۔ زردوست ۔ کاہل ۔ زندہ دل اور مکار ہوتے ہیں کئی لوگوں کے بدن گدے ہوئے ہوتے ہیں ۔

بہت سی کافر قوموں کیطرح نمک کا ان بھی عام رواج نہیں صرف گاہے گاہے برتتے ہیں ۔ ان کی کاشت کئی قسم کی ہوتی ہے مثلاً ۔ مٹر ۔ لوبیا ۔ شیریں آلو اور اناج کی بہت سی قسمیں ۔ علاوہ ان کے تمباکو کپاس بھی بوتے ہیں ۔ پالتو جانور ان میں بہت ہی کم ہوتے ہیں ۔ اکثر جنگلی جانور مار لاتے ہیں کہ انہوں نے اہل پرتگال سے لوہے کی کچی دھات کا پہچاننا سیکھا تھا ۔ اور یہی وجہ ہے ۔ کہ یہ لوگ کھیتی باڑی کے اوزار ہی بنا لیتے ہیں ۔ بانس کی چٹائیاں اور ٹوکریاں ایسی نفیس بناتے ہیں ۔ کہ ان میں سے

پانی نہیں چھنتا۔ درختوں کی چھال سے دھاگے بنا کر مچھلی پکڑنے کے جال اور کپاس کے دھاگوں سے کپڑا بھی بُن لیتے ہیں۔ ڈونگی جو کہ یہ درختوں کے تنے رسّوں سے باندھ کر بناتے ہیں۔ اُن کی دریائی آمد و رفت کے کام آتی ہے۔

رسومات تدفین کثرت ازدواج ان میں بہت جاری ہے اکثر والدین اپنی لڑکیوں کو بیچتے ہیں یہاں تک کہ خاوند اپنی بیوی کسی اجنبی کو بھی دے ڈالتے ہیں۔ جیسا کام ہو سکے۔ عورتیں ہی کرتی ہیں۔ مردوں کا کام صرف جھونپڑی بنانا ہے۔ سرداروں کی تدفین کے موقعوں پر بڑی ضیافتیں ہوتی ہیں۔ اور بڑی آزادی برتی جاتی ہے۔ بیشتر اس کے کہ لاش کو دفنائیں کئی مہینوں تک (تا وقتیکہ وہ سڑ نہ جائے) بیں لپیٹ رکھتے ہیں۔ متوفی کی عزت کرنے کا ایک نہایت ہی عجیب طریق یہ ہے کہ بلا لحاظ لوگوں کو لوٹا اور مارا جاتا ہے۔ جنازہ کے ساتھ ڈھول بجاتے اور روتے جاتے ہیں۔ سردار کے وہ ہتھیار جو اسے نہایت عزیز ہوں اس کے ساتھ ہی دفنا دیتے ہیں اور علاوہ ان کے چند روز پیشتر تک تو بیویوں کو بھی ساتھ ہی دفن کر دیتے ہیں۔ آٹھ دن تک جب تک کہ یہ رسم تدفین وغیرہ ہوتی رہتی ہیں۔ بہت سی کھانے پینے کی چیزوں کو بانٹتے ہیں۔ نکوس یا کاکوس جو کہ صحرا کے شمال مشرق کی طرف رہتے ہیں۔ مردوں کو گھروں کے پاس قبر میں سیدھا کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور قبر کو ڈھانپ دیتے ہیں۔

ان کے چیخنے اور رونے کی آوازیں نہایت ہی ہولناک ہوتی ہیں۔ اظہار ماتم میں اپنے بالوں کو کاٹ دیتے ہیں۔

جنگی عادات - بڑے بڑے سردار اپنی طاقتوں کو صرف جنگی

عادات کی بدولت ہی قائم رکھتے ہیں اور یہ ہی وجہ ہے ۔ کہ ہمیشہ جنگ و جدل میں مشغول رہتے ہیں ۔ لڑائیوں میں یہ لوگ زہر آلودہ تیر برچھیاں کلہاڑیاں ۔ اور بڑے بڑے چھرے استعمال کرتے ہیں ۔ اگرچہ ان کی باقاعدہ فوج نہیں ہوتی ۔ لیکن حملہ بڑے زور شور سے اور بہادری سے کرتے ہیں ۔ اور بڑے بڑے جنگ کے نعرہ مارتے ہیں ۔ ماکس قوم کے لوگ بڑے ہی لڑاکے ہوتے اور آخری دم تک ہمت نہیں ہارتے ۔ جن لوگوں کو قید کر لیتے ہیں ۔ ان کی قربانی کرتے ہیں ۔ اور ان کا کچا گوشت کھا جاتے ہیں ۔ ان کی شناخت یہ ہوتی ہے ۔ کہ ان کے پیشانی پر ہلال کی صورت کھدی ہوتی ہے ۔ یہ لوگ ہونٹوں میں نتھی پہنتے ہیں ۔ اور دانتوں کو خوب تیز رکھتے ہیں ۔ چند پادریوں کی کوشش سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ یہاں ضرور کچھ نہ کچھ اچھا نتیجہ پیدا ہو جائیگا ۔

میتگن اسی قوم کی تعداد بیشمار ہے یہ لوگ صحرا کی وادی کے اردگرد مربع میں رہتے ہیں ۔ ان کی عورتیں ہمیشہ ایک گھونگا یا چھلا اوپر کے ہونٹ میں پہنتی ہیں ۔ جو کہ بہت آگے بڑھا ہوا ہوتا ہے ۔ یہ لوگ بھی جیسے کہ افریقہ کی عام قوموں میں رواج ہے ۔ صداقت مقدمہ کے لئے زہر دیتے ہیں ۔ جھیل نیاسا کے کنارے بڑے ہی گنجان آباد ہیں ۔ یہاں کے سب لوگ سر سے لے کر پاؤں تک تمام بدن پر مختلف قسم کی تصویریں کھودتے ہیں ۔ اور یہ ہی ذریعہ ان کی شناخت کا ہے ۔

مائمبو کا قوم کے لوگ جو کہ اسی جھیل کے مغربی کناروں پر آباد ہیں چہروں پر ایک اونچا سا مسہ بنا رکھتے ہیں جو چہرہ والوں کو بڑا ہی بدنما بنا دیتا ہے ۔

دیناٹی میوسی اس وسیع ملک کے لوگ کا حال بیان کرنا ناممکن ہے۔ ہاں اتنا کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ لوگ بہ لحاظ نسل اور نہ بادہ تر زبان کے سوڈانی حبشیوں کی نسبت کافروں سے ملتے ہیں۔ ہم زیادہ تر اُن لوگوں کے انہیں حالات پر قناعت کرتے ہیں۔ جو کہ بڑے بڑے سیاحوں نے لکھے ہیں۔ کیمرن صاحب اپنی کتاب میں دیناٹی میو کیسی لوگوں کا حال جو کہ یوگوگو کے شمال مشرق میں آباد ہیں۔ اس طرح لکھا ہے۔ کہ ان کو ان کے قومی نشان سے جو کہ ان کی مرکز پیشانی اور ہر دو کنپٹیوں پر کھدا ہوا ہوتا ہے امتیاز کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ اوپر کے دو دانت توڑ دیتے ہیں۔ تاکہ فوراً نظر آئے۔ اور گلے میں سیپ۔ یا دریائی گھوڑے کے دانت کا مثلث نما ٹکڑا لٹکاتے ہیں۔ پیتل یا لوہے کے تار میں پروئے ہوئے دانے ان کا بڑا بھاری زیور ہے۔ جو لوگ سردار یا گھرانے میں بڑے ہوتے ہیں۔ وہ ہاتھی دانت کے بہت سے بازو بند جو کہ نالی دار ہوتے ہیں۔ کلائی سے لے کر کہنی تک پہنے رکھتے ہیں۔ اور یہ لڑائی میں نشان دینے کے کام آتے ہیں۔ ان کے بلجے کا شور بڑی دور تک سنائی دیتا ہے۔ اور ان کے بجانے سے یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ سردار اپنے آدمیوں کو پھر باقاعدہ جمع کرنے کے لئے بلاتا ہے۔ مرد عموماً چوٹی کے بال منڈا چھوڑتے ہیں۔ جنہیں پھر چھوٹی چھوٹی تاروں میں پرو کر پہنتے ہیں

میتی ما قوم میتی ما کی بابت جو کہ جھیل ٹنگانیکا کے شمال مغرب میں آباد ہیں۔ سٹین لی صاحب اپنی کتاب میں یوں لکھتے ہیں۔ کہ ان کے آلات جنگ ایک چھوٹی سی تلوار جس کا لکڑی کے دستہ پر چھوٹی چھوٹی لوہے اور پیتل کی گھنٹیاں لگی ہوئی ہیں اور ایک ہلکی خوبصورت بنی ہوئی برچھی اور لکڑی کی ڈھال ہوتی ہیں۔

ان کی پوشاک یا تو ہرن کی کھال ہوتی ہے ۔ یا قفیس گھاس کے کپڑے سے ڈھانپے ہوں ۔ پیچھے کے بالوں اور کانوں کے پچھلی طرف مٹی کے مخروطی یا گول ٹکڑے پہنتے ہیں ۔ کرمبالا کے دیسی باشندے اسی طرح مٹی کے سینگ اور دیسی ہی مخروطی ٹکڑے بناکر سروں پر پہنتے ہیں ۔ ان میں جو زیادہ تر شوقین یا بلند نظر ہیں وہ سارے ہی سر پر مٹی کی ٹوپی اوڑھے رہتے ہیں ۔ جن عورتوں کے بڑے بڑے بال ہوتے ہیں وہ ان کو ہلکے بید سے سخت کرکے ٹوپی کی شکل میں بناتی ہیں ۔ اور پچھلی طرف کے بال چھلوں کی صورت میں کمر تک لٹکتے رہتے ہیں ۔ روزمرہ کے سب کام عورتیں کرتی ہیں ۔ کیونکہ وہ ہر وقت یا ٹوکریاں بناتی ہیں ۔ یا دریا یا گڑھے میں مچھلیاں پکڑتی یا سروں پر اسید ہن کی ٹوکریاں اٹھائے ہوئے دیکھی جاتی ہیں ۔ ان کے گاؤں بین سو فٹ سے لے کر ڈیڑھ سو فٹ تک کے بازار ہیں ۔ جو قریباً قریباً سیدھے قطار میں جو نیپڑیوں سے بنے ہوتے ہیں ۔ یہ قریباً اونچی سطح پر ہوتے ہیں ۔ تاکہ پانی وغیرہ باہر نکل جائے ۔ ان بازاروں کے سروں پر کونسل کے اور ایسے مکان واقع ہو ... ہوتے ہیں ۔ جہاں کہ یہ لوگ اکثر خوب گپ شپ کرتے ہیں ۔ اور ان سے تمام روشن کے نظارہ نظر آتے ہیں ۔ ان کے گھروں میں دو یا تین کمرے ہوتے ہیں اور چونکہ ان کے فرش چکنی مٹی کے ہوتے ہیں ۔ یہ عموماً صاف ستھرے رہتے ہیں ۔ ان کی چھتیں ... اسقدر سیاہ ہوتی ہیں ۔ اور ایسی چمکنے لگتی ہیں کہ گویا کالک لگی ہوئی ہیں ۔ کھانے کی ٹوکریاں ۔ مٹی کے گھڑے ۔ بنی ہوئی رکابیاں ۔ ڈھال ۔ بھالا ۔ چاقو ۔ چھرے ۔ تلواریں اور ایسے ہی اور آلات ان کا اثاثہ اور استعمالی سامان ہیں ۔ ان کے علاوہ گھروں کے باہر مچھلیوں کی ٹوکریاں پڑی رہتی ہیں ۔

یہ لوگ کسی قدر مہمان نوازبھی ہوتے ہیں۔ اور اجنبیوں کو اپنے پورے استعمال کے لئے دے دیتے ہیں

یہاں کھجوریں بکثرت ہوتے ہیں۔ گنی کی کھجوروں سے یہ لوگ شراب اور تیل بناتے ہیں۔ یہ لوگ دریاؤں سے تو مچھلیاں اور جنگلوں سے لکڑیاں۔ اور باغوں سے ہندوستانی غلے۔ وغیرہ لے آتے ہیں۔

ان کے سردار بڑے بڑے سخت قانون جاری کرتے ہیں اور اگرچہ حقیقت میں نہ تو ان کی کوئی بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اور نہ ان کے پاس کچھ بہت دولت یا سواری مگر ان کی عزت اور لحاظ بہت ہوتا ہے یہ پرلے درجے کے پرتکلف ہوتے ہیں۔ ان کے ہمرکاب ایک نقارچی ہوتا ہے۔ جو نقارہ بجاتا جاتا ہے۔

دونبگا کے دیسی باشندے اور نبگا میں اور شمال کی طرف کانگو تک یہاں کے دیسی لوگ سر کے بچھلے بالوں کو گچھوں کی صورت میں بنا کر ان پر الپین لگا رکھتے ہیں۔ ان میں گودنے کا بہت رواج ہے۔ چنانچہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں تک تمام بدن گدا ہوا ہوتا ہے۔ ان کی چھاتیاں مصر کے نہایت قدیمی حروف کی تمام مربعوں۔ دائروں۔ انجری موجوں گدہوں۔ وغیرہ کی شکلوں سے منقش ہوتی ہیں اور علاوہ ان کے اور سب قسم کے نقش کہدے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان نقشوں میں رنگ نہیں بھرتے۔ بلکہ چمڑے کو چھیل کر ہوا یا کسی اور چیز سے ابھار دیتے ہیں۔

ان چمکیلی گلیوں میں جن میں کہ ہوا بھری ہوتی ہے۔ کئی تو رنڈہ جتنی ہوتی ہے۔ ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک اور تمام پیشانی

پر چہرہ ابھری ہوئی قطاریں ہوتی ہیں۔ اور اتنی ہی ہر ایک رخسارے پر تمام بدن کے سامنے حصہ پر کھیت وغیرہ کھدے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن پر کہ ان لوگوں کی دماغی زراعت کے نمونہ ہوتے ہیں۔ ان گلیوں اور اسی طرح کے اور ابھرے ہوئے نشان سے یہ لوگ نہایت ہی مکروہ نظر آتے ہیں۔ ان کے گلے میں آدمی سنسار اور بندر کے دانتوں کی مالا ہوتی ہے۔ جن کی تعداد اسقدر ہوتی ہے۔ کہ تمام گردن ڈھپ جاتی ہے۔ بہت سے وسطی افریقہ کے لوگ تحفہ تحائف دینے کے بعد دوستی کو مضبوط کرنے کے لئے ایک دوسرے کے خون کو چوستے ہیں۔ روبنگا کے لوگ اس رسم کے ایسے شایق تھے۔ اور یہ ان میں اسقدر جاری تھی۔ کہ مسٹر سیلن سے نے انہیں مردم خور ہی خیال کر لیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب ان کے بازو پر زخم لگا تو دو بھائیوں نے سر جھکا کر اسکو بڑے جوش سے چوس لیا۔

وینصی } جمبری میں جو کہ جنوب و مغرب کیطرف واقعہ ہے یہاں کی عورتیں بڑے بڑے پیتل کے گلوبند جن کا قطر دو انچ سے لیکر تین انچہ تک ہوتا ہے۔ ان میں سے کئی بیس پونڈ کے ہوتے ہیں۔ ہر وقت گلے میں پہنے رکھتی ہیں اور علاوہ اس کے کئی ایک پونڈ کی پیتل کی تاریں بطور زیور کے بازوں اور ٹانگوں میں پہنتی ہیں۔ جنگی لوگ اور نوجوان بالوں کو چار ملیٹوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ جن میں سے دو پیشانی پر لٹکے رہتے ہیں۔ پیشانی پر عموماً دو سطریں کھدی ہوئی ہوتی ہیں بیپ وینڈی جو ذرا جنوب میں رہتے ہیں۔ کچھ اور ہی عجیب غریب عادات رکھتے ہیں۔ جب یہ سیٹن صاحب کے واسطے تحفہ

لے کر آئے اور پاس بیٹھے تو دیوانہ کتے کی طرح دانت پیسنے لگے جیسے کوئی نہایت ہی غصہ کی حالت میں ہوتا ہے۔

ہم شاذونادر انہیں اقوام کے حالات درج کرنے تک محدود رہینگے جو خاص افریقہ سے ہی تعلق رکھتی ہیں اور ان میں سے بھی کئی ایک کو جو سیاحوں نے دریافت کی ہیں چھوڑ جائینگے۔ کیونکہ ابھی تک کوئی باقاعدہ طور سے ان کی جماعت بندی نہیں ہوئی۔ اگر ان کے باقاعدہ حصے کئے جائیں۔ تو ان کی چند مشہور جماعتیں ہو جاتی ہیں۔ جن کے رسم و رواج کا آپس میں مقابلہ ہو سکتا ہے۔ جب تک یہ صورت نہ ہو جاوے۔ تب تک ان سب کی توضیح کرنا محض فضول ہے۔

زنجباری باشندے ہم زنجبار کا احوال جہاں کہ ایک دفعہ پھر مسلمان پوری طاقت میں نظر آئے ہیں۔ نہایت مختصر سا لکھینگے۔ زنگبار کے جزیرہ مثلاً پمبا۔ مضیا اور قرب وجوار کے ساحلوں کا کچھ حصہ آج کل سلطان زنگبار کے قبضہ میں ہیں۔ خاصے اچھے ہیں۔ اس سے پہلے یہ سلطان تمام ساحل سوہیلی کا بھی فرمانروا تھا۔ مگر یہ صرف آجکل کی ہی صورت ہے۔ کیونکہ ابھی چوتھائی صدی بھی نہیں ہوئی۔ کہ یہ علاقہ امام مسقط کے تحت میں تھا۔ جو کہ عرب کے جنوب مشرق میں واقعہ ہے۔ پچھلے امام کی موت پر اسکا علاقہ اس کے دو لڑکوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور ۱۸۵۶ء میں سید سعید جو کہ وہاں تھا سلطان زنگبار بھی بن گیا۔ ۱۸۷۰ء کے شروع میں اس کا بھائی سید خلیفہ تخت نشین ہوا۔

مختلف نسلوں کی ملاوٹ یہاں آکر آبادی کی ایک خاص صورت بن جاتی ہے۔ کیونکہ پشتوں سے

عرب بنو سوہیلیوں میں ملتے رہے۔ عربی خون کا یہاں تک زور ہوا کہ عموماً یہ لوگ بھی عرب ہی کہلاتے ہیں۔ اور نہایت ہی سرگرم مسلمان ہیں۔ زنگبار کا شہر نہایت مخلوط اور کثیر التعداد آبادی رکھتا ہے۔ عرب اور سوہیلی قوم کے علاوہ میلے گیسی۔ ہندو۔ لشکر اور حبشی غلام بھی یہاں آباد ہیں۔ شہر بڑا خوبصورت بنا ہوا ہے اس کے گھر تمام سفید پتھر کے ہیں ہندوؤں کی کئی ایک قومیں اور روانیں ہیں۔ یہ لوگ تجارت پیشہ ہیں۔ ان میں نہایت ہی تھوڑے ایسے ہونگے۔ جو کہیں مستقل طور سے رہائش کریں۔ جب کافی روپیہ کما لیتے ہیں۔ تو اپنے وطنوں کو واپس چلے جاتے ہیں۔ بردہ فروشی اگرچہ یہاں برائے نام بند ہوگئی ہے۔ لیکن پھر بھی بڑے زور و شور سے جاری ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ پہلا طریقہ بدل گیا ہے۔ یہ بردہ فروشی ابھی کہیں کئی صدیوں میں جاکر معدوم ہوگی کیونکہ اہل افریقہ کے خون میں اس کا شوق سرایت کرگیا ہوا ہے۔ بردہ فروشی اور اپنے رشتہ داروں کو پیسے اور دیگر لالچ کے لئے بیچنے کی اسقدر قومیں شایق ہیں کہ کئی عرصہ تک ایران عرب وغیرہ کی بڑی بڑی مانگیں ابھی بہت دنوں تک پوری ہوسکتی ہے۔ بردہ فروشی اسقدر خوفناک نہیں جسقدر کہ بردے پکڑنا سال میں ہزارہا جانیں اسی خوف سے ہلاک ہورہتی ہیں۔ جب تک شائستہ طاقتیں پوری طرح کوشش نہیں کرینگی کوئی امید نہیں کہ یہ قبیح رسم دور ہو سکے بلکہ یہاں تک اندیشہ ہے۔ کہ جب تک سختی نہیں کی جائیگی افریقہ کی کثیر التعداد قومیں کچھ ہی نہیں کرینگی +

سوہیلی یہ لوگ عموماً مضبوط اور اچھی بناوٹ کے ہوتے ہیں ان کا رنگ بھورا اور بال کم۔ ڈاڑھی بہت ہی تھوڑی

ہونٹ اور جبا ڑے اُبھرے ہوئے اور ناک چپٹی ہوتی ہے - جو لوگ ذرا اچھی حالت میں ہیں - عموماً عربی لباس یعنی سفید لمبا چوغہ - اسکے نیچے ایک رنگ دار کُرتا - سر پر پگڑی اور پاؤں میں لکڑی کا بوٹا پہنتے ہیں - عورتیں عموماً چھوٹی آستینوں کی سوتی یا ریشمی پائجامہ پہنتی ہیں - اور چہرہ پر اکثر سیاہ رنگ کا ریشمی نقاب ڈالے رکھتی ہیں - ان کے گھیر دار پائجامے پر ایک سیاہ یا نیلے رنگ کا پیرہن ہوتا ہے - بھوں میں کاجل اور ناخنوں میں مہندی لگاتی ہیں جو لوگ غریب ہیں - انہیں صرف ایک سادی چھوٹی سی کرتی پر ہی قناعت کرنی ہوتی ہے اور ان کی عورتیں کندھوں سے نیچے نیچے صرف ایک سوتی چادر لپیٹ رکھتی ہیں - جہاں یہ لوگ مہماں نواز اور غریب دوست ہیں - وہیں پرلے درجے کے مکار - خودغرض اور دروغگو بھی ہیں - اکثر یہ اپنے خیال کو دوسرے پر ظاہر نہیں ہونے دیتے - اور اپنی عزت کا بڑا خیال رکھتے ہیں - رسم و رواج میں یہ لوگ بڑے سخت لکیر کے فقیر ہیں - ممکن نہیں کہ آسانی سے ان کے عقاید کو تبدیل کر سکیں - شراب کثرت سے پیتے ہیں - اور عصمت کی انکو کچھ بھی قدر نہیں - مگر باوجود ان سب باتوں کے ان میں محبت کا بڑا جوہر ہے - اور جن لوگوں میں کچھ عقل خداداد ہے وہ انہیں وفادار غلام بنا سکتے ہیں - یہ لوگ اکثر زراعت پیشہ ہیں اور بیشمار مویشی رکھتے ہیں - ان کی زبان بنٹو زبانوں میں سے ایک ہے - اور تمام ساحل اور مشرق افریقہ تک پھیلی ہوئی ہے

ویتگا کے یہ بہت دور خشکی پر رہتے ہیں اور بڑے بے غیرت جنگجو ہیں - مگر ان میں سے بعض نہایت ہی ڈرپوک ہیں - ان کے چال چلن اور عادات و خصائل کی بابت بہت ہی

بری رائیں ہیں۔ یہ ابھی ابتدائی مراتب میں ہیں۔ صرف ایک صاف کی ہوئی کھال یا سوت یا چھال سے بنے ہوئے کپڑے کا ٹکڑا کمر کے گرد لپیٹ رکھتے ہیں۔ پیشانی کے بال منڈاتے ہیں۔ اور باقی کے بالوں میں اچھی طرح چربی لگا کر سخت کرکے پیچیدار بنا لیتے ہیں۔ اور ان میں شتر مرغ یا اور جانوروں کے پر لگاتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے باتونی ہوتے ہیں۔ اور خوش رہنے کے بڑے شائق ہیں۔ اکثر بڑی بڑی ضیافتیں کرتے ہیں۔ قریباً تمام کام عورتیں کرتی ہیں۔ ایک ایک آدمی کی کئی کئی بیویاں ہوتی ہیں۔ بیویاں خریدنے کا ان میں رواج ہے۔ ان کے سردار کا لڑکا جب تک ایک آدمی (خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو) قتل نہ کرے بالغ خیال نہیں کیا جاتا۔ یہ لوگ لاشوں کو بڑی گہری قبروں میں دفناتے ہیں۔ اور مردہ کا منہ جنوب مشرق کو رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ مُردوں کی روحیں جس قوم سے وہ ہوں اسی قوم کے بڑے شہر کے گرد رہتی ہیں جہاں ان کے واسطے جھونپڑیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اور ان پر نذریں چڑھائی جاتی ہیں۔ یہ لوگ بڑے ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں۔ کئی قسم بھوتوں کو مانتے ہیں۔ جنہیں کہ یہ اپنی زبان میں مولنگو کہتے ہیں۔ ان کی نسبت ان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ان سے نیکی اور بدی دونوں سرزد ہو سکتی ہیں۔ اور یہ قدرت کے کاموں میں بھی دخل رکھتے ہیں۔ یہ لوگ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ سب بیماریاں انہیں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ حکیم کو ساتھ ہی جادوٹونا بھی کرنا پڑتا ہے۔ مینہ برسانے والوں کے یہ پکے معتقد ہیں۔

حبشی اور کوقی

اگرچہ یہ کہتے ہیں کہ کیلیا کیپٹرو کے علاقہ کی حبشی اور کوئی قومیں ہمیشہ قوم سے

ہی لیکن ابھی تک یہ بات پوری طرح فیصلہ نہیں ہوئی - ان کی جباڑے آگے بڑھے ہوئے - اور رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوتی ہیں - مگر ان کے بال سیدھے ہوتے ہیں - یہ لوگ بڑے جنگجو ہیں - اور ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں - غیر ممالک کے لوگوں سے بڑی نفرت کرتے ہیں - ان میں اگرچہ بہت بڑی ہوتی ہے لیکن اپنے سے بڑے کی بہت عزت کرتے ہیں - ان کے مستقل گھر کہیں بھی نہیں ہوتے - ہمیشہ خانہ بدوش رہتے ہیں - جہاں کہیں قیام کرتے ہیں - وہاں باقاعدہ طور سے خیموں کیطرح جھونپڑیاں بنا کر شہر بنا لیتے ہیں جھونپڑیوں کی چھت یا تو کھالوں کی بنی ہوتی ہے یا گھاس وغیرہ کی ہوتی ہے تمام گاؤں کے گرد ایک خندق کھودتے ہیں اور کانٹوں کی باڑ لگا دیتے ہیں - علاوہ ان کے سپاہی پہرہ پر ہوتے ہیں - یہ لوگ اکثر گڈریئے ہوتے ہیں - بکریاں اور دیگر مال مویشی رکھتے ہیں - ان کی خوراک گوشت مکھن اور شہد ہے ان لوگوں میں عورتیں نہایت مطیع رہتی ہیں - ان کو کاٹھ مار دیتے ہیں - اور ان کے عضا کاٹ دیتے ہیں - شادی کی غرض سے لڑکیوں کو بہت موٹا کرتے ہیں - ان میں کثرت ازدواج بہت ہے - چند مویشی کے عوض بیویاں خریدی جاتی ہیں - یہ لوگ اردگرد کے میدانوں اور جنگلوں کو اپنی ملکیت جانتے ہیں - اور چونکہ ان کی باقاعدہ فوج ہوتی ہے - ان سے بچنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے - ان کی فوج کی تعداد کئی ہزار ہے - اور ان کی عموماً کوشش یہ ہوتی ہے - کہ دشمن کو پوری طرح سے گھیر لیں - آئین تنبیہ و تادیب بڑی سخت ہے - اگر کوئی بزدل نکلے تو اس کو فوراً سب کے سامنے برباد کرتے ہیں - لوٹ مار کرنے کو اکثر چڑھ جاتے ہیں - اور تمام ملک کو برباد

کر دیتے ہیں۔ کسی کو غلام کر کے نہیں لاتے۔ بلکہ تمام مرد و زن کو بڑی بیرحمی سے مار ڈالتے ہیں۔ ان کے پاس بڑی بڑی لاٹھیاں ہوتی ہیں۔ جنہیں یہ نہایت استادی سے سو فٹ تک پھینک سکتے ہیں۔ اور اکثر اس طرح دشمن کا سر توڑ ڈالتے ہیں۔ آسمان اور مینہ کو یہ ایک بڑی طاقت خیال کرتے ہیں۔ اور اس کی نسبت ان کی یہ رائے ہیں۔ کہ یہ کلیما بجنر و پر رہتے ہیں۔ اور ان کے پاس اپنی سفارش کرنے کے لئے اپنے آبائے اجدادی بہادروں کو بلاتے ہیں۔ حکیم اور جادوگر کا ان میں بھی ایسا ہی زور جیسا کہ افریقہ کی اور بہت سی قوموں میں ہے ٭ ٹھیک طور سے یہ بیان کرنیکی کوشش کرنا فضول ہے کہ یہ ممالک

(افریقہ کے لئے جدید جدوجہد) جنکا ہم بیان کر آئے ہیں یورپ کی کونسی حکومتوں میں ہے۔ کئی طاقتوں نے آپس میں بڑے بڑے حصے بروئے عہدنامجات بانٹے ہوئے ہیں۔ اور کتنے ہی دعویدار ہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔ یہ خود ہی کیا ہے۔ کیونکہ یہاں کے باشندوں کا کچھ خیال نہیں کیا گیا۔ لیکن جب کبھی یہاں کے دیسی باشندے سوداگروں اور تاجروں کو تکلیف دہ نظر آتے ہیں۔ تو یہ حصہ بندی اور احاطہ اقتدار میں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اور ہاں اگر کچھ یہ قایم ہے تو صرف یا تو کچھ ساحل کے حصوں پر یا دریا کے کناروں پر۔

فرانسیسی مقبوضات } اگر حقیقت میں دیکھا جاوے تو باقاعدہ طور سے ابھی کہیں بھی بستی نہیں بنی اور نہ خیال ہوتا ہے کہ کبھی بنے۔ اہل فرانس قریباً تمام مغربی کنارے پر قابض ہیں جنکی حد دریائے کلیبو سے لیکر دریائے لوآنگو تک ہے جس میں گیبون اور دریائے اوگوا اور میلئے کا تھوڑا

شمال مغربی کنارہ شامل ہے۔

اہل جرمن کا احاطۂ اقتدار فرانسیسی علاقہ کے شمالی کنارے پر جس میں کہ ضلع کیمرون اور پرتگالی علاقہ کا جنوبی حصہ جسکی حد راس فیرو سے دریائے اورنج تک ہے۔ جرمنی والوں کے قبضہ میں ہے علاوہ اس کے یہ لوگ اُس علاقہ پر بھی دعوی کرتے ہیں جو مشرقی عرض البلد کی ۲۰ ڈگری دقیقہ تک پھیلا ہُوا ہے۔ اور اسطرح اس میں ڈیمرا لینڈ۔ اور نمکیوہ منڈ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ اس کے سوائے بہت سا ملک جو کہ کوہ کلمن جارو اور دریائے رود ما جو کہ جھیل نیاسہ کے وسط کے سامنے ہیں جرمنی کے تحت میں ہے۔

کانگو فری سٹیٹ بسر پرستی شاہ بلجیم اور مسٹر سٹینلے کانگو فری سٹیٹ اس حصہ پر قابض ہے۔ جو کہ دریائے کانگو کے شمالی کنارہ پر اس کے دہانے سے لیکر جنیانگ تک ہے۔ اہل فرانس اس پر اکثر مدعوی ہوئے ہیں اور دریائے لبیکو بتبا کے دہانہ تک اسی کا علاقہ بتاتے ہیں ؂

اس کا رقبہ تخمیناً دس لاکھ مربع میل ہے۔ جس میں مسٹر سٹینلی کی رائے ہے کہ ستائیس کروڑ آبادی ہے

علاقہ پرتگال۔ جنوبی افریقہ میں اہل پرتگال کی بہت سی بستیاں ہیں۔ ان میں سے بعض تو بہت پرانی ہے اور بعض نئی۔ مغرب کیطرف بہت پرانی بستیاں ہیں۔ ان میں دریائے کانگو کے شمالی اضلاع مثلاً کبینڈا اور لوانگو اور اسی دریائے کے جنوبی سے دہانے سے کرلو کی تک اور امبرائز تک کے تمام ضلع شامل ہیں۔ اور انبگولا بنگیلا۔ موسامیڈیز۔ جو راس فریو میں جرمنی حدود تک پھیلے

ہوئے ہیں۔ پرانی بستیوں میں شامل ہیں۔ مشرق کی طرف
پندرہویں صدی تک توسوتالا اور موزبین میں بھی پرتگال کا ہی دور
دورہ تھا۔ لیکن اب راس ڈیلگوڈا کے قریب سے ڈیلاگو بائے
تک ان کی حکومت ہے؂

لوآنگو۔کیبنڈا۔کسانگو وہ علاقہ جو پرتگال کا تسلیم ہو چکا ہے۔ دریائے کانگو کے شمالی
اضلاع لوآنگو کیبنڈا۔ اور کو آنگو پہلے کانگو کی دیسی ریاست کے
پادشاہ کے متعلق تھے۔ ابھی تک یہاں اماموں کا بڑا زور ہے
ابھی تک یہ بادشاہ کو انتخاب کرتے ہیں۔ اور ان پر بڑی حکومت
رکھتے ہیں۔ اور کئی ایک باتوں سے ان کو روک دیتے ہیں۔ ان
کی سختیاں اور روکاوٹیں بعض حالتوں میں تو ایسی دشوار ہوتی ہیں
کہ کوئی بھی سالہا سال تک تخت پر بیٹھنا قبول نہیں کرتا۔ ان صورتوں
میں جب تخت خالی رہتا ہے۔ تو حکومت کا یہ دستور ہے۔ کہ متوفی
بادشاہ کے تابوت کو نہیں دفناتے اور اس اثنا میں بھی امام حکومت
کرتے ہیں۔ تمام لوگوں پر ان کا رعب نہایت ہی ظالمانہ ہے اور
اس کا اثر یہاں تک ہوتا ہے۔ کہ لوگ چھوٹے قد کے رہجاتے ہیں
اور اسقدر مضبوط بھی نہیں ہوتے جسقدر کہ اور بہت سے حبشی ہوتے
ہیں۔ لیکن یہ لوگ دستکاری میں بڑے ہوشیار ہوتے ہیں
بعض لوگ نہایت اعلے درجہ کے باقدرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ گھاس
کے تنکوں سے ریشم جیسا سوت بنا لیتے ہیں؂۔

لونڈا اُتھیمبی وہ قومیں جو کہ دریائے کانگو کے عین جنوب میں آباد ہیں۔ لیکن یہاں کے آدمی ایک واسکٹ پہنتے
ہیں۔ اور اس کو ایک سرخ پٹو کے ٹکڑے سے باندھ رکھتے ہیں

قوم موسوروتیگو جو کہ دونوں طرف دریا کے دھانے پر آباد ہیں۔ دریائی ڈاکو ہوتے ہیں۔ یہ لوگ یا تو بالوں کو منڈا یا چھوٹے چھوٹے رکھتے ہیں۔ مگر ان کا عجیب نمونہ ہوتا ہے +

انگولا کے حبشیوں کے عادات اور خیالات

مسٹر فیدر نے اپنی کتاب میں یہاں کے حبشیوں کی بابت بہت ہی برے خیال ظاہر کئے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے کئی سالوں میں ایک بھی ایسا حبشی نہیں دیکھا جو کہ حبشن سے پیار کرے۔ بوسہ لے۔ یا ان کی کسی اور طرح سے دلجوئی کرے۔ ان کے جذبات بالکل وحشیانہ ہیں۔ اور اگر اپنی عورت کو کسی غیر مرد کے ساتھ دیکھ لیں تو اسکو فوراً سزا دیتے ہیں۔ مائیں تک بھی اپنے شیر خوار بچوں سے کبھی کچھ ایسا پیار نہیں کرتیں۔ اور نہ انہیں کبھی کھلاتی ہیں۔ ان کی بڑی خوشی یہ ہے۔ کہ حیوانوں کو اذیت پہنچائیں +

اور اگر کسی حبشی کو کوئی نیم جان تک بھی کر ڈالے تو بھی بعد اس کے کسی قسم کی عداوت نہیں کرتے۔ احسان جانتے نہیں۔ کہ کیا چیز ہے ہاں اگر انہیں کوئی چیز یا گوشت مل جائے۔ تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی سفید آدمیوں کے خدا کو مانتے ہیں۔ تو ان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ گورے آدمیوں اور کالے آدمیوں کا خدا جدا جدا ہے۔

ان میں بڑے سردار نہیں ہوتے۔ ہر ایک گاؤں کا اپنا سردار اور کونسل ہے۔ اس کونسل میں ۱۲ ارکان قوم ہوتے ہیں جنہیں میکوٹاس کہتے ہیں۔ بادشاہ یا کونسل کا عہدہ چچا سے بھتیجے کو ہر لین کی طرف سے بھتیجی کو ملتا ہے۔ شاہی نشان ایک عطا ہوتا ہے۔ اس کی شکل موٹی اور سیدھی سیر کرنے کی چھڑی کی سی ہوتی

ہے ۔ یہ عصا یا تو آبنوس کا ہوتا ہے ۔ یا اسے سیاہ رنگ لیتے ہیں ۔ جب کبھی پیغام بادشاہ کیطرف سے بھیجا جاتا ہے ۔ تو پیغام بردہ سیاہ عصا لے جاتا ہے ۔ مگر خاص نشان شاہی میں ایک ٹوپی بھی ہوتی ۔ یہ ٹوپی چھوٹی نایٹ کیپ (کلاہ شب) کیطرح ہوتی ہیں ۔ یا تو اسے جنگلی پتوں یا چھین ریشوں سے بناتے ہیں ۔ یا کبھی بن لیتے ہیں ۔ بادشاہ اِسے ہمیشہ نہیں پہنتا بلکہ کبھی کبھی کسی بڑے موقعہ پر بتقریب کسی خاص رسم کے اوڑھ لیتا ہے ۔

بادشاہ جب کبھی نہایت اعلے قسم کا لباس زیب تن کرتا ہے تو اس کی صورت انہایت ہی مضحک بن جاتی ہے ۔ ایک سرخ یا نیلے رنگ کا پٹو کا چوغہ کندھوں پر ڈال لیتا ہے ۔ اور یہ ہی کافی سمجھا جاتا ہے ۔ پرانی وردی پر جسقدر لیس یا کناری لگی ہوئی اتنا ہی اچھا سمجھتے ہیں ۔ میں نے ایک وقعہ جب کو رسیلا کے بوڑھے بادشاہ کو اس سڑک پر دیکھا جو کہ نیچے کو جاتی ہے ۔ تو اس کی شکل مجھے نہایت ہی عجیب نظر آئی ۔ وہ ہمیشہ چھینٹ کے زنانہ گون میں نکلا کرتا تھا ۔ جس کا رنگ بڑا اشوخ ہوتا تھا ۔ ایک سرخ رنگ کا چوغہ اس کے کندھوں پر ایک سوارانہ پیتل کی خود زیب سر ہوتی تھی ۔ ۔ اس لباس میں اس کے سیاہ جھریوں دار چہرہ سے تسلی کے آثار نمودار ہوتے تھے ۔

شاہی استقبال افریقہ والوں کے طرز اطوار کے دیکھنے کا وہ موقعہ نہایت ہی مناسب ہے جب کہ کسی اجنبی یا مسافر کا بادشاہ کیجانب سے استقبال کیا جائے ۔

اس موقعہ پر بادشاہ نہایت اعلے پوشاک پہنتا ہے ۔ ملاقات

یا تو شاہی مکان کے سامنے باپ ادباپ کے درخت کے نیچے ہوتی ہے۔ ایک طرف تو اس نو وارد کے تمام نوکر اور دوسری طرف کل باشندگان شہر چار زانوں ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ملک انگولا میں یہ دستور ہے کہ ایسے نو وارد کے تمام جلوس کے آدمی بادشاہ اور اس کی کونسل کے آگے تالی بجاتے ہیں۔ بادشاہ اس پر اپنا بایاں ہاتھ ہتھیلی کو اوپر کیطرف رکھ کر اس کی طرف بڑھاتا ہے۔ اور دائیں ہاتھ کی پشت بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دیتا ہے۔ اور باری باری انگلیوں کو ہلاتا ہے۔ اسکے بعد بادشاہ اپنے ایک مصاحب کو حکم دیتا ہے۔ کہ وہ اس نو وارد کو خیر مقدم کہیں۔ یہ نو وارد ایک نوکر جو کہ ترجمان کی طرح ہوتا ہے۔ آگے بڑھا دیتا ہے۔ اور مصاحب اسکو بادشاہ کی تقریر سناتا ہے۔ اسی ترجمان کے ذریعہ سے یہ نو وارد پھر اپنے سلام آداب عرض کرتا ہے۔ اور بادشاہ کے مناسب تحفہ تحائف پیش کرتا ہے۔ ان تحفوں میں ایک انگوری شراب یا رم کی بوتل بھی ہوتی ہے۔ یہ شراب بادشاہی اور اس کی کل مصاحب وہیں پی جاتے ہیں۔ پھر بادشاہ کی طرف سے کوئی چھوٹا سا تحفہ دیا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ کوئی ترجمان ساتھ لیا جائے۔ تاکہ دوسرے گفتگو اچھی طرح سمجھ میں آسکے۔

بردہ فروشی اور تجارت بردہ فروشی کی خواہش انگولا اور بنگولا کے حبشیوں کی ایک جبلی عادت ہو گئی ہوئی ہے۔ اور اگرچہ اہل پرتگال نے ملک افریقہ میں ایک قسم کا درخت ہوتا ہے۔ جو وہاں سیاہ درختوں

سے موٹا اور بلند ہوتا ہے ؂

اس رسم کو زمانہ جدید تک قایم رکھا یلکہ تسلیم کیا۔ لیکن یہ کچھ ایسی سخت صورت میں نہیں۔ کیونکہ مالک اپنے غلاموں کے ساتھ نہایت اخلاص سے برتتے تھے۔ غلام آپس میں ملکر کھیتوں میں کام کاج کیا کرتے تھے۔ پہلے مغربی پرتگالی افریقہ سے برازیل کو غلام بھیجے جاتے تھے۔ اور یہی غلام ہاتھی دانت وغیرہ لے جانیکے کام آتے تھے۔ پچھلے سالوں میں آکر مختلف قسم کی تجارت اور کاشت وغیرہ یہاں داخل ہو گئی ہے۔ چوٹ وغیرہ تیل کے لئے باہر بھیجے جاتے ہیں۔ روئی کی زراعت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ باد باب درخت کے چھلکے۔ ربڑ۔ اور ایک قسم کی گوند یہاں کی بڑی پیداوار ہے۔ لیکن پرتگال کی بری حکومت ملک کے مال و دولت کے بڑھانے اور اچھی طرح قایم رکھنے میں بڑی ناکامیاب رہی ہے ؂

لوینڈا کی منڈی کے لوانیڈا یا سینٹ پال ڈی سوانیڈا کے بازار۔ سرکاری عمارات۔ گدام۔ فراخ سڑکیں اور چوڑے چوڑے بازار خوب ترقی کر رہے ہیں۔ منڈی میں بڑا شور و شغب رہتا ہے۔ سودا فروخت کرنے والی زیادہ تر عورتیں ہیں۔ ان کے سروں پر تنکوں کی ٹوپیاں ہوتی ہیں۔ جنکے کنارے خاصے چھتری جیتنے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بقول مینڑ میو کے یہاں کئی طرح کے کھانے ہوتے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر حبشیوں کے مُنہ میں پانی بھر آتا ہے۔ سور کے گوشت سے بھری ہوئی لکڑی کی رکابیاں۔ پکے ہوئے لوبیے اور کھجور کے تیل کے برتن۔ بڑے چھجوں میں خوردہ فروشی ہوتی ہے۔ جنہیں لوگ وہیں کھا لیتے ہیں۔ برتنوں کو سامنے کیطرف اٹھا کر عورتیں ایڑیوں کے بل چلتی ہیں اور ان کے نیچے دبلے پتلے کتوں اور سوروں کے بچوں کے ساتھ جو کہ ادہر اُدھر کے گرے پڑے ٹکڑوں پر آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ کیچڑ اور

اور ریت میں کھیلتے پھرتے ہیں۔

لباس انگولا میں عموماً حبشیوں کا لباس ایک چوغہ ہوتا ہے۔ جو کہ گھٹنوں یا ٹخنوں تک پہنچتا ہے۔ ایک ایسا ہی اور چوغہ کندھوں پر ڈالے رکھتے ہیں۔ مگر اکثر یورپین لباس پہننے کی طرف رجوع ہیں۔ عورتیں سوتی سیاہ چادر لپیٹتی ہیں وہ جو کہ بدن کے گرد بغلوں سے لے کر پاؤں تک خوب زور سے کس کر باندھ کر رکھتی ہیں۔ اور ایک ایسے ہی کپڑے سے سر کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ جو یا تو سیدھا چھاتی پر آتا ہے۔ یا کندھوں پر لٹکتا رہتا ہے۔ اس کے نیچے یہ عموماً ایک چھینٹ کا پیرہن پہنتی ہیں۔ اور جو غریب ہوتی ہیں۔ وہ صرف چھینٹ پر ہی اکتفا کرتی ہیں۔ جب عورتیں اور مرد اکٹھے چلتے ہیں۔ تو بڑے اونچے اونچے بولتے ہیں۔

علاقہ پرتگال کے اور مشہور شہر بینگویلا۔ موسامیڈیز اور امبریز ہیں اور چند ایسی قومیں بھی ہیں۔ جو کہ موجودہ بونڈا قوم کے طرز و اطوار سے بہت کچھ مختلف ہیں۔ مثلاً بی لولو کوئی سامایہ لوگ آبا و اجداد سے ہیں۔ آپس میں دشمن چلے آتے ہیں۔ انہوں نے آج تک اہل پرتگال کی اطاعت قبول نہیں کی۔ ان کا قد چھوٹا اور رنگ گندمی ہوتا ہے۔ پرلے درجے کے غلیظ اور میلے ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور کئی ڈرپوک قد والے لوگ ہیں۔ جو کہ ابتدائی قوموں سے باقی رہ گئے ہیں۔ یہ لوگ پہاڑوں کی غاروں میں رہتے ہیں۔ اور اجنبیوں کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔

یورپین باشندے اس وسیع ملک میں فرنگی بہت ہی کم آباد ہیں۔ اور جو ہیں بھی وہ اس غرض سے آئے ہوئے ہیں کہ مالدار بن کے گھروں کو واپس چلے جائیں۔ صرف موسامیڈیز میں جو کہ علاقہ پرتگال کے جنوب میں واقعہ ہے۔ فرنگی خاندان سرسبز ہو رہے ہیں۔ وہ جنوبی افریقہ سے لے کر یہاں تک بوئر قوم کے لوگوں نے

پاؤں پھیلائے ہوئے ہیں۔ برازیل کے لوگ جن میں بہت سے
پرتگالی خون کے بھی ہیں۔ یہاں نقل مکانی کرکے آباد ہو رہے ہیں۔ اور
کئی ایک کنبے جو ماں یا باپ اکیجا تب سے گویا یہاں بطور اساموں یا۔ اسناد دل
کے رہتے ہیں۔ بس صرف یہی فرنگی ہیں۔ جو کہ یورپ کے لوگوں
نے اس ملک کو ان دس لاکھ غلاموں کے عوض دئے ہیں۔ جن کو کہ انہوں
نے تین صدیوں میں غارت کیا۔ یہ دس لاکھ غلاموں کی تباہی ظاہر کرتی
ہیں۔ کہ یہاں کے اور باشندے جو یورپ والوں نے اس طرح تہ تیغ کئے وہ
تیس چالیس لاکھ ہونگے۔

کوانگو کی سلطنت یہ سلطنت شمال مشرق کی طرف مقبوضات پرتگال سے ملتی ہے۔ اس کو جسوائٹس
نے زیر کیا۔ یہاں کے بادشاہ کے ماتحت کئی ایک سردار اور علاقہ
تھے۔ اور یہ ایک بڑی فوج بھی فراہم کرسکتا تھا۔ اس بادشاہ کی حکومت
غلاموں۔ ہاتھی دانت کی تجارت اور کئی قسم کی پیداوار پر تھی۔ ان کے
دربار کی طریقے اور ملک کے رواج کی بابت پادری لوگوں نے بڑے
بڑے حالات لکھے ہیں۔ ان کی تفصیل ہمارے احاطہ قلم سے باہر ہے۔
پچھلے زمانہ میں آدمیوں کی قربانی دینے کی ظالمانہ رسم یہاں بھی جاری
تھی اور انہیں اکثر مردم خواری کی بھی عادت تھی پچھلے دنوں میں پرتگال
پادری سان سالوئے دور تک گئے ہیں جنہیں کہ اہل پرتگال ایم بنسی کہتے
ہیں۔ آج کل ڈان پیڈرو چینی پادشاہ ہے۔ اور پرتگال کے ماتحت
ہے۔ شاہی مکانوں کے نزدیک اہل فرانس۔ پرتگالی اور ہالینڈ نے
تجارت کی کوٹھیاں بنا رکھی ہیں۔

اور بنٹو قومیں باضابطہ ترکیبات کے لئے اور بنٹو قوموں میں بھی لیاقت پائی جاتی ہے۔ قوم ولینڈا کی ایک

مشہور ریاست اولینڈا دریائے کاسی کے علاقہ میں جو کہ دریائے کانگو کا معاون ہے۔ قائم ہے اس بادشاہ کو موٹایام رو کہتے ہیں۔ مواتیا کیمبز بھی ایک اور ریاست دریائے لیئے یولا کے مخزن کے قریب واقعہ ہے بنیانگو میں دریائے لوبیا کے جنوب میں لوبروا کی وسیع سلطنت ہے جو قومی سردار مقرر کرتی ہے۔ اور ذات کے امتیاز کو قایم رکھتی ہے۔ یہ سلطنت کی ادکو قوم کی کوشش سے ٹکڑے کی گئی ہے۔ یہ قوم ایک بڑی شکاری قوم ہے۔ اور اس میں کئی لائق لوہار بھی ہیں یہ قوم آہستہ آہستہ شمال کیجانب بڑھ رہی ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ جنوبی افریقہ کے بنٹو لوگ اچھی طرح قومیت قایم کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ لیاقت یا طاقت پہلے انہیں کہیں خواب میں بھی یہ حالت نصیب نہ تھی۔ یہ سوڈان کی مسلمانی ریاستوں کیطرح افریقی عادات و خصائل سے بہت کچھ تفاوت ظاہر کرتے ہیں۔ جو کہ پہلے انہوں نے مغربی افریقہ کی قوموں اور حبشیوں سے حاصل کیں تھیں*

اس میں ابھی شک ہے۔ کہ آیا یورپ والے اہل افریقہ کو ان کی وہ اوضاع و اطوار اور رسمیں جو کہ ان میں قدرتی طور سے پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ان کے حسب حال ہو گئی ہیں۔ ضائع کر کے کچھ اچھا فائدہ پہنچا سکتے ہیں یا نہیں۔ مناسب تو یہ ہے۔ کہ ان کی قدرتی نشو نما اور استقامت کو بجائے تباہ کرنے کے مضبوط کیا جائے۔ شائستگی کے ایسے وسائل اختیار کئے جائیں جن کی کہ افریقہ والے قدر کریں اور بغیر سختی کے آہستہ آہستہ اخلاق کے طریقہ فطیر اور اصول کے ذریعہ داخل کئے جائیں۔ یہ قابل نفرت معلوم نہیں ہوتا کہ اگر دین اسلام انہیں ایک قوم بنائے۔ اور ذات الہی میں یقین کرے اور بداعتدالیوں سے بچا سکھائے۔ تو انکے خواہ مخواہ نفرت ہی کی جائے اور یہ بھی بے عتدالی نہایت ہی بڑھی ہے۔ جو کہ اہل یورپ کے حصہ آمیختہ ہے

فصل ۱۰

ابتدائی باشندے

یہ پورے طور سے تحقیق نہیں ہوا کہ جزیرہ میڈیگاسکر شمالی افریقہ اور ایشیا کب معلوم ہوا۔ لیکن غالباً بہت عرصہ سے اہل عرب یہاں بحری سفر کرتے تھے۔ پہلے پہل یورپ میں مارکو پولو نے تیرہویں صدی میں یہ جزیرہ بتلایا۔ اسکا کچھ پتہ نہیں کہ یہاں کے اصلی باشندے کون تھے۔ لیکن اس بات کی اکثر شہادتیں ملتی ہیں کہ وہ بہت کچھ جنوبی افریقہ کے فرقہ بش مین سے ملتے جلتے تھے۔ بہت سارے نشان ابھی تک پتھر کے احاطوں وغیرہ کے جو کہ انہوں نے تعمیر کئے یہاں پائے جاتے ہیں۔ موجودہ باشندوں کی بہت سی تعداد یقیناً ان کی نسل سے ہے۔ جو یا تو اسجگہ حملہ آور ہوئے۔ یا جنھوں نے یہاں بود و باش اختیار کی۔ ان میں کچھ تو افریقہ کے حبشی ہیں۔ اور کچھ اہل عرب اور ہندو۔ لیکن زیادہ حصہ میلائی نسل کا ہے۔ اور یہ سب میلائی زبان بولتے ہیں۔

یورپین حملہ آور پرتگالی بحری سیاحوں نے ۱۵۰۶ء میں جزیرہ میڈیگاسکر دریافت کیا۔ اور اسکا نام سینٹ لارنس رکھا۔ ۱۵۴۸ء میں انہوں نے یہاں قدم جمانے کے لئے بہت سی کوشش کی۔ لیکن سوائے چند ایک کے بہت قتل ہوئے۔ اس کے بعد اہل انگلستان اور ولندیزوں نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے۔ لیکن سوائے ناکامی کے انہیں بھی کچھ نصیب نہ ہوا پھر ۱۶۴۲ء میں ایک فرانسیسی مسمی سوسی ایٹی ڈیبل اور بنٹ نے بسرپرستی رچیلو جنوبی مشرقی افریقہ میں

بستی ڈالنی چاہیئے - لیکن اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ وہ ۱۶۶۵ء میں اس کا نام رہل ڈاقاین رکھ سکا - آخر ۱۶۷۲ء میں یہاں کے باشندوں نے انہیں بھی نکال دیا۔ لیکن یہ اس جزیرہ کو اپنی حکومت کا ایک حصہ ضرور تصور کرتے رہے - اٹھارہویں صدی میں فرانسیسیوں نے بار بار چڑھائی شروع کیں - اور اس سے جو مفید نتیجہ نکلا - وہ یہ تھا - کہ فرانسیسی محققوں نے علمی دنیا میں بہت کچھ ذخیرہ بھر لئے ۰

ریڈیما اول کے غالباً سارے کا سارا جزیرہ کبھی بھی ایک بادشاہ کے تخت میں نہیں رہا - مگر عرصہ تک قوم ہووا کا یہاں خوب اقتدار رہا ہے - یہ قوم وسطی علاقوں میں خوب زور شور سے حکمران رہی - ان کے بادشاہوں کی بہت سی فہرست موجود ہے - پچھلی صدی کے آخری چوتھائی حصہ میں یہاں کا ایک سردار رنڈریہ نیپوینیا کے بعد ملک پر قابض ہو گیا اور اس نے بہت سے مغربی صوبے اپنی حکومت میں شامل کر لئے۔ ابھی تک یہ علاقے مینابے کے سیکا رہ سرداروں کے جاگیردار رہے - ۱۸۱۰ء میں اس کا بیٹا باپ کی وفات پر اس ملک پر قابض ہو گیا - اس کے آتے ہی میلگسی کی تاریخ کی صورت ہی پلٹ گئی - فوراً حکم دیا - کہ انگریزی سپاہی ملازم رکھے جائیں - اور وہ فوج کو باقاعدہ قواعد سکھلائیں - برطانیہ کے ساتھ عہدنامہ ہو گیا - سیکوا کے سردار مغلوب کئے گئے - علاوہ ان کے فرنگی پادریوں کے لئے آنے کی اجازت عام ہو گئی - جابجا سکول جاری کئے - بردہ فروشی کا قرار واقعی انسداد کیا گیا - اور ملک میں چھاپہ خانہ بھی داخل کئے - جہاں کہیں فرانسیسی نظر آتے - ان کے نکالنے کی کوشش کی جاتی -

۱۸۲۸ء میں اس بادشاہ کا انتقال ہو گیا - اس کی وفات پر اہل دربار نے بسانہ قتل کر کے اس کی بیوی رنیو ویلو نا کو تخت پر بٹھا دیا

ہونکہ جس فریق نے اسلیئے تخت پر بٹھایا تھا وہ بت پرست تھا ۔ ایکدفعہ پھر بت پرستی کا زور ہوگیا ۔ پہلے پہل تو عیسائیوں سے کچھ تعرض نہیں کیا ۔ لیکن کچھ دیر کے بعد پادری اور ان کے لوگ مرید سخت آفتوں میں گرفتار ہوگئے ۔ اور بکثرت التعداد مارے گئے ۔ اسی اثنا میں کئی ایک حصوں میں بدانتظامی پھیل گئی ۔ باہر والوں کو ہووا قوم کی بابت کئی سالوں تک سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا ۔ کہ سخت کشت وخون ان کے علاقوں میں ہو رہا ہے ؛

ہووا قوم کا نے شمالی مغربی کناروں کے سیکوا سرداروں پر لگاتار حملہ کرنے شروع کردیئے ۔ ان بیچارے سرداروں سے سوائے اس کے اور کچھ بن نہ آئی ۔ کہ انہوں نے پھر سنہ ۱۸۳۹-۴۰ء میں اہل فرانس سے مدد کی درخواست کی جس کے جواب میں وہ یہاں آکر پھر مقیم ہوگئے ۔ چند سالوں تک ہووا کی دارالسلطنت میں صرف ایک فرانسیسی مسمٰی لوبارڈے ایجنٹ رہا ۔ اس کی دال یہاں خوب گلی اور اس نے اپنے رسوخ سے بہت کچھ فرانس کے حق میں کار گذاری کی ؛

ریورینڈ ایلس کا سنہ ۱۸۵۳ء میں لنڈن مشنری سوسائٹی کیطرف سے ریورینڈ ایلس مقام ٹیماٹیو جہاز پر سے اترا ۔ اور اس کے ذریعہ اہل برطانیہ کو یہاں پھر دخل نصیب ہوگیا ۔ اسی اثنا میں رینے ویلونا کے بیٹے ریکوتو نے ایک فرانسیسی نایب طلب کیا ۔ فرانسیسی لیمبرٹ نے یہاں اہل فرانس کے اچھی طرح پاؤں جمانے میں بہت کچھ مدد کی ؛

اس کی کوشش اچھی طرح کارگر ہوئیں سنہ ۱۸۶۱ء میں رینے ویلونا نے وفات پائی ۔ اور اس کا بیٹا ریکوتو ریڈیما ثانی کے لقب سے

تخت پر بیٹھا۔ اس نے آتے ہی مذہب کے متعلق سب کو آزادی دیدی اور موریشیس اور ری یونین سے سوداگروں کو طلب کرکے اشیاء تجارتی پر محصول موقوف کردیا۔ اور اعلان کردیا کہ جو جو عیسائی جان بچاکر یہاں سے بھاگ گئے تھے۔ اور جن کی زمینیں ضبط ہو گئیں تھیں اگر آپنی اپنی زمینیں سنبھال لیں۔

علاوہ ان باتوں کے ان سے اور کئی طرح اصلاح کا شوق دکھایا چونکہ ان سے ذرا ان کاموں میں بہت جلدی ہوئی تھی۔ کئی ایک منصب اس کے برخلاف ہو گئے چنانچہ ۱۸۶۳ء میں ہلاک کر ڈالا گیا اسکے بعد اس کی بیوی راسو ہیرینا تخت پر بیٹھی۔ لیکن وزیراعظم نے اسکے تخت نشین ہوتے ہی اعلان کردیا کہ آئندہ صرف بادشاہ کی زبان ہی قانون نہیں ہو گی۔ بلکہ بادشاہ۔ امیر وزیر اور رعایا کی طرف سے بڑے بڑے سردار ملکر قانون بنایا کرینگے۔ مذہب کے متعلق سب کو آزادی دی گئی۔ یہ قرار پایا۔ کہ ممالک غیر سے دوستانہ سلوک رکھا جائے۔ لیکن آئین و قوانین کا پہلا قانون بڑا ہی تعجب خیز تھا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ بادشاہ کسی قسم کے شراب وغیرہ نہ پیئے۔ اس ملکہ کے عہد میں سبکو اسکے ساتھ بہت کچھ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اور نہایت ہی کشت خون ہوا۔ ۱۸۶۸ء میں اس ملکہ نے وفات پائی۔ اور اس کی جگہ اسکی خانہ زاد بہن رینے ویلو ناتاتی کے لقب سے تخت نشین ہوئی۔

رینے ویلو ناثانی اس کے زمانے کی بڑی مشہور بات یہ ہے کہ ملکہ رینیو رینا نے تخیر و تحقیق کے وقت اور اس کے پہلے جلوس کے وقت کسی دیوتا وغیرہ کا بہت نہیں رکھا گیا تھا۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ عیسائیوں کی کارگذاری کا نتیجہ اس ملک کے لئے اچھا نکلا ہے۔ ملکہ کے تاج پوشی کے وقت میلگی زبان میں بائیبل کی کاپی رکھی گئی۔ جلوس کے تھوڑی دیر بعد ہی ملکہ نے وزیر اعظم رینی لے ایری ویلا سے شادی کر لی۔ اس کے بعد تمام حقوق جو کہ بت پرستوں کے تھے۔ منسوخ کر دیئے گئے اور شاہی بت جلادیئے گئے۔ تمام ملک بھر میں اس کی تقلید ہونی شروع ہو گئی۔ اسوقت سے لے کر میلگسی طاقت خوب مضبوط ہونے لگی۔

۱۸۷۷ء میں تمام حبشی غلام آزاد کئے گئے اور ۱۸۷۹ء میں ایک جواب دہ وزارت قائم ہو گئی۔ ۱۸۸۳ء میں ملکہ کی وفات پر ایک اسی نام کی ملکہ تخت نشین ہوئی۔ جدید جھگڑے جو کہ فرانس کے اہل میڈگاسکر سے ہوئے۔ وہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔ اگرچہ فرانس والے یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے مہمات اور خط و کتابت سے وہاں کچھ رسوخ پالیا تھا۔ مگر ان کے قدم کا وہاں جمنا کوئی آسان بات نہ تھی۔ کیونکہ ہوا واقعہ نے اچھی طرح ظاہر کر دیا تھا۔ کہ طاقت بھی انہیں فتح کرنے کی تکالیف آسانی سے برداشت نہیں کر سکتی۔

عہد نامہ فرانس کے عہد نامہ امن سے جس پر کہ ان ہر دو طاقتوں نے ۱۸۸۵ء میں دستخط کئے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ملکہ میڈیگاسکر باقاعدہ طور پر تمام جزیرہ کی حکمران تسلیم کی گئی تھی۔ بلکہ اسے طلب کیا گیا تھا۔ اپنے ڈنیزیو کے ریسیڈینٹ نے منظور نہ کیا اگرچہ اہل فرانس بیرون نجات میں بہت کچھ ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں ؎

سکوانس کی تقسیم اس طرح ہو سکتی ہے۔ (۱) یا اقوام ساحل جن میں سے بیکواس تو مشرق کی جانب رہتے ہیں اور بیٹسی من سیرلکا جو مغرب کی طرف آباد ہیں۔ (۲) جنگلی

قومیں جن میں سی ہانگ ۔ مثلاً اور کلینگ شامل ہیں ۔ (۳) کوہستانی لوگ جن میں ہوواس اور بیٹیلو شامل ہیں ۔ دو سال کا عرصہ ہوا ہے کہ سیکلو اس کی کئی ایک قومیں بن گئیں ۔ لیکن ان چھوٹی چھوٹی قوموں کے لائق سرداروں کی لیاقت کیوجہ سے متفق ہوکر جنوبی (بینیابی) اور شمالی (آئی بونیا) ریاستیں قائم ہوگئیں ۔ موجودہ صدی میں بھی جب تک کہ ہوواس نے سر نہیں نکالا تھا جزیرہ بھر میں یہی قوم سب سے زیادہ طاقتور مانی گئی تھی ۔ یہ یورپ کے ہتھیار اور بارود برتتے تھے ۔ اور ظاہر طور پر ان کے سرداروں کی رگوں میں یورپین خون نظر آتا تھا ۔ ابھی تک بھی وہ اجنبی لوگوں کو اچھی طرح ظاہر نہیں ہوئے پادری لوگ بھی ان پر بہت ہی کم اثر ڈال سکے کیونکہ یہہ پرلے درجے کے ضعیف الاعتقاد ہیں ۔ یہ قوم اکثر گڈریوں کی طرح رہتی ہے ان کا گذارہ یا تو جوار باجرے پر ہے یا گائے اور مختلف قسم کی جڑوں پر ساحل پر رہنے والے لوگ کوہستانیوں کی نسبت زیادہ تر سیاہ فام ہیں اور جنوبی سیکلواتو حبشیوں کے رنگ تک پہنچ جاتے ہیں ۔ ان کے بدن خوب مضبوط ہوتے ہیں ۔ ناروے کے پادری مسٹر ویلن انہیں اس طرح بیان کرتے ہیں ۔ کہ ان کی آنکھیں اندر کو گہسی ہوتی ہیں ان کے بال لمبے اور گھونگروالے اور ان کی پیشانی کسی قدر بلند اور فراخ ہوتی ہے ۔ نتھنے بہت چوڑے ہوتے ہیں ۔ ان کے چہروں سے بہادری اور نخوت ٹپکتی ہے ۔ دماغی طاقت خاصی رکھتے ہیں لیکن ذراسی بات انہیں بھڑکانے کے لئے کافی ہوتی ہے ۔ اور یہی وجہ ہے ۔ کہ وہ جاہل اور وحشی ہیں ۔ یہ لوگ مکار ۔ دغاباز وحشی اور نخوت پسند ہیں ۔ اور جہاں کہیں بھی یہ شکل دکھائیں آپ سمجھ لیں ۔ کہ چوری اور لوٹ مار کی خوان کے ساتھ ہے ۔ اہل یورپ

میں ان سے کبھی امن میں نہیں رہ سکتا۔ ہمیشہ یہ ایک دوسرے سے مخالف اور شکی رہتے ہیں۔ کوئی بھی اپنے قریبی سے قریبی رشتہ داروں سے یہ امید نہیں رکھتا۔ کہ وہ اس کا گھر نہ لوٹ لے گا یا اسے بردہ فروش کے ہاتھ نہ بیچ ڈالے گا۔ لڑنا ان کا روزمرہ ہے۔ مگر لطف یہ ہے۔ کہ باوجود دائمی لڑائی کے مرتے بہت ہی کم ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ ان میں حوصلہ نہیں ہوتا۔ ساحل کے باشندے زیادہ تر ماہی گیری کرتے ہیں۔ اور جو ذرا اندر کی طرف یعنی خشکی میں رہتے ہیں۔ وہ کاشتکار ہیں۔ یہ اپنے ساحلی بھائیوں کو چاول دیتے ہیں۔ اور اس کے عوض میں مچھلیاں اور نمک لیتے ہیں۔ ساحلی لوگوں میں اکثر عربی اور حبشی خون پایا جاتا ہے۔ جنوبی سکلوانس ہوورس کے سخت دشمن ہیں *

دفن کا قدیم طریقہ اٹیکرنا نا کی شمالی قوم جن کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ ہے۔ بہت سے قدیمی عقاید و رواج کے پابند ہے۔ اس قوم کے مغربی باشندوں نے دین اسلام اختیار کرلیا ہے۔ لیکن اسکو پوری طرح مانتے نہیں۔ یہ لوگ سروں کو منڈواتے ہیں۔ اور وہی عرب کے لمبے لمبے چوغے پہنتے ہیں۔ اگرچہ یہاں تک تو دین اسلام کی تقلید کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تجہیز و تکفین کا طریقہ بالکل قدیمی ہے۔ لاش کو بیل کی کھال میں سی کر خوب نرد سے رسیوں سے باندھ دیتے ہیں۔ اہل ماتم زیادہ تر شراب اور خصوصیت سے دم دار بکرے کا گوشت کھاتے ہیں۔ لاش کو خوب جکڑ کر رسیوں سے باندھ دیتے ہیں۔ حتےٰ کہ بالکل ہڈیاں رہ جاتی ہیں۔ پھر وہ ان ہڈیوں کو بندوقیں چلاتے ہوئے ایک ڈونگی میں جسکے دونوں سرے مربع ہوتے ہیں۔ اس قبرستان کے مشرق کو نہیں لے جاتے ہیں۔ چونکہ

ہر ایک کنبہ کے لئے مخصوص ہوتا ہے - تابوت کے پاس ایک پیالہ اور ایک رکابی رکھ دیتے ہیں - اور گاہے گاہے متوفی کے دوست بہت سی تعداد میں اس قبرستان میں جاکر چاولوں اور آم کی ضیافتیں کرتے ہیں - اور وہاں جاکر اس طرح جلسے کرنے سے وہ یہ سمجھتے ہیں - کہ متوفی اور نیز ان کے بزرگوں کی روحیں ان کے ان جلسوں میں شامل ہوتی ہیں ؎

مذہب مشرقی انٹیکرنا کے لوگ اپنے قدیمی بت پرست مذہب کے ماننے والے ہیں - مگر خدا کو مانتے ہیں - کہ بڑے بڑے درختوں اونچے اونچے پہاڑوں اور تعجب خیز قدرتی اشیاء کو نہایت مقدس جانتے ہیں - جن بھوت کے بھی قایل ہیں - اور ان کی نسبت ان کی یہ رائے ہے - کہ یہ کبھی نیک کام نہیں کرتے - اور جہاں کہیں کوئی حادثہ یا کوئی اور تکلیف آجائے وہاں فوراً ان کو خوش کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں - پروہتوں یعنے ملاؤں کی تعداد ان میں کم ہوتی ہے - جن کے متعلق ان کا عقیدہ ہے - کہ وہ بڑے بڑے معجزے دکھاتے ہیں اور قوم کو دعا یا بددعا دے سکتے ہیں ؎

مشرقی ساحل کی قومیں مشرقی ساحل کی قومیں جن میں کہ بہت سی سرکاری بڑی شائستہ خیال کی جاتی ہیں - بڑی شائستہ ہیں - ان کے بال لمبے اور سیدھے ہوتے ہیں - اور یہ زیادہ تر حلیم اور تربیت پذیر ہوتے ہیں - یہ قوم ہوا کے سامنے بہت جلد مغلوب ہو گئے تھے - جو لوگ زیادہ تر جنوب کی طرف رہتے ہیں - زیادہ تر سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں - اور ان میں بہت سوں کے بال الجھے ہوئے ہوتے ہیں - ان کی اخلاقی حالت بھی کچھ اچھے درجہ کی ہے - نہایت سست اور کاہل ہوتے ہیں

لیکن بہت سی قوموں کی نسبت صاف رہتے ہیں۔ ان کے گھر اور کپڑے بھی صاف ہوتے ہیں +

سی ہنکا کی یہ قوم شمالی جھیل کے ملک میں رہتے ہیں۔ اور قوم نب ہوا سے کچھ بہت اختلاف نہیں رکھتے۔ لیکن بہت کچھ قدیمی اصولوں کے پابند ہیں۔ یہ سال مویشی رکھتے ہیں اور چاولوں کی کاشت کرتے۔ مچھلیاں پکڑتے ہیں۔ عورتیں ٹوکریوں جو کہ چھلنی کی طرح ہوتی ہیں۔ اور بچے چھوٹی کشتیوں میں کانٹے ڈال کر مچھلی کا شکار کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ علم نجوم کے ماننے بھی ہیں۔ اور اکثر نیک اور بد ساعت دیکھتے ہیں۔ اگر کوئی اجنبی بہے چھیے یا ان کے کسی حصہ میں جسکو کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ آجائے تو یہ لوگ اس کو گاؤں میں آنے نہیں دیتے۔ ان کے گھر اکثر ایک پودے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ جسکو کہ نزدزرو کہتے ہیں۔ فرش اور دیواروں پر چٹایاں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان بین کمرے تین ہوتے آتش دان جنوب مغرب اور بسترا (جو کہ مقرر ہوتا ہے) جنوب مشرق کی کونے میں ہوتا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان صاحب خانہ کی نشست ہوتی ہے۔ ہوا بین ٹھیک اس کے خلاف ہوتا ہے۔ تمام گھر میں الماریاں لگی ہوتی ہیں۔ جنہیں یہ لوگ ٹوکریاں اور مٹی کی رکابیوں سے جو کہ صاحب خانہ اور اس کی خادمائیں بناتی ہیں۔ سجاتے ہیں مرد صرف کمر کے گرد کپڑا لپیٹتے ہیں۔ جس کو دونوں کندھوں پر ڈال لیتے ہیں۔ اور عورتیں ایک چادر میں جو کہ سی ہوئی ہے تھیلے کیطرح اپنے آپکو ڈھانپ لیتے ہیں +

نیکے یا بیر نیڈو تیرنیو کی جنگلوں میں رہتے ہیں جن میں چھوٹا سا قطعہ وہ چاولوں کی کاشت کیلئے تیار

کرسکتے ہیں۔ مرد اور عورتیں بالوں کو گچھوں کی صورت میں بناتے ہیں۔ ٹینگے کے جنوب اور ممالک متوسط کی طرف ٹیسلا قوم جنگلی ملکوں میں جسکا عرض کچھ چند میل ہی ہے۔ آباد ہیں۔ ان کی کئی ایک بستیاں جو کہ جنگلوں میں پہاڑیوں پر آباد ہیں۔ جنکو یہی ہو والس کبھی فتح نہیں کر سکے۔ اس سے بھی جنوبی کی طرف ایک بڑے وسیع حصہ میں قوم بارا کے لوگ بستے ہیں۔ یہ بالکل ناشائستہ ہوتے ہیں۔ اور کئی ایک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہیں۔ جو ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ بے اعتبار بدظن اور بڑی سخت طبیعت کے ہوتے ہیں۔ مہمان نوازی جانتے ہی نہیں۔ ان کے خصائل اور عادات اخلاق بہت برے ہوتے ہیں۔ علاوہ ان سب کے بدزبان اور فحش کلامی کے بہت خوگر ہیں۔ ریورینڈ جے رجسٹ لکھتے ہیں یہ لوگ بالوں میں چربی مرہم اور کسی سفید چیز سے گانٹھیں بنا رکھتے ہیں۔ جن کی تعداد اس سے لے کر ایک سو بیس تک ہوتی ہے۔ اور چوٹی پر اسی مادے کی ایک ٹوپی سی ہوتی ہے۔ جو یا تو گیند کے برابر ہوتی ہے۔ یا اس سے کچھ کم و بیش ہر ایک گانٹھ یا زلف ایک دوسرے سے ٹکراتی رہتی ہے۔ اور سب میں سخت چھلے پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان آدمیوں کی پیشانی یا کنپٹی پر ایک ایک تعویذ یا ایک گول سیپ کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ جسکا حجم اٹھنی کے برابر ہوتا ہے۔ اور گلے میں یہ لوگ کئی ایک قسم کے دانوں اور لکڑی کے بنے ہوئے تعویذوں کی مالا ڈالے ہیں۔ ان کے کانوں میں بلبلے یا لکڑی کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ جنہیں یہ لوگ یا تو چھید کر پہنتے ہیں یا لٹکائے رہتے ہیں۔ ایک چھ انچ لمبا تعویذ جن پر دانہ منڈھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے گلے میں ہوتا ہے۔ جو ہول دلی کی طرح سینہ پر آویزاں رہتا ہے۔ بندوق کے کندھے پر پیتل کی گول

گول بیضی جڑی ہوئی ہوتی ہے - ان کی برچھیاں خوب چمکیلی کئے ہوئے لوہے کی ہوتی ہیں - یہ لوگ بیٹی کو بوک قریباً چھ انچ چوڑا ہی اور کارتوس کے صندوقوں کو میخوں سے سجاتے ہیں - جن کے سرے پیتل کے ہوتے ہیں - اور جن کی تعداد ایک سو بیس تک اور جن کا حجم شلنگ تک اور بعض اوقات فلورن (ایک سکہ) تک ہوتا ہے - کندھوں سے دکھا ہے طرف پر نمبروں کی ایک چادر ان کے بدن پر لٹکتی رہتی ہے - کمر کے گرد خواہ رنگ اور خواہ سفید کپڑے کا ٹکڑا پہنتے ہیں - بندوں پر ایک کھڑاوں کا جوڑہ لٹکا رہتا ہی

ہوواکے ان میں عمدہ خصائل کے لوگ مقابلتاً بہت چند ہوتے ہیں اور ان کی بابت خیال کیا گیا ہے - کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بعد میں جاوا سے یہاں آکر بسے ان کا رنگ ہلکے رنگ کے زیتون سا ہوتا ہے - بہت سے سخت سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں - اور اسی واسطے ان کو ہووا کہتے ہیں - ان کا قد اکثر میانہ قد سے چھوٹا ہوتا ہے - لیکن جسم اچھی تناسب سے بنا ہوا ہوتا ہے - ان کے خط و خال چپٹے ہوتے ہیں - اور ہونٹ بعض اوقات پتلے اور بعض اوقات ذرا زیادہ موٹے ہوتے ہیں - ان کے بال ملائم - کالے اور سیدھے ہوتے ہیں - ان کی آنکھیں عموماً بھورے رنگ کی ہوتی ہیں - اور حرکات و سکنات میں یہ لوگ اکثر طرحدار اور خوب چست و چالاک ہوتے ہیں - اور بہت سی قوموں کی طرح ان کی زبان بھی بلا شبہ زبان سیلائی سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہے

عادات و خصائل اگرچہ یہ لوگ اور قوموں کی نسبت حکمرانی اور انضباط کے لئے بہت مشہور ہیں لیکن بہت نہیں گذری کہ یہ لوگ سخت حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے

تھے۔ اور ملکی حقوق سے خارج تھے۔ ان کی خونیں ظالمانہ حرکات
بہت بسی ہوئی ہیں۔ اور اکثر یہ لوگ دغاباز ثابت ہوئے ہیں
لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائی مذہب نے اس قوم پر بہت کچھ
نیک اثر کیا ہے ؏

بیٹ سیلو یہ لوگ ہووا کی نسبت قد میں لمبے اور رنگت میں زیادہ سیاہ ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ
ان میں حبشی خون ضرور موجود ہے۔ مسٹر شا کہتے ہیں۔ کہ ہووا
کی نسبت ان کے اخلاق اچھے ہیں۔ لیکن دروغ گوئی اور دغابازی
کو یہ بھی برا خیال نہیں کرتے۔ قدرتی طور سے یہ لوگ
جھگڑالو اور لیٹرے ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے ان کے بہت سے
غلام ہوتے ہیں۔ ان کا بہت سا وقت مقدمہ بازی میں خرچ
ہوتا ہے ؏

شراب خواری ان میں بہت رائج ہے۔ یہ لوگ اکثر رم
بناتے ہیں۔ ان کی ملکیت زیادہ تر مویشی ہیں۔ ان کی ضروریات
سادہ ہیں۔ اور عادات میں سستی اور کاہلی ہوتی ہے ؏

تمت